اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمۃً
تعویذ جادو طلسم اعجاز آتشکدہ عشق صنم خانۂ ناز بلبل ہندوستان معرب
خاقان زمن استاد نظام دکن جناب نواب مرزا خاں صاحب داغ دہلوی
گلزار داغ
بکمال صحت و صفا و آئین خوشنما بحفظ جملہ حقوق طبع و تالیف و
انتخاب وغیرہ حسب فرمایش و باہتمام نور احمد مالک مطبع -
محمدی تیغ بہادر لکھنؤ میں چھپا
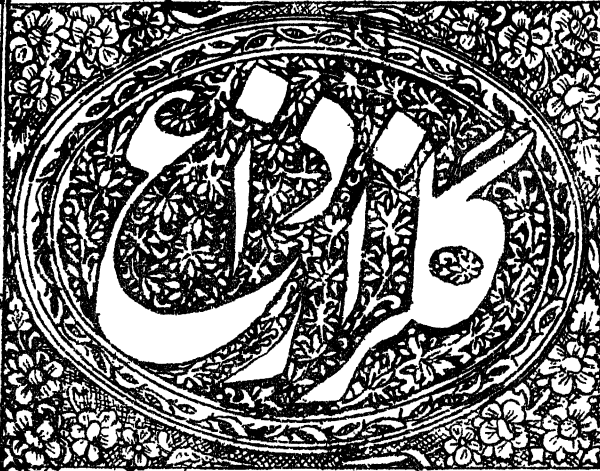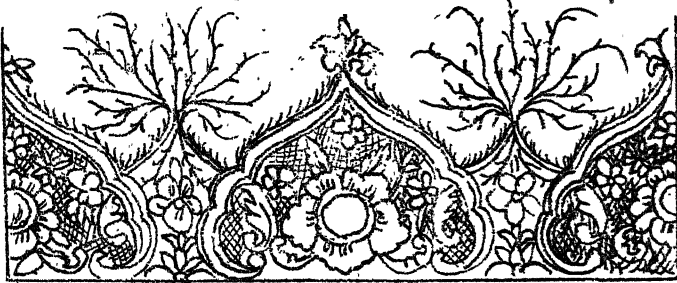
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

ری سامری فن دیکھے اعجاز رقم میرا
عصائے موسوی ہے حمد خالق مین قلم میرا

ک بوئے گل ہے ہر نفس یاد الٰہی مین
قیامت تک بھرے گی دم نسیم صبحدم میرا

امت منزل مقصود تک اللہ پہونچائے
مجھے آنکھین دکھاتا ہے ہر اک نقش قدم میرا

و شمع دل راتون کو لیتا ہے تجلی کی
خجل کرتا ہے زلف حور کو بھی پیچ و خم میرا

ن سودائیان عشق کو تفریح ہوتی ہے
بہت چھانا ہوا ہے باغ فردوس ارم میرا

ی کعبۂ تسلیم مین یون باریابی ہو
بڑھے لبیک کہکر پیشتر سب سے قدم میرا

ے آباد کرتا ہے مجھے برباد کرتا ہے
خدایا دین و دنیا مین کرم تیرا ستم میرا

ی بندہ نوازی ہفت کشور بخش دیتی ہے
جو تو میرا جہان میرا عرب میرا عجم میرا

فی اللہ ہو کر پاؤن عمر جاودان ایسی
مسیح و خضر کی ہستی سے بڑھکر ہو عدم میرا

ا جیسے یہ دولت آدمی کو تو نے بخشی ہے
نہین پھولا سماتا خاطر غمگین مین غم میرا

ی نقش ہو کلمہ رسول اللہ کا دل پر
چلے کونین مین نام محمد سے درم میرا

جلونگا حشر تک اے داغ مین سوز محبت سے
ندیگی ساتھ تا روز جزا شمع حرم میرا

یہان بھی تو وہان بھی تو زمین تیری فلک تیرا
کہین ہمنے پتا پایا نہ ہرگز آج تک تیرا

صفات و ذات مین یکتا ہے تو اے واحد مطلق
نہ کوئی تیرا ثانی ہے نہ کوئی مشترک تیرا

جمال احمد و یوسف کو رونق تو نے بخشی ہے
ملاحت تجھ سے حسن شیرین مین نمک تیرا

ترے فیض و کرم سے نار و نور آپس مین یکدل ہین
ثنا گر یکزبان ہر ایک ہے جن و ملک تیرا

کسی کو کیا خبر کیون خیر و شر پیدا کیے تو نے
کہ جو کچھ ہے خدائی مین وہی لاریب و شک تیرا

نہ جلتا طور کیونکر کسطرح موسیٰ نہ غش کھاتے
کہان یہ تاب و طاقت جلوہ دیکھے مردمک تیرا

دعا یہ ہے کہ وقت مرگ اسکی مشکل آسان ہو
زبان پر داغ کے نام آئے یارب یک بیک تیرا

اللہ رے شوق دے مجھے نعت شریف کا
شہرہ ہو خوب میرے کلام لطیف کا

سرسبز کشت دل ہے محمدؐ کے عشق مین
کیا اس زمین مین کام ربیع و خریف کا

اللہ رے اسکے علم لدنی کا معجزہ
امی سبق پڑھا کے کتاب شریف کا

حسرت جس آبرو کی سلیمان کو رہی
یثرب مین ہے وہ مرتبہ مور ضعیف کا

شیطان بھاگتا ہے محمدؐ کے نام سے
کیا خوف اس پلید و خبیث و کثیف کا

مداح مصطفیٰ سے کرے کوئی بحث کیا
سحبان ہے خوشہ چین مری طبع ظریف کا

ادنے شجاعت احمدؐ مرسل کی دیکھنا
کیا حال جنگ بدر مین تھا ہر حریف کا

ہے ناتوان عشق محمد مین پہلوان
رستم سے ہو مقابلہ کیا اوس نحیف کا

صبر جمیل تھا کہ ستم پر ستم سہا
بوجہل و بولہب سے ذلیل و خفیف کا

۴

اے داغ شعر ڈھل گئے نعت شریف مین
ہے فکر قافیہ نہ تردد ردیف کا۔

۱۱

صبر بے زاہد نافہم نہ میخوارون کا
بخشنے والا ابھی دیکھا ہے گنہگارون کا

سر شوریدہ کی تسکین وہین ہوتی ہے
مجھپر احسان ہے اُس کوچے کی دیوارون کا

ڈر گئے نام شفا سنکے زہے خواہش مرگ
مُنھ ذرا سا نکل آیا ترے بیمارون کا

دوش پر اپنے جو صیاد نے زلفین چھوڑین
اور جی چھوٹ گیا آج گرفتارون کا

لائیگا کعبے سے تو مفت ثواب اے زاہد
حصہ پہلے سے ٹھہر جائے یہین یارون کا

اشک خون آنکھ سے چلتے ہوے اتنے ٹپکے
کہ جہان ہو نہین وہان فرش ہے انگارون کا

زندہ در گور زمانے مین نہونگے ایسے
مرثیہ کہتے ہین شاعر ترے بیمارون کا

اہل اُلفت کے لیے چاہیئے شہرت اے دل
نام بکتا ہے محبت کے خریدارون کا

خیر گذری کہ رہا تا بہ مژہ سیل سرشک
رہگیا پردہ ترے کوچے کی دیوارون کا

چوس لیتے ہین مرے زخم زبان پیکان
چھوڑ دیتے ہین یہ مُنھ چوم کے سوفارون کا

۵

صبر ایوبؑ کی اے داغ نکر نا خواہش
کہ محبت مین تو یہ کام ہے بیکارون کا

۱۱

گر میرے بُت ہوش رُبا کو نہین دیکھا
اُس دیکھنے والے نے خدا کو نہین دیکھا

رہبر سے غرض کیا ہے جو منزل نظر آئے
کعبے مین کبھی قبلہ نما کو نہین دیکھا

سمجھا ہے شب ہجر عدو کو وہ قیامت
ظالم نے ابھی روز جزا کو نہین دیکھا

جنت ہے مگر خانۂ دشمن بھی الٰہی
آتے ہوے اس گھر مین قضا کو نہین دیکھا

جس شکل سے ہنستے ہین مرے حال پہ احباب
روتے ہوے یون اہل عزا کو نہین دیکھا

اتنا تو بتا دے مجھے اے ناصح مشفق
دیکھا ہے کہ اس ماہ لقا کو نہین دیکھا

ایسی نظر شوخ مین تمکین نہین دیکھی
اسطرح تغافل مین حیا کو نہین دیکھا

اغیار کے نالے تو بہت تمنے سُنے ہین
مظلوم کی تاثیر دعا کو نہین دیکھا

پھر اُسکو رہی خاک نشینون سے کدورت
اپنے بھی تو نقش کف پا کو نہین دیکھا

افسوس فرصت مین کبھی غور سے تم نے
افسانۂ ارباب وفا کو نہین دیکھا

۶ جب داغ کو ڈھونڈھا کسی بتخانہ مین پایا
گھر مین کبھی اس مرد خدا کو نہین دیکھا ۱۶

ہو گئے پُر خون دل عشاق ہو کر زیر پا
کیا لگا رکھا ہے ظالم تو نے خنجر زیر پا

مانع رفتار ہو کیا اُسکو پتھر زیر پا
جسنے لاکھون روند ڈالے کاسہ سر زیر پا

دامن دل کیا بچے اُسکی خرام ناز سے
چاک ہو جائے اگر دامان محشر زیر پا

تیرے ہاتھون سے ہوا ہے اک زمانہ پائمال
پیس ڈالون تجھکو اے چرخ ستمگر زیر پا

آرزو کمبخت نے کی تھی خرام ناز کی
دیدیا اُسنے مجھے دل کو مسلکر زیر پا

مثل ماہی تیر جاتا ہون راہ شوق مین
چشم گریان کی بدولت ہے سمندر زیر پا

پائمالی سے نشان قبر کے آیا نہ چین
رکھ لیا ظالم نے میرا نام لکھکر زیر پا

بزم دشمن مین لگی ایسی مرے تلوون سے آگ
فرش گل کو مین نے سمجھا فرش اخگر زیر پا

مین وہ ہون آتش قدم جس سے پگھلتے ہین پہاڑ
موم ہو جاتا ہے جو آتا ہے پتھر زیر پا

عاشقون سے ہوتے ہین معشوق سرکش پائمال
رکھتی ہے قمری سر سرو صنوبر زیر پا

قوت رفتار جب اُس فتنہ گر کو مل گئی
آگیا روز اجل میرا مقدر زیر پا

توڑکر اے محتسب مئخانے سے باہر نہ پھینک
آنہ جاوین ریزۂ مینا و ساغر زیر پا

کیا تماشا ہے جب آیا ہے اُسے نرگس سے رشک — اُسنے نل ڈالے ہین میرے دیدۂ تر زیر پا
دونون دشمن ہین بشر کے آسمان ہو یا زمین — فتنۂ کربلا لے سر ہے تو ستمگر زیر پا
خوف ہے اُسکو نہ دامنگیر ہو وقتِ ذبح — ہاتھ بسمل کا دبا لیتا ہے اکثر زیر پا

۷ — وہ صراطِ عشق پر اے داغ ہو ثابت قدم — مشق کی ہو جسے رکھکر تیغ و خنجر زیر پا — ۲

آج راہی جہان سے داغ ہوا — خانۂ عشق بے چراغ ہوا
کیا نشان وفا بھی اے ظالم — دل گم گشتہ کا سُراغ ہوا
ایسی کیا بو سما گئی تم کو — ہم سے جو اس قدر دماغ ہوا
نہ مٹا نقش غیر جی سے ترے — یہ بھی میرے ہی دل کا داغ ہوا
دل پر خون مگر ہے جامِ طلسم — کبھی خالی نہ یہہ ایاغ ہوا
کیا اثر ہے کہ غنچۂ تصویر — اُسکے ہنسنے سے باغ باغ ہوا
صبح وہ داغ دے گئے مجھکو — دل کو روشن مرا چراغ ہوا
عمر جاوید تو خضر کو ملے — عیش جاوید سے فراغ ہوا
ہرزہ گردی مین ٹھوکروں سے مری — چاک دامان کوہ و راغ ہوا
آسمان گر گیا نظر سے مری — عرش پر جب ترا دماغ ہوا
حال فردوس سُن لیا زاہد — وہ بھی کیا بے نظیر باغ ہوا

۸ — بعد اوستاد ذوق کے کیا کیا — شہرت افزا کلام داغ ہوا — ۱۱

ثبات بحر جہان مین اپنا فقط مثال حباب دیکھا — نہ جوش دیکھا نہ شور دیکھا نہ موج دیکھی نہ خواب دیکھا

ہماری آنکھون نے بھی تماشا عجب عجب انتخاب دیکھا
بُرائی دیکھی بھلائی دیکھی عذاب دیکھا ثواب دیکھا

نہ دل ہی ٹھہرا نہ آنکھ جھپکی نہ چین پایا نہ خواب آیا
خدا دکھائے نہ دشمنون کو جو دوستی مین عذاب دیکھا

طرب مین جس سے ہی جان محزون اُسی کو گردش ہی مین ہی خون
کہ چرخ زن مثل دور گردون مدام جام شراب دیکھا

نظر مین تیری کبریائی سما گئی تیری خودنمائی
اگرچہ دیکھی بہت خدائی مگر نہ تیرا جواب دیکھا

پڑے ہوئے تھے ہزارون پردے کلیم دیکھو تو جب بھی غش تھے
ہم اسکی آنکھون کے صدقے جسنے وہ جلوہ یون بےحجاب دیکھا

جو راہ مین تیری کر کے بیٹھے وہ فکر دیر و حرم سے چھوٹے
کہ تیرے کوچے کے ساکنون نے بہشت مین بھی عذاب دیکھا

یہ دل تو اے عشق گھر ہی تیرا کہ جسکو تونے بگاڑ ڈالا
مکان سے تا لامکان جو دیکھا تجھی کو خانہ خراب دیکھا

سرور عیش و نشاط کیسی بدل گئے رنگ ہی جہان کے
سُنا نہ کانون سے تھا جو ہمنے وہ آنکھ سے انقلاب دیکھا

جو تجھکو پایا تو کچھ نہ پایا یہ خاندان ہمنے خاک پایا
جو تجھکو دیکھا تو کچھ نہ دیکھا تمام عالم خراب دیکھا

(۹) شراب غفلت سے داغ غش تھے دکھائے غفلت نے کیا تماشے
کہ سوتے سوتے جو چونک اُٹھے مگر کوئی ہمنے خواب دیکھا (۱۰)

آخر کو عشق کفر سے ایمان ہو گیا
مین بُت پرستیون سے مسلمان ہو گیا

کیون صرفِ نگاہ مری جان ہو گیا
اک تیر اور مین ترے قربان ہو گیا

کیا جانے چپ ہون کیون تری صورت کو دیکھکر
آئینہ مین نہین ہون کہ حیران ہو گیا

قاتل نہ روک ہاتھ کہ رکتی ہے مری جان
خنجر ترا اور دم کا نگہبان ہو گیا

مے تو حلال ہے جو پئے ڈھب سے بادہ نوش
مین توبہ کرکے اور پشیمان ہو گیا

رندان بے ریا کی ہے صحبت کسے نصیب
زاہد بھی ہم مین بیٹھکے انسان ہو گیا

اس غنچے مین سمائی ہے وحشت برنگ بو
دل کتنی تنگیون پہ بیابان ہو گیا

گر دل پھٹا ہے مجھسے برا سہل ہے علاج
یا یہ بھی چاک جیب و گریبان ہو گیا

حسرت کسی طرف ہی تمنا کسی طرف
مجموعہ اپنے دل کا پریشان ہوگیا

حاصل ہوے مزے ترے خنجر کے غیر کو
سر پر ہمارے مفت کا احسان ہوگیا

کیا حال دل کہین کہ دم عرض مدعا
تیرا عتاب حلق کا دربان ہوگیا

اُمید ہے کہ بہر عیادت وہ آئین گے
آزار میری جان کو ارمان ہوگیا
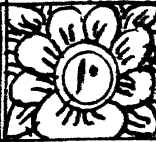
(۱۰) لو اے بتو سنو کہ وہ داغ صنم پرست
(۹) مسجد مین جاکے آج مسلمان ہوگیا
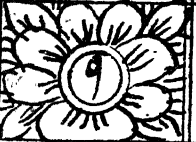
اُس بزم مین شریک تو جا یا نہ جائیگا
مین جاؤنگا اگر مرا سایا نجائے گا

دل لیکے اُسکی بزم مین جایا نجائے گا
یہ مدعی بغل مین چھپایا نہ جائے گا

اے حشر امتیاز کہ ہم ہین شہید ناز
مردون کی طرح ہمکو اُٹھایا نہ جائے گا

دل کیا ملاؤگے کہ ہمین ہوگیا یقین
تمسے تو خاک مین بھی ملایا نجائے گا

جو دل دُکھا رہا ہے مزہ ہر گھڑی مجھے
آنکھون سے سو برس بھی دکھایا نجائے گا

دشمن کے آگے سر نہ جھکے گا کسی طرح
یہ آسمان زمین سے ملایا نہ جائے گا

فتنہ نہین ہون جسکو اُٹھایا کرے فلک
مجھسے گرے ہوے کو اُٹھایا نجائے گا

زلفین نہین کہ شانے سے آراستہ کیا
بگڑا ہوا مزاج بنایا نہ جائے گا
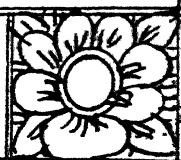
اے داغ تجھکو رزق کی خواہش ہی چرخ سے
اتنا یہ غم کھلائے گا کھایا نہ جائے گا
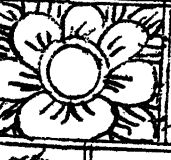
کون وہ پیغام سے تو آئیگا
غیر کے نام سے تو آئیگا

شب ہجران سے موت بہتر ہے
خواب آرام سے تو آئیگا

یون نہ آئے گا ہاتھ گرد صنم
ترک اسلام سے تو آئیگا

لے ہی تو آئین گے اُسے ہمدم / میرے ہی نام سے تو آئے گا

مُرغِ دل سے امید ہے یہ اسیر / چھُٹ گیا دام سے تو آئے گا

ساقیا مجھ سے بادہ کش کو سرور / ایک ہی جام سے تو آئے گا

چھپ رہینگے حیا سے وہ کبتک / غصہ الزام سے تو آئے گا

دل کا آنا ہے کام سے جانا / جائے گا کام سے تو آئے گا

۱۲ کبھی اپنا بھی روز خوش اے داغ / دور ایام سے تو آئے گا ۱۳

کرے انصاف دنیا مین اگر آفت کے مارونکا / بنے خود آسمان پھاہا تمھارے دلفگارون کا

ستم وہ چشم کافر سے ترے چلنا اشارونکا / غضب وہ دل پکڑ کر بیٹھ جانا بیقرارون کا

خدا جانے ہوئی ہین دفن کیا کیا حسرتین دل مین / پھپھولون سے مرے سینہ پہ عالم ہے مزارون کا

تمھین چاہا اگر چاہا خطا الفت پرستونکی / تمھین دیکھا اگر دیکھا گنہ امیدوارون کا

بتون سے عفو جرم عشق بھی چاہین تو کہتے ہین / خدا تو ہم نہین بخشین گنہ تقصیروارون کا

دکھاتا ہے فلک یہ خندۂ دندان نما اپنا / وگرنہ اس شبِ فرقت مین یہ جلوہ ستارون کا

نگہ بٹنے ہی دیتی ہے تو دل پھینکے ہی دیتا ہے / تمھارے گھر ٹھکانا کونسا ہم بے سہارون کا

بڑے اہل یقین ہمسے جفا کو جو وفا سمجھین / بھلے ہین بدگمان ہی دل ہے اور بے اعتبارون کا

ترا اک وعدۂ دیدار اور وہ بھی قیامت پر / یہ اسیر صبر اتنا ہارے دل امیدوارون کا

قسم ہے تجکو زاہد کیا کرے گر آنکھ سے دیکھے / چھلکنا ساغر مے کا چھلکنا بادہ خوارون کا

سنو افسانۂ فرہاد دیکھو قصۂ مجنون / غرض کیا تمکو پوچھو حال ہم حسرت کے مارون کا

کبھی بیٹھے کبھی اُٹھے کبھی لوٹے کبھی تڑپے / تماشا دیدکے قابل ہے تیرے بیقرارون کا

١٣ — ٩

نہ تو حسرت ہے نہ راحت ہے غزل اے داغ کہو کیونکر ہو
مگر کیا کیجئے مجبور ہے جو ارشاد یاروں کا

ہاے مہمان کہاں یہ غم جانان ہوگا — خانۂ دل تو کوئی روز میں ویران ہوگا
ہو کے ظاہر کیا عشق نے اک حشر بپا — حسرت اس دل پہ کہ جس دل میں یہ پنہاں ہوگا
منحصر دل ہی پہ رکھتا نہ محبت تیری — میں نہ سمجھا تھا یہ کمبخت پشیمان ہوگا
کوستا ہوں جو نصیبوں کو تو کہتا ہے وہ شوخ — پھر محبت نہ کرے گا اگر انسان ہوگا
جسقدر آج ستاتا ہے ستالے ہم کو — روز محشر بھی تو کل اے شب ہجران ہوگا
دم مری آنکھوں میں اٹکا ہے کہ دیکھوں تو سہی — کیا مسیحا سے مرے درد کا درمان ہوگا
زندگی عشق میں مشکل ہے تو مر جائینگے — اب یہ وہ کام کرینگے کہ جو آسان ہوگا
اب کہاں لخت جگر سینے میں اے دیدۂ تر — اور ہوگا تو سر گوشۂ دامان ہوگا

١٤ — ١٣

آپ کے سر کی قسم داغ کو پروا بھی نہیں
آپ کے ملنے کا ہوگا جسے ارمان ہوگا

کیا کہوں اس سخت جاں کا عشق میں ہمدم ہوا — چاٹتے ہی خنجر خونخوار بے دم ہو گیا
روتے روتے چشم تر کو دل کا ماتم ہو گیا — روز کا مہمان اپنے گھر کا محرم ہو گیا
دیکھ تو کیا تشنگی سے میرا عالم ہو گیا — قطرۂ مے ساقیا کیا جان آدم ہو گیا
جان کے جاتے ہی اچھے ہو گئے سب داغ زخم — شعلہ پنبہ ہو گیا ناسور مرہم ہو گیا
حسن میں ان کے آتے ہی نخوت ہو گئی — زلف میں پڑتے ہی بل ابرو بھی پرخم ہو گیا
ہے نسیم صبح کیا کیا عطر افشان مشک بیز — رات کسکا طرۂ طرار برہم ہو گیا
بن گئی فرقت میں جو کچھ اپنے جی پر بن گئی — ہو گیا جو کچھ ہمارے دل کا عالم ہو گیا

عشق کیا شے ہے وہ یہ شے ہے کہ دلنشین تو کہیں
خون ہو کر آ گیا غم بنگیا سم ہو گیا

بجھ گیا گلرو کے آگے شمع اور گل کا چراغ
بلبلوں میں شور پروانوں میں ماتم ہو گیا

کیوں تغافل ہے ہی چشم عداوت ہی سہی
کیا نگاہ ناز میں اب قہر بھی کم ہو گیا

١٥

رات بھر کہتے رہے ہم داغ اپنے دل کا حال
ایک شب میں اسقدر اخلاص باہم ہو گیا

٩

کی ترک مے تو مائل پندار ہو گیا
میں توبہ کرکے اور گنہگار ہو گیا

اسکی طرف سے دل نہ پھریگا کہ ناصحو
اب ہو گیا یہ جسکا طرفدار ہو گیا

کس کسکی چاہ کیجیے کس کسکی آرزو
اک دل ہزار غم میں گرفتار ہو گیا

محشر میں کون ہوگا کرم کا ترے گواہ
گر غیر بھی ہمارا طرفدار ہو گیا

وہ فتنہ جسکا حشر پہ اٹھنا ہے منحصر
ہر بار تیری چال سے بیدار ہو گیا

اک حرف آرزو پہ وہ مجھسے خفا ہوئے
اتنی سی بات کہکے گنہگار ہو گیا

اے دل مجھے خیال میں تیرا ہے مدعا
لوٹے رقیب کیسے مرا یار ہو گیا

جسکی بغل میں شکوہ وہ ہو اسکو دیکھیے
جسوقت آنکھ کھل گئی دیدار ہو گیا

١٦

اے داغ کیا بتائیں محبت میں کیا ہوا
بیٹھے بٹھائے جان کو آزار ہو گیا

١١

نالہ ہر اک بشر کے جگر سے نکل گیا
جی ہی نکل گیا وہ جدھر سے نکل گیا

عالم میں ایک تو نظر آیا نظر فریب
عالم تمام اپنی نظر سے نکل گیا

اللہ رے اسکا حسن ترقی بلا کی ہے
ہر موے زلف موے کمر سے نکل گیا

تاثیر سرزمین سے بنا فتنہ غبار
جو مل کے تیری راہ گزر سے نکل گیا

کچھ ہو گا مجھکو نالۂ شبگیر سے حصول
کچھ مدعا دعاے سحر سے نکل گیا

کا ہیدگی نے پھینک دیا دور اسقدر
کوسون مین آپ اپنی نظر سے نکل گیا

نکلا جدھر وہ شوخ ہوا شور دیکھنا
دل کو چھپٹ کے کوئی ادھر سے نکل گیا

دل بے گداز عشق کہ پیکان دلنشین
اک اشک بنکے دیدۂ تر سے نکل گیا

جس دلپہ وہ نگاہ پڑی دل کے پار تھی
چہ نیمچہ ہزار سپر سے نکل گیا

اللہ رے جوش گریہ کہ اس جذب ضبط پر
دریا ہمارے دیدۂ تر سے نکل گیا

(١٧) وہ داغ بیوفا تو نہ ہو آج دھوم سے
کوئی غلام آپ کے گھر سے نکل گیا (٩)

سو حسن مین تو آئین گیا ایک دل گیا
ملنا تھا جو مجھے مری قسمت کا مل گیا

مین مر گیا جو وہ لب جان بخش ہل گیا
یارب قسم مسیح مین کیا زہر مل گیا

اُس نے لیا جو آئینہ مین بوسہ اپنا آپ
اللہ ری نازکی لب گلفام ہل گیا

اللہ رے جامہ زیب تری جامہ زیبیان
پہنا جو تو نے رنگ ہی رنگ کھل گیا

جنت اسی کا نام اگر ہے تو بس سلام
محفل مین تیری جو کوئی آیا خجل گیا

ہوتے ہی صبح کاش نہ مرتا شب وصال
افسوس ہے کہ یار بہت منفعل گیا

مین تفتہ جان آگ تو سیماب ہے وہ شوخ
اے دل بڑا غضب ہے جو تو متصل گیا

مین نے تو اپنے واسطے کی تھی دعاے وصل
اُلٹا اثر ہوا وہ رقیبون سے مل گیا

(١٨) ہستی مین ہین عدم کے مزے عاشقون کو داغ
قالب مین جان آتے ہی پہلو سے ہل گیا (١١)

جو سر مین زلف کا سودا تھا سب نکال دیا
بلا ہون مین بھی کہ آئی بلا کو ٹال دیا

یقین ہے ٹھوکرین کھا کھا کے کچھ سنبھل جاے
کہ اُسکی راہ مین ہمنے تو دل کو ڈال دیا

جہان مین آئے تھے کیا رنج ہی اُٹھانیکو
الٰہی تو نے ہمین کس بلا مین ڈال دیا

خدا کریم ہے یون تو مگر ہے اتنا رشک
کہ میرے عشق سے پہلے تجھے جمال دیا

تمھین کہو کہ کہان تھی یہ وضع یہ ترکیب
ہمارے عشق نے سانچے مین تمکو ڈھال دیا

بتون کے دین ہے لوٹنا ثواب ایسا
کہ جیسے راہ خدا مفلسون کو مال دیا

پیام وصل ہے کیون اب رقیب کے ہاتھون
نکالنا تھا مجھے آپ نے نکال دیا

بتائین لفظ تمنا کے تم کو معنے کیا
تمھارے کان مین اک حرف ہمنے ڈال دیا

سر عدالت محشر جواب کیا دوگے
جو داد خواہون نے تمپر کوئی سوال دیا

نہین عدو تو خیال عدو ہے خلوت مین
کسی بہانے سے اسکو نہ تم نے ٹال دیا

۱۱

ہمین خدا نے بہت رنج و غم دیا اے داغ
بتون کے دل مین نہ تھوڑا سا رحم ڈال دیا

۱۲

ستم ہی کرنا جفا ہی کرنا نگاہ الفت کبھی نہ کرنا
تمھین قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق مین کمی نہ کرنا

ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو بہا کے جانا
ذرا رہے پاس آبرو بھی کہین ہماری ہنسی نہ کرنا

کہان کا آنا کہان کا جانا وہ جانتے ہی نہین رسمین
وہان ہے وعدے کی بھی یہ صورت کبھی تو کرنا کبھی نہ کرنا

لیے تو چلتے ہین حضرت دل تمھین بھی اس انجمن مین لیکن
ہمارے پہلو مین بیٹھکر تم ہمین سے پہلو تہی نہ کرنا

نہین ہے آسان قتل انکا یہ سخت جان ہین بُری بلا کے
قضا کو پہلے تحریک کرنا یہ کام اپنی خوشی نہ کرنا

ہلاک انداز وصل کرنا کہ پردہ رہجائے کچھ ہمارا
غم جدائی مین خاک کرکے کہین عدو کی خوشی نہ کرنا

مری تو ہے بات زہر اُنکو وہ اُنکے مطلب ہی کی نہ کیون ہو
کہ اُن سے جو التجا ہے کہنا غضب ہے اُنکو وہی نہ کرنا

ہوا ہے گر شوق آئینے سے تو رخ رہے راستی کی جانب
مثال عارض صفائی رکھنا برنگ کاکل کجی نہ کرنا

وہ اک ہمارا طریق الفت کہ دشمنون سے بھی مل کے چلنا
یہ ایک شیوہ ترا ستمگر کہ دوست سے دوستی نہ کرنا

ہم ایک رستہ گلی کا اُسکی دکھاکے دل کو ہوئے پشیمان
یہ حضرت خضر کو جتادو کسی کی تم رہبری نہ کرنا

بیان درد فراق کیسا کہ ہے وہان اپنی یہ حقیقت
جو بات کرنی تو نالہ کرنا نہین تو وہ بھی کبھی نہ کرنا

مدار ہے ناصحو تمہین پر تمام اب اُس کی منصفی کا
ذرا تو کہنا خدا لگی بھی فقط سخن پروری نہ کرنا

بری بڑی ہے داغ راہ الفت خدا نہ لیجائے ایسے رستے
جو اپنی تم خیر چاہتے ہو تو بھول کر دل لگی نہ کرنا

۴۰ — ۹

ستانا ناحق کا ایسا کسی نے جلد کھوجانا | تمھارا دو قدم چلنا یہ ان پامال ہوجانا

کرین کیا بات تجھسے فتنہ گر اک کھیل ہے تجکو — اُلجھ پڑنا بگڑنا رنج کرنا غصہ ہو جانا

ہمین آگاہ تھے اس آپکے دلکی کدورت سے — بظاہر صاف باطن آپکو عالم نے گو جانا

بلا سے جانتا یہ رحم دل وہ خوش تو ہو جاتے — برا ہو دل کا کیا جانا کہ انکو تند خو جانا

کہ ہے ہر جسطرح دلمین ہو نظرونمین بھی پڑتی — کہانکی ایسی گھبراہٹ ہے ٹھیرو دم تو لو جانا

بظاہر ہے دوئی پر وصل مین وحدت ہی وحدت ہے — نجانا ایک تمنے ہائے غافل ہو کے وہ جانا

عدو غمگین ہین کی آپ سنتے ہین وہ کہتا ہے — کہ جب آتا اسے کانٹے ہمارے حق مین بو جانا

اٹھائے غیر نے جو ناز بیجا اسکو وہ جانے — مجھے بھی تمنے وہ سمجھا مجھے بھی تمنے وہ جانا
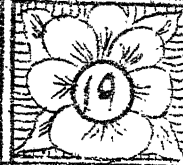
۱۸ بہت باغ جہان مین سیر کی اے داغ کیا کہیے
نہ دیکھا ہم نے جو دیکھا نہ جانا ہم نے جو جانا ۱۹

ہوا ہے جب سے شہرہ اس عدوے دین و ایمان کا — کوئی دل چیر کر دیکھے عقیدہ ہر مسلمان کا

مزا ہے ہر ایک کو تازہ ملا ہے عشق جانان کا — نگہ کو دید کا لب کو فغان کا دلکو ارمان کا
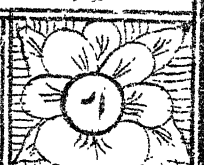
نہین معلوم اک مدت سے قاصد حال کچھ انکا — مزاج اچھا تو ہے یا دشمن بخیر اس آفت جان کا

مری تقدیر کی برگشتگی سب مین بری ٹھہری — حسینون کے لیے اک حسن ہے برگشتہ مژگان کا

اُگا ہے سبزہ کیسا حوض مے کے گرد اے ساقی — خضر آئے ہون چشمہ سمجھکر آب حیوان کا

ہوا رونیسے دل خالی کہان اب تک بھی باقی ہے — خزینہ شوق ارمان کا دفینہ یاس و حرمان کا

اڑایا جیسے تو نے چٹکیونمین اسکو اے قاتل — یہ زخم دل بھی ہنسکر منہ چڑہاتا ہے نمکدان کا

خوشامد اسقدر کی ہو گیا بدنام عالم مین — زمانہ جانتا ہے مجکو یہ عاشق ہے دربان کا

جنون مین خامہ فرسائی سے توڑے ہین قلم اتنے — ہمارا گھر نہین ہے اک نمونہ ہے نیستان کا

یہ کیا ہے آج غیرونسے مری تعریف ہوتی ہے — یہ کیا ہے خود بیان ہوتا ہے اپنے جور پنہان کا

کوئی یہ حسرت چھوڑ کر کیون جائے اے قاتل
دل مہتاب گہوارہ بنا ہے تیرے پیکان کا

بناتا ہے وہ ظالم تو وہ تیر ستم سے ہے
کہان اُڑ جائے لیکر قبر کو مردہ مسلمان کا

تمہارا گھر اگر ہمنین مہمان ہو گویا
کہین ہے دخل دشمن کا کہین قبضہ ہے دربان کا

فلک پردہ بنا اہل مین کی پردہ پوشی کو
مگر اس دشمن جان نے کہیکا عیب کیتے مہان کا

سرشک تلخ کی تلخی گوارا ہے تو ہم کو ہے
زمین پیتی نہین آنسو ہماری چشم گریان کا

بنا کر اپنا دیوانہ الگ بچ کر چلے جاتا
ترے دامن سے لینا ہی نہین بدلہ گریبان کا

کسی کی شرم آلودہ نگاہو مین یہ شوخی ہے
اسے دیکھا اُسے دیکھا ادھر تاکا اُدھر جھانکا

غش آ جاتا ہے اسکو آنکھ سے جب آنکھ ملتی ہے
نگہبان اور پیدا کیجیے اپنے نگہبان کا

۲۱

تری آتش بیانی داغ روشن ہے زمانے پر
پگھل جاتا ہے مثل شمع دل ہر اک سخندان کا

۲۱

بنا کسدن تن مجنون مین یہ رشتہ رگ جان کا
جنون تیرے ہی سر سہرا رہا تار گریبان کا

نہ تو نکلے دست قدرت مین نکو کر دل ہو انسان کا
کہ ہر ناخن نگینہ بن گیا مُہر سلیمان کا

بنا لے بخیہ گر پردہ قبائے جسم جانان کا
ٹھکانے سے لگائے کوئی ٹکڑا اس گریبان کا

فلک نے خوب خدمت لی ہمارے دیدۂ تر سے
کہ ہر آنسو سے مُنھ دھویا شب مہتاب ہجران کا

کیا ہے ایک دست آرزو نے وار دو جانب
زلیخا کے جگر تک چاک ہے یوسف کے دامان کا

وہ چشم آبلہ بھی دید کے قابل ہے اے وحشت
نظر مین جسکے پہلے چبھ گیا کانٹا بیابان کا

مریض جان بلب دیکھے ہین پر ایسے نہین دیکھے
خدا حافظ نہین ہوتا ترے بیمار ہجران کا

دل آشفتہ ذکر زلف سے کیا کیا اُلجھتا ہے
سُنا جاتا نہین قصہ پریشان سے پریشان کا

سر محفل مجھی سے تجکو ظالم پردہ کرنا تھا
پھر اُسپر یہ قیامت غیر کے دامن سے مُنھ ڈھانکا

اثر دیکھو زبان بخیہ گر کے ہو گئے ٹکڑے — لیا تھا نام بھولے سے مرے چاک گریبان کا

فرشتون کو بچانا یا الٰہی ایسے تیرون سے — کہ رخ ہے آسمان کی سمت اُس برگشتہ مژگان کا

وہ ناکام تمنا ہون جو اپنا قتل مین چاہون — اثر ہو جائے آب تیغ مین بھی آب حیوان کا

بہت آنکھین ہین فرش راہ چلنا دیکھکر ظالم — کف نازک مین کانٹا چبھ نجائے کوئی مژگان کا

رہی اُنکے ہمارے دل ہی دل مین گفتگو جبتک — مزا آتا رہا کیا کیا تکلم ہاے پنہان کا

عدم مین لیگیا مجھکو فرشتہ مین یہ سمجھا تھا — بلانے کو مرے آیا ہے کوئی آدمی وان کا

ملین سے ہر مکان کی زیب ہے گو قید خانہ ہو — نصیبا کھل گیا تھا حضرت یوسف سے زندان کا

گرہ کیسی لگی تھی کھل پڑے کس راہ مین فتنے — نظر آتا ہے خالی آج گوشہ تیرے دامان کا

ہوئی ٹھنین دیدۂ مشتاق سے گستاخیان کیا کیا — بھلے کو رخ نہ تھا میری طرف اُنکے نگہبان کا

کہے دیتا ہون جو گزری ہے پر اے داور محشر — نہ آئے تذکرہ مجھسے کسی کے عشق پنہان کا

کھلا ہے جوہر آئینہ کیا کیا صورت غنچہ — لیا ہے جبسے بوسہ تو نے اپنے روئے جانان کا

۲۲ — ہمارے داغ عصیان داغ کیا کیا رنگ لائینگے — ۱۷
گمان گزرے گا دوزخ پر بھی جنت کے گلستان کا

جو ہو سکتا ہے اس سے وہ کسی سے ہو نہین سکتا — مگر دیکھو تو پھر کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا

محبت مین کرے کیا کچھ کسی سے ہو نہین سکتا — مرا مرنا بھی تو میری خوشی سے ہو نہین سکتا

الگ کرنا رقیبون کا الٰہی تجکو آسان ہے — مجھے مشکل کہ میری بیکسی سے ہو نہین سکتا

کیا ہے وعدۂ فردا انھون نے دیکھیے کیا ہو — یہان صبر و تحمل آج ہی سے ہو نہین سکتا

یہ مشتاق شہادت کسجگہ جائین کسے ڈھونڈین — کہ تیرا کام قاتل جب تجھی سے ہو نہین سکتا

لگا کر تیغ قصہ پاک کیجیے دادخواہون کا — کسی کا فیصلہ گر منصفی سے ہو نہین سکتا

مرا دشمن بظاہر چار دن کو دوست ہے تیرا
کسی کا ہو رہے یہ ہر کسی سے ہو نہین سکتا

دم پرسش کہو گے کیا وہان جب یا تصور سے
ادا اک حرف مدعا نازکی سے ہو نہین سکتا

نہ کہیے گو کہ حالِ دل مگر رنگ آشنا ہین ہم
یہ ظاہر آپکی کیا خامشی سے ہو نہین سکتا

کیا جو ہمنے ظالم کیا کرے گا غیر منہ کیا ہے
کرے تو صبر ایسا آدمی سے ہو نہین سکتا

چمن مین ناز بلبل نے کیا جب اپنے نالے پر
چٹک کر غنچہ بولا کیا کسی سے ہو نہین سکتا

نہین گر تجھپہ قابو دل ہی پہ کچھ زور ہو اپنا
کرون کیا یہ بھی تو ناطاقتی سے ہو نہین سکتا

نہ رونا ہے طریقے کا نہ ہنسنا ہے سلیقے کا
پریشانی مین کوئی کام جی سے ہو نہین سکتا

ہوا ہون اسقدر محجوب عرض مدعا کرکے
کہ اب تو عذر بھی شرمندگی سے ہو نہین سکتا

غضب مین جان ہے کیا کیجیے بدلہ رنج و فرقت کا
بدی سے کر نہین سکتے خوشی سے ہو نہین سکتا

مزا جو اضطراب شوق سے عاشق کو حاصل ہے
وہ تسلیم و رضا و بندگی سے ہو نہین سکتا

۲۲ خدا جب دوست ہے اے داغ کیا دشمن سے اندیشہ
ہمارا کچھ کسی کی دشمنی سے ہو نہین سکتا ۲۳

کب سے شبِ فراق ہون مشتاق دید کا
خورشید ہو گیا ہے مجھے چاند عید کا

ساقی عرق پلا مجھے اگلے کشید کا
سمجھا مہِ صیام کو مین چاند عید کا

خالی ہے شیشہ تو مجھے دے ڈال محتسب
ل جاے کوئی جوڑ دلِ ناامید کا

واعظ کی بات کے تو ہزارون جواب ہین
پر کیا کرین کہ منہ ہے کلامِ مجید کا

کیا قتل حسرتین ہوئین دل مین کہ بیکسی
ے لیکے نام روتی ہے اک اک شہید کا

روز الست ہم سے بڑی چال رہ گئی
پھر ایسا دن ملے گا نہ گفت و شنید کا

چھوٹا ہے قفل میکدہ اے مے کشو نوید
رہنے دو محتسب کو محافظ کلید کا

وہ بیت کرے خدائی کی باتین خدا کی شان
جو حرف پڑھ سکے نہ کلام مجید کا

زاہد کمال پیر مغان تجھسے کیا کہون
مرشد وہان خطاب ہے ادنی مرید کا

اس دل کا کوئی نقش وفا مین نہین جواب
بیٹھا ہوا ہے سکہ ترے زر خرید کا

کھینچی اُنھون نے لاش مری جب سمجھ لیا
حورون کو انتظار ہے میرے شہید کا

لایا ہے میرے قتل کا محضر پیامبر
یان انتظار تھا مجھے خط کی رسید کا

دل میرا آپ کا نہین ملنے کا فرق ہے
یہ نگ عقیق کا وہ نگینہ حدید کا

پھر سہو ہو گئین تری وعدہ خلافیان
پھر اعتبار ہے مجھے عہد جدید کا

کیا رنگ خون بھی کاٹ دیا تیغ یار نے
پانی ہوا ہے آج لہو ہر شہید کا

بلبل کی داستان سُنین گوش گل نے کب
انسان ہی کو لطف ہے گفت و شنید کا

اے شیخ فیض پیر خرابات دیکھنا
جو حال پیر کا ہے وہی ہے مرید کا

قاصد مرے سوال کا کوئی نہین جواب
کاغذ بدل گیا نہ ہو خط کی رسید کا

ہم ایک ایک کے سُنتے ہین مُنھ سے ترے ہزار
لپکا پڑا ہوا ہے یہ گفت و شنید کا

حوران خلد لوٹتے ہین پڑھ کے بولیان
نیلام ہو رہا ہے تمھارے شہید کا

رکھنا وہ روک روک کے اڑتی نگاہ کو
رہتا دہ تھام تھام کے دل مجھ زید کا

چلنا ہمارے ساتھ ذرا اے شب فراق
دوزخ مین تجھ کو ہو نہ عذاب شدید کا

۲۴

اے داغ کیون نہ مجھ کو شفاعت کی ہو امید
مین ہون محب حسین کا [illegible]

۹

حلقۂ زنجیر سے کم دور پیمانہ نہ تھا
[illegible] ہے یاد مجھ کو [illegible] تھا

اسقدر رخانہ خرابی اے دل خانہ خراب
[illegible] کے لیے اپنا ہی کاشانہ تھا

کچھ تو آرام اُس کوچے مین جو ہم جا رہتے
ورنہ کیا رہنے کو اپنے اپنا کاشانہ نہ تھا

کیا تپش تھی حُسنِ جاناں کی کہ اُسکی بزم مین
شمع کے نزدیک شب کو کوئی پروانہ نہ تھا

اسپہ تو کرتا عمل تو دیکھتا کیفیتین
قطرۂ مے زاہدا تسبیح کا دانہ نہ تھا

تجھسے کیا شکوہ کہ دل بھی دشمنِ جان ہو گیا
یہ تو اپنا دوست ہی تھا کوئی بیگانہ نہ تھا

کیون نہ کرتے ہجر مین ہم دل سے باتین صبح تک
کان رکھکر کوئی سُنتا یہ وہ افسانہ نہ تھا

تم اگر ہوتے تو لاتے شکوے اے ناصح کہین
ہمنشین تم سا کوئی ہشیار فرزانہ نہ تھا

۵ ۹

تم تو اُسکو پیچ مین سو سو طرح لاتے مگر
مفت دیتا دل تمھین داغ ایسا دیوانہ نہ تھا

زندہ عیسیٰ کا نام کرنا تھا
اسطرف بھی خرام کرنا تھا

وائے غفلت کہ اب کیا ہم نے
جو ہمین پہلے کام کرنا تھا

نہ میسر ہوئی کہین خلوت
کچھ ہمین بھی کلام کرنا تھا

جا چکی دل کی اب پریشانی
پیشتر انتظام کرنا تھا

کیون کسی کی نگاہ نے تیری
کام میرا تمام کرنا تھا

تھی نہ تابِ ستم تو حضرتِ دل
عاشقی کو سلام کرنا تھا

دشمنون کو امان نہ دینی تھی
جو تمھین قتلِ عام کرنا تھا

کیون کیا غیر پر ستم تو نے
یہ ہمین گر تمام کرنا تھا

۳۶ ۹

داغ مہمان سرائے دنیا مین
اور چندے قیام کرنا تھا

بلا سے اضطراب و درد ہی بنکر ٹھہر رہنا
کسی صورت سے تم رہنا مرے دلمین مگر رہنا

اٹھانا ظلم عادت ہے مری الفت نہیں تیری
کبھی تو اس بھلاوے میں غم اے بیداد گر رہنا

برائی اور بھلائی جبکہ تیرے ہاتھ ہے اپنی
تو چھوڑا ہمنے راضی آج سے تقدیر پر رہنا

گزاری میں نے ساری یہ کہکر وہ اب آئے
ذرا اے چشم تر تھمنا ذرا اے دل جگر رہنا

لگاؤ تو ذرا اے حضرت ناصح کہیں دل کو
مزا دے محبت سے نہ ڈرنا بے خطر رہنا

ہماری سخت جانی بس غضب ٹھہری کھیل ہی ٹھہرا
قسم ہے تمکو گردن پر چھری تم پھیر کر رہنا

مجھے وہ جان کر بیخود کہیں گے غیر سے دل کی
خبردار اے دل اسکی بزم میں تو بیخبر رہنا

گیا تھا کہکے اب آتا ہوں قاصد کو تو موت آئی
دل بیتاب واں جا کر کہیں تو بھی نہ مر رہنا

۲۷ ۹

ڈرو اللہ سے اے داغ دیکھو ہوش میں آؤ
بتوں کی یاد میں غافل خدا سے اسقدر رہنا

ترے خرام سے برپا ہے شور شر کیسا
اٹھایا فتنہ قیامت سے پیشتر کیسا

تری تو برش تیغ نظر کا کیا کہنا
ہمیں تو دیکھ کمر کستے ہیں ہم جگر کیسا

سنبھل سنبھل کے بگڑتا ہے کچھ دل بیتاب
الٰہی آج یہ صدمہ ہے جان پر کیسا

شفق کھلی ہے زمیں پر بھی اشک خوں سے مرے
یہ رنگ تو نے دکھایا ہے چشم تر کیسا

یقین تھا کہ پس مرگ چین آئے گا
قرار اس دل بیتاب کو مگر کیسا

نکل سکی نہ مرے منھ سے آہ بھی پوری
اثر کی کس کو توقع ہے یاں اثر کیسا

ہم اپنے دل کی حقیقت تمہیں سے پوچھتے ہیں
اب اسکا حال ہی کیا تھا یہ پیشتر کیسا

وہ پا شکستہ ہوں گم کردہ راہ خانہ خراب
کہ دشت بھی نہیں مجکو نصیب گھر کیسا

۲۸ ۹

کمال عشق ہے اے داغ محو ہو جانا
مجھے خبر ہی نہیں نفع کیا ضرر کیسا

۲۹ — ۹

غم کو مین عشق غمخوار دل و جان سمجھا — رنج کو راحت اور آزار درمان سمجھا

اور بھی آگ سوا عشق کی بھڑکی تہ خاک — مین صبا کو جو تری جنبش داماں سمجھا

منع مجھکو ہی کیا رات کو مجھسے ہی کہا — مین گدا بنکے گیا در پہ وہ دربان سمجھا

چاہتا ہون کہ نکل جاے کہین سینے سے — دلکو مین ہجر مین تیرے کوئی ارمان سمجھا

کچھ تو تھی بات کہ ناصح کی نہ مانی کچھ بات — کچھ تو سمجھا جو نہ کچھ یہ دل ناداں سمجھا

سہل ہونا مری مشکل کا بہت مشکل ہے — کام دشوار وہ نکلا جسے آسان سمجھا

جان کر چاک کیے مین نے وہ دیوانہ ہون — جیب کو جیب گریبان کو گریبان سمجھا

وصل کا وعدہ اشارے سے کہین ہوتا ہے — مین ترے سر کی قسم کچھ نہ مری جان سمجھا

نہین جانے کا یہان سے کہین ہرگز اے داغ
کوچۂ یار کو مین روضۂ رضوان سمجھا

۳۰ — ۹

ہے مجھکو خبر رات کو جو تیرے قرین تھا — مین گرچہ نہ تھا پاس مرا دل تو وہین تھا

زاہد مری تقدیر مین وہ دشمن دین تھا — مجبور ہون اللہ کو منظور یونہین تھا

اللہ ری تری بیخبری بل بے تغافل — اب بھی تو نہ آیا کہ دم باز پسین تھا

سب خاک ہوئین آج مرے دل کی امیدین — کل تک تو تری ذات سے کیا کیا نہ یقین تھا

اب دل مین ہوا تیری جگہ درد کا مسکن — یہ وہ ہی مکان ہے کبھی تو جسمین مکین تھا

روپوش ہوا سنتے ہی پیغام ہمارا — ڈھونڈھے ہے کوئی قاصد کو ابھی تک تو یہین تھا

یہ سیر عجب صید گہ عشق مین دیکھی — ہشیار وہی تھا جو ترے زیر کمین تھا

زندہ نہ مسیحا سے ہوا کشتۂ الفت — مردون کو جلانا تو کچھ اعجاز نہین تھا

دل مین رکھے آدمی اتنی بھی کدورت — انسان ہی تھا داغ بھی گو خاک نشین تھا

نہ آیا نامہ بر اب تک گیا تھا کہہ کے اب آیا
الٰہی کیا ستم ٹوٹا خدایا کیا غضب آیا

رہا مقتل میں بھی محروم آب تیغ قاتل سے
یہ ناکامی کہ میں دریا پہ جا کے تشنہ لب آیا

غضب ہے جنپہ دل آئے کہیں انجان بنکر وہ
کہاں آیا کدھر آیا یہ کیوں آیا یہ کب آیا

شروع عشق میں گستاخ تھے اب ہیں خوشامد گو
سلیقہ بات کرنے کا نہ جب آیا نہ اب آیا

نوشتہ میرا پہنچی تو دل سے مدعا میرا
مگر اس عالم اسباب میں میں بے سبب آیا

بسر کیونکر کرینگے خلد میں ہم واعظ ناداں
ہمارے جد امجد کو نہ واں رہنے کا ڈھب آیا

وہ ارمان حسرتیں جسکی اگر نکلا تو کب نکلا
وہ جلوہ خواہشیں جسکی نظر آیا تو کب آیا

ابھی اپنی جفا کو کھیل ہی سمجھا ہے تو ظالم
کہ جینے پر نہ آیا میرے مرنے پر عجب آیا

٣١ — گیا جب داغ مقتل میں کہا خوش ہو کے قاتل نے
مرا آفت نصیب آیا مرا ایذا طلب آیا — ٩

چال زلف سیاہ نے مارا
تیر کافر نگاہ نے مارا

کھا گیا مغز ناصح ناداں
مجھکو اس خیرخواہ نے مارا

ضبط کر درد عشق کو اے دل
اس تری آہ آہ نے مارا

زیر خنجر بھی ضبط عشق رہا
دم نہ اس بیگناہ نے مارا

پھر گیا روز حشر دل مجھ سے
مجھکو مل کر گواہ نے مارا

خوش ہے کافر بھی اسکی رحمت پر
ہائے اس اشتباہ نے مارا

مر گئے ہم تو وضع داری میں
دوستی کی نباہ نے مارا

چرخ سے عمر خضر مانگی تھی
جان سے کینہ خواہ نے مارا

٣٢ — دیکھ لے داغ اہل دنیا کو
ہوس عز و جاہ نے مارا — ١١

اے اہل بزم چشم مروت کو کیا ہوا
کیون دیکھتے نہین مری صورت کو کیا ہوا

تلوار بے نکان اُٹھاؤ نہ ہاتھ مین
خلقت کہے گی ناز و نزاکت کو کیا ہوا

یان فرط غم سے دل پہ بنی وان وہ تمکنت
پوچھا نہ جھوٹے مُنھ بھی طبیعت کو کیا ہوا

بسمل نہ رکھ ہلاک ہی کر رحم کر لے فلک
راحت اگر نہین تو جراحت کو کیا ہوا

بے جستجو ملے گا نہ اے دل سُراغ دوست
تو کچھ تو قصد کر تری ہمت کو کیا ہوا

یہ دادخواہ کیسے تماشے دکھائین گے
تم دیکھنا کہ روز قیامت کو کیا ہوا

منظور ذکر غیر سے تھا امتحان دل
دیکھین تو آپ اپنی طبیعت کو کیا ہوا

جانا ہے کوے یار مین اے دل خلاف عقل
آتی ہوئی بلا و مصیبت کو کیا ہوا

موہوم کر دیے جو دہان و میان دوست
کیا جانے وہم صانع قدرت کو کیا ہوا

افسوس خاک مین نہ ملی کوئی آرزو
کیا جانے اب وہ دل کی کدورت کو کیا ہوا

۳۳
ٹھنڈا پڑا ہے داغ دل داغدار عشق
اس آفتاب حشر کی حدت کو کیا ہوا
۹

جو عاشقی مین خاک ہوا کیمیا ہوا
کہتا تھا آج خاک مین کوئی ملا ہوا

گر میکدے مین عید منائی تو کیا ہوا
ایسا ہے شیخ تیرا دوگانہ قضا ہوا

اے عشق رخصت اے ہوس آرزو سلام
اپنا مقام آج سے دار البقا ہوا

کوچے مین اُسکے ہم تو قیامت اُٹھائینگے
انصاف اپنا یا نہ ہوا آج یا ہوا

لپٹا ہے آسمان کو بلا کی طرح سے آج
یہ نالہ رسا تری زلف رسا ہوا

لیتا ہون بوسہ ہاے خط سبز کے مزے
ہے زہر اندتون مرے مُنھ کو لگا ہوا

کہدو سمجھ کے جائین وہ کوے رقیب مین
اک رشک آشنا کا ہے مردا پڑا ہوا

ہم اب سے لین گے بوسۂ گل ترے سامنے
کیا ایسا لعل ہے ترے لب مین لگا ہوا

۳۲

اے داغ بے قصور ہوے قتل عشق مین
کوئی برائی ہم نے نہین کی بھلا ہوا

۱۳

دلمین تو کفر تیرے تجھپر غضب خدا کا
اے داغ سوے کعبہ پھر مانگنا دعا کا

وان غصہ ہے کہ ہم سے شکوہ کیا جفا کا
یان دل کہان ٹھکانے نام آگیا وفا کا

اب خاک مین ملا کر آتا ہے کون ہم تک
آئے نہ آئے کوئی جھونکا کبھی صبا کا

ہمپر ہی کیون یہ غصہ مرتے ہین بے اجل ہم
دشمن پہ ہو جو ہو گر قائل نہین قضا کا
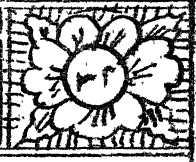
گر ذوق سیر ہے کچھ تو دیکھ میرے دل کو
یہ بھی ہے اک نمونہ جام جہان نما کا

گاہے فلک پہ پھینکا گاہے زمین پہ پٹکا
مشت غبار اپنا بازیچہ ہے صبا کا

یہ تا در اجابت پہنچے تو خاک پہنچے
تاثیر نے گھٹایا رتبہ مری دعا کا

جس راہ سے وہ گزرے ڈالی بنائے محشر
فتنہ بنا نگہبان ہر چشم نقش پا کا

ہے سرنوشت میری کیا نقش بے سروپا
تا حشر بھی نہ پایا اک حرف مدعا کا

اس پردے نے تمھارا نام اور بھی نکالا
یہ بھی کوئی حیا ہے جو نام ہو حیا کا

ہاتھون کے بل چلے ہم کانٹونپہ سوے صحرا
ہر خار اک عصا تھا اپنے شکستہ پا کا

دست ہوس بڑھا کر کیون مرتبہ گھٹایا
سمجھی نہ یہ زلیخا دامن ہے پارسا کا

۲۵

کم ہوگا داغ سا بھی مکار اب جہان مین
اس بت پہ شیفتہ ہو اور نام لے خدا کا

۱۱

سرخی لب نے کیا ہے خون اس نخچیر کا
تیز ہے پیکان سے بھی سوفار اُسکے تیر کا

عقدہ کھلتا ہی نہین اس عاشق دلگیر کا
تنگی دل کی گرہ جو پیچ تھا تقدیر کا

حسرتین معشوق کی غم آسمان پیر کا
لیگیا دنیا سے مین جو تھا مری تقدیر کا

اُنکی خاموشی مین تو عالم ہے اک تصویر کا
اور جب کی بات لچھا بندھ گیا تقریر کا

تعزیہ پردار تھی کیا اُنکے پہلو کی
مجھ مین اسد لمین مرے پہلو ہے سو سو تیر کا

دیکھ تو قاتل کہ جوش گریۂ بسمل نے کیا
ایک کر ڈالا لہو پانی تری شمشیر کا

آنکھ کے ملتے ہی باہم چھا گئین حیرانیان
آئینہ کی شکل یان عالم وہان تصویر کا

ہے تو یون زندان پہ مہمان کی تواضع ختم ہے
حلقہ حلقہ پاؤن پڑتا ہے مری زنجیر کا

ہائے وہ دن ہو کہ تو دل تھام کر مجھسے کہے
آہ ظالم تیرا نالہ بھی ہے کس تاثیر کا

گہہ شمار خار صحرا گہہ وظیفہ نام قیس
سبحہ کا دانا ہے ہر دانہ مری زنجیر کا

عشق اُس رعنا جوان کا داغ کرتا ہے ستم
نام ہے بدنام ناحق آسمان پیر کا

غضب کیا ترے وعدے پر اعتبار کیا
تمام رات قیامت کا انتظار کیا

کسی طرح جو نہ اُس بت نے اعتبار کیا
مری وفا نے مجھے خوب شرمسار کیا

ہنسا ہنسا کے شب وصل اشکبار کیا
تسلیان مجھے دیدیکے بیقرار کیا

یہ کس نے جلوہ ہمارے سر مزار کیا
کہ دل سے شور اُٹھا ہائے بیقرار کیا

سنا ہے تیغ کو قاتل نے آبدار کیا
اگر یہ سچ ہے تو بے شبہہ ہمپہ وار کیا

نہ آئے راہ پہ وہ عجز بے شمار کیا
شب وصال بھی مین نے تو انتظار کیا

تجھے تو وعدۂ دیدار ہم سے کرنا تھا
یہ کیا کیا کہ جہان کو امیدوار کیا

یہ دل کو تاب کہان ہے کہ ہو آل اندیش
اُنھون نے وعدہ کیا اُسنے اعتبار کیا

کہان کا صبر کدم پہ ہے بنگئی ظالم
بہ تنگ آئے کہ حال دل آشکار کیا

تڑپ پھرے دل ناداں کہ غیر کہتے ہیں ‏ اخیر کچھ نہ بنی صبر اختیار کیا

ملی جو یار کی شوخی سے اسکی بےچینی ‏ تمام رات دل مضطرب کو پیار کیا

بھلا بھلا کے بتایا ہے انکو راز نہاں ‏ چھپا چھپا کے محبت کو آشکار کیا

نہ اسکے دل سے مٹایا کہ صاف ہو جاتا ‏ صبا نے خاک پریشان مرا غبار کیا

ہم ایسے محو نظارہ نہ تھے جو ہوش آتا ‏ مگر تمھارے تغافل نے ہوشیار کیا

ہمارے سینے میں کچھ رہ گئی تھی آتش ہجر ‏ شب وصال بھی اسکو نہ ہمکنار کیا

رقیب و شیوۂ الفت خدا کی قدرت ہے ‏ وہ اور عشق بھلا تم نے اعتبار کیا

زبان خار سے نکلی صدائے بسم اللہ ‏ جنون کو جب سر شوریدہ پر سوار کیا

تری نگہ کے تصور میں ہم نے اے قاتل ‏ لگا لگا کے گلے سے چھری کو پیار کیا

غضب تھی کثرت محفل کہ میں نے دھوکے میں ‏ ہزار بار رقیبوں کو ہمکنار کیا

ہوا ہے کوئی مگر اس کا چاہنے والا ‏ کہ آسمان نے ترا شیوہ اختیار کیا

نہ پوچھ دل کی حقیقت مگر یہ کہتے ہیں ‏ وہ بیقرار رہے جس نے بیقرار کیا

جب انکو طرز ستم آ گئے تو ہوش آیا ‏ برا ہو دل کا برے وقت ہوشیار کیا

فسانۂ شب غم انکو اک کہانی تھی ‏ کچھ اعتبار کیا کچھ نہ اعتبار کیا

اسیری دل آشفتہ رنگ لا کے رہی ‏ تمام طرۂ طرار تار تار کیا

کچھ آ گئے داور محشر سے ہے امید مجھے ‏ کچھ آپ نے مرے کہنے کا اعتبار کیا

کسی کے عشق نہاں میں یہ بدگمانی تھی ‏ کہ ڈرتے ڈرتے خدا پر بھی آشکار کیا

فلک سے طور قیامت کے بن نہ پڑتے تھے ‏ اخیر اب تجھے آشوب روزگار کیا

وہ بات کر جو کبھی آسماں سے ہو نہ سکے ‏ ستم کیا تو بڑا تو نے افتخار کیا

بنے گا پھر قیامت بھی ایک خال سیاہ
جو چہرہ داغ سیہ رو نے آشکار کیا

باقی جہان میں قیس نہ فرہاد رہ گیا
افسانہ عاشقوں کا فقط یاد رہ گیا

یہ سخت جان تو قتل سے ناشاد رہ گیا
خنجر چلا تو بازوئے جلاد رہ گیا

پابندیوں نے عشق کی بیکس رکھا مجھے
میں سو اسیریوں میں بھی آزاد رہ گیا

چشم صنم نے یوں تو بگاڑے ہزار گھر
اک کعبہ چند روز کو آباد رہ گیا

محشر میں جا کے شکوہ کیا شکر یار کا
جو بھولنا تھا مجھکو وہی یاد رہ گیا

انکی تو بن پڑی کہ لگی جان مفت ہاتھ
تیری گرہ میں دل ناشاد رہ گیا

پرنور ہو رہے گا یہ ظلمت کدہ اگر
دل میں بتوں کا شوق خداداد رہ گیا

یوں آنکھ انکی کر کے اشارہ پلٹ گئی
گویا کہ لب سے ہو کے کچھ ارشاد رہ گیا

ناصح کا جی چلا تھا ہماری طرح مگر
الفت کی دیکھ دیکھ کے افتاد رہ گیا

ہیں تیرے دل میں سب کے ٹھکانے برے بھلے
میں خانماخراب ہی برباد رہ گیا

وہ دن گئے کہ تھی مرے سینے میں کچھ خراش
اب دل کہاں ہے دل کا نشان یاد رہ گیا

صورت کو تیری دیکھ کے کھینچتی ہے جان خلق
دل اپنا تھام تھام کے بہزاد رہ گیا

اے داغ دل ہی دل میں گھلے ضبط عشق سے
افسوس شوق نالہ و فریاد رہ گیا

جو ترے شہباز نظر پر گرا
ٹوٹ کے ہر خستہ جگر پر گرا

نالہ و فریاد و فغان ہمقدر
آہ یہ لشکر نہ اثر پر گرا

چرخ سے جب کی ہوس سروری
سنگ مصیبت مرے سر پر گرا

سایہ مرے بخت سیہ کا ضرور
اے شب غم تری سحر پر گرا

زلفِ رسا کو دمِ تزئین سنبھال
بوجھ نہ یہ موئے کمر پر گرا

شوق نے آوارہ کیا تھا مجھے
خیر ہوئی مین ترے در پر گرا

خوب اُٹھا جو تری رہ مین اُٹھا
خوب گرا جو ترے در پر گرا

صاعقہ اُسکی نگہ شوخ کا
دل جو بچا یا تو جگر پر گرا

بزم سے گلدستے سب اُٹھوا دیے
داغ کا نزلہ گل تر پر گرا

۳۵ ۱۳

جھونکے سے سائے کے بھی یہ ناتوان لاغر گرا
جس جگہ سایہ گرا میرا مجھے سے کر گرا

دل سنبھالا پر نہ سنبھلا پاؤن اُٹھا سر گرا
اُنکے آگے آج مین اکثر اُٹھا اکثر گرا

اس نزاکت پر ہمارے قتل کا دعوی جو تھا
دیکھتے ہی یہ خبر وہ ہاتھ سے خنجر گرا

تھا بڑا موقع مگر اچھا رہا پاس ادب
آج کٹکر پاؤن پر قاتل کے میرا سر گرا

وائے ناکامی کہ جسمین ہمنے باندھا خط شوق
وہ ہی مرغ نامہ بر کا ٹوٹ کر شہپر گرا

انتظار یار مین پتھرائین آنکھین اسقدر
اشک بھی بنکر ہماری آنکھ سے پتھر گرا

شوخیان اُس برق وش کی بزم مین دیکھی گئی
صاعقے کا طور ہے جسپر گرا اُسپر گرا

چوٹ کھائی دل نے گر کر اُس صنم کے عشق مین
یا الٰہی خیر ہو یہ شیشہ پتھر پر گرا

دل سا دانا خضر کو جو عشق مین رستہ بتائے
دیدہ و دانستہ تیری چاہ مین کیونکر گرا

نکلی بسم اللہ اُس کافر کے مُنھ سے بیدھڑک
آج اس انداز سے یہ عاشق مضطر گرا

کیا غضب توڑا نگاہ خانما برباد نے
خانۂ دل کیا گرا گو یا خدا کا گھر گرا

کم نصیبی اسکو کہتے ہین کہ میرے وار پر
دست ساقی سے ادھر شیشہ اُدھر ساغر گرا
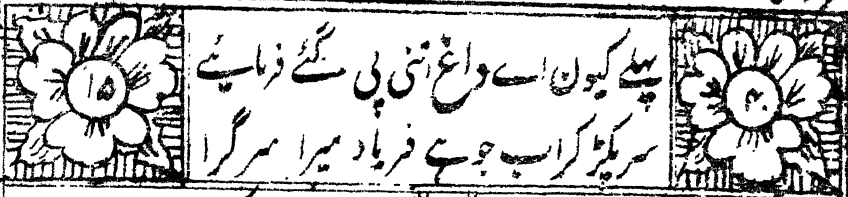
پہلے کیون اے داغ اتنی پی گئے فرمائیے
سر پکڑ کر اب جو ہے فریاد میرا سر گرا

ملے اس سوختہ قسمت سے کیا جلوہ شرارے کا
کہ خورشید قیامت عکس ہے میرے ستارے کا

یقین اے دل نکر تو اسکے مژگانکے اشارے کا
بھروسا کیا ارے نادان تنکے کے سہارے کا

بنا یا کوئی بحر عشق مین رستہ گزارے کا
نہ پہنچا اُس کنارے تک شناور اِس کنارے کا

ارے بیباک کیا کہنا ہے تیرے اِس اشارے کا
ٹھکانا ہے ٹھکانے کا سہارا ہے سہارے کا

تجھے کیون دون اُسی تیغ نظر کو دون نہ بخشوں دل
کرے مژگان یہ ٹکڑا ہے بڑے تلوار مارے کا

لیے اے خضر تمنے خوب نقد عمر کے گھیرے
خیال آیا نہ اے حضرت مگر آخر خسارے کا

الٰہی دیکھیے کافر نگاہین کیا دکھاتی ہین
بُرا لپکا پڑا ہے اُسکی آنکھون کو اشارے کا

جگر لوٹے ہی جاتا ہے تو دل تڑپے ہی جاتا ہے
یہ سینہ ہے الٰہی یا کوئی معدن ہے پارے کا

تری شمشیر پرخم نے ہزارون سر اُتارے ہین
یہی تو گھاٹ ہے بحر محبت کے اُتارے کا

جنون مین دانہ زنجیر کو تسبیح اے وحشت
نہین زندان مین ممکن پڑھنا استخارے کا

میرے اشکون مین ہے یا تیرے دندان مین صفا مین
گہر کی آب ہیرے کی تجلی نور تارے کا

ہمیشہ فیض ہے دریا دلون سے خاکسارونکا
کہ موج بحر لب کرتی ہے گیلا لب کنارے کا

محبت عاشق بیتاب کو اکسیر کرتی ہے
مجھے مارا دل بیتاب نے کشتہ ہون پارے کا

کرے کیا سلک گوہر ہمسری اِس سلک دندان سے
کہ ہر دندان درخشان مین ہے عالم قطب تارے کا
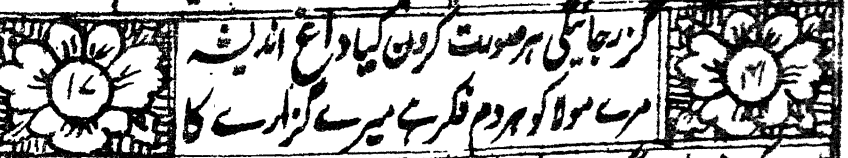
گزر جائیگی ہر صورت کرون کیا داغ اندیشہ
مرے مولا کو ہر دم فکر ہے میرے گزارے کا

ذرا دب کر سینے مین اِس ڈھنگ سے پیکان نکلا
دل سے بیساختہ نکلا کہ وہ ارمان نکلا

دشت وحشت کو مرا کس لیے بے سروسامان نکلا
تن عریان کا مرے سایہ بھی عریان نکلا

[illegible] مجھسے نہ یون حال کا ارمان نکلا
داورِ حشر بھی اچھون ہی کا خواہان نکلا

کیا مرے ہاتھ سے کھینچکر ترا دامان نکلا
تو بھی آغوش سے یون [illegible] ریحان نکلا

دل سوزان نے کہین آگ نہ چھوڑی شبِ ہجر
صبح خورشید کے بدلے مہ تابان نکلا

مین نہ تڑپا جو دمِ ذبح تو وہ کہتے ہین
دم تو نکلا مرے کشتے کا پر آسان نکلا

لحد تنگ مین کس کس کی سمائی ہو گی
خاک نکلا جو پس از مرگ کچھ ارمان نکلا

قول پورا تھا پر اس عہد شکن کے مُنھ سے
مکر سے ہو کے سخن وعدہ و پیمان نکلا

ہم بھی دیکھین تو کہانتک ہے تری ہمراہی
قدم اپنا بھی اب اے گردش دوران نکلا

[illegible]گین چشم مین اُس برق نظر کا جلوہ
ایک شعلہ سا تہِ دامنِ مژگان نکلا

آدمی رہزن آدم ہے کہان راہ نما
وائے تقدیر مری خضر بھی انسان نکلا

ناتوانون کی گلوگیر قضا ہو سب [illegible]
ہم نے جب تار نکالا تو گریبان نکلا

سختیِ دل کا مزا تجھکو چکھاتا کافر
پہ کرون کیا کہ خدا تیرا نگہبان نکلا

رونے والون کو بھی اب مجھپہ ہنسی آتی ہے
دیدۂ تر سے مرے اشک بھی خندان نکلا

خضر کیونکر رہِ عشق مین کترا کے چلین
طائر سدرہ بھی اُس رہ سے پرافشان نکلا

پاس خدام قیامت کے نہین جز انصاف
دینگے کیا گر کوئی بیداد کا خواہان نکلا

۲۱ داغ دل چیر کے اُس بت کو دکھانا ہی نہ تھا
آرزو نکلے تو نکلے مگر ایمان نکلا ۱۶

جو اُف کی دل جلون نے تیرے تو یہ خاکدان پھونکا
زمین کیا آسمان پھونکا مکان کیا لامکان پھونکا

غضب ہے مثل [illegible] اک استخوان پھونکا
ہوئے خود خاک تو لیکن [illegible] سوز فغان [illegible] پھونکا

اک زمانہ مری نظر مین رہا — اک زمانہ نظر نہین آتا

دل نے اُس بزم مین بٹھا تو دیا — اُٹھکے جانا نظر نہین آتا

رہیے مشتاق جلوۂ دیدار — ہم نے مانا نظر نہین آتا

لے چلو مجھکو رہروانِ عدم — یان ٹھکانا نظر نہین آتا

دل پہ بیٹھا کہان سے تیر نگاہ — یہ نشانا نظر نہین آتا

تم ملاؤ گے خاک مین ہم کو — دل ملانا نظر نہین آتا

آپ ہی دیکھتے ہین ہم کو تو — دل کا آنا نظر نہین آتا

۴۴ دل پُر آرزو لٹا اے داغ — وہ خزانہ نظر نہین آتا ۱۱

جلوہ اس کا نظر نہین آتا — نہین آتا نظر نہین آتا

آنکھ کھلتے ہی خواب غفلت سے — ہاے کیا کیا نظر نہین آتا

غیر کے ساتھ دل مین بھی دیکھا — کبھی تنہا نظر نہین آتا

ہم تو کہنے کو حال دل کہدین — سُننے والا نظر نہین آتا

ڈھونڈھتی ہین جسے مری آنکھین — وہ تماشا نظر نہین آتا

تو نے جسدن سے کی مسیحائی — کوئی اچھا نظر نہین آتا

کوئی دل تیرے عہد مین ظالم — بے تمنا نظر نہین آتا

کاش ارمان ہی رہے دل مین — وہ بھی پورا نظر نہین آتا

دل کا آئینہ دیکھنے کو بنا — پر جو چاہا نظر نہین آتا

کسکو رکھون نظر مین مین اپنی — کوئی اتنا نظر نہین آتا

۲۵

ہمین اے داغ کور باطن ہین
ورنہ وہ کیا نظر نہین آتا

۲۵

وہ کچھ سنا ہین کہ صیاد دردمند ہوا
قفس مین بند ہوے پر بھی مین نہ بند ہوا

شب فراق جو دست دعا بلند ہوا
خدا ہین آمین کہ باب قبول بند ہوا

یہ دل تو وہ ہی کہ مین اس سے دردمند ہوا
یہ کیا پسند کیا تم کو کیا پسند ہوا

مجھے تو شیوۂ آزادگی کمند ہوا
کہ دام قطع تعلق مین پاے بند ہوا

سپہر صرف مرے درپے گزند ہوا
غضب ہوا کہ زمانے کا کام بند ہوا

چمن چمن کو تو کانٹا سا ناپسند ہوا
قفس قفس بھی تو گھٹ گھٹ کے مجھسے بند ہوا

مزا تو یہ ہے کہ آزاد ہوکے سیر کرے
خضر کو رشتۂ عمر ابد کمند ہوا

کسی کی نوک مژہ کی بھی یہ خلش تو نہ تھی
یقین ہے کوئی ارمان دل مین بند ہوا

تمھاری لطف و عنایت کا واہ کیا کہنا
کہ جسکا درد کیا وہ ہی دردمند ہوا

جواب روز جزا یہ ہے سن لو حضرت دل
کہ بے نیاز کو ناز بتان پسند ہوا

وہ دل ہے جو ترے تلوون تلے ہوا پامال
وہ سر ہے جو ترے نیزے پہ سربلند ہوا

وفور عجز پہ سو سو غرور مجھکو ہوے
بڑا ہی ناز ہوا جب نیازمند ہوا

ہزار شکر کہ دنیا نے قدردانی کی
ہزار شکر کہ مردہ مرا پسند ہو

فلک نے کینہ کیا تو نے ظلم مینے وفا
وہی ازل مین ملا جسکو جو پسند ہو

کھلا یہ عقدہ تجھے دیکھکر عدو پہ فدا
کہ جس نے ناز کیا وہ نیازمند ہو

رفیق کہتے ہین اسکو کہ قید خانے مین
چھٹا نہ مجھسے جنون میرے ساتھ بند ہو

الٰہی اس بت مغرور سے یہ سنوا دے
نیازمند ہوا مین نیازمند ہ

تم اور مجمع اغیار و ذکر ناز و نیاز
خبر نہین کوئی بیٹھا ہے دردمند ہوا

وفا نہین نہ سہی شیوۂ جفا ہی سہی
پسند آپ کی جو آپ کو پسند ہوا

ہوا جو درد کو آرام مین ہوا بیتاب
ملی جو عشق مین راحت مجھے گزند ہوا

مری زبان نہ تھکی رات کٹ گئی ساری
کھلا جو شکوون کا دفتر تو پھر نہ بند ہوا

نشان ہے یہ مرے صیاد خشم آگین کا
در قفس نہ اسیرون کا جس سے بند ہوا

لگی وہ آتش الفت کہ تاب ہی نہ رہی
جگر شرارہ ہوا اور دل سپند ہوا

نشان مٹا تو مٹا بل بے پستی قسمت
کہ نام بھی نہ ہمارا کبھی بلند ہوا

۴۶ علاج نشۂ الفت کا داغ ہو نہ سکا
گھڑی گھڑی مین دوبالا ہوا دوچند ہوا ۹

سینے مین اب کہان وہ جوش وہ بھی تھا اک ابال سا
بیٹھ گیا کچھ اٹھتے ہی چھوڑ گیا خیال سا

عرض وفا پہ دیکھنا اسکی ادائے دلفریب
دل مین کچھ اعتبار سا آنکھ مین کچھ ملال سا

تارے ہی گنکے کاٹتے رات فراق کی مگر
نکلا ستارہ بھی کہین کوئی تو خال خال سا

اسکی لچک پہ دم فدا اسکی ادا پہ دل نثار
ہائے وہ شاخ سی کمر ہائے وہ قد نہال سا

فتنۂ حشر کب اٹھا اسکی خرام ناز سے
وہ بھی پڑا ہے میری طرح راہ مین پائمال سا

باندھ دیا تھا ہم نے خود زلف مین اسکی اپنا دل
رکھ نہ سکے وہ اسکو بھی ٹال دیا وبال سا

جان لیا ہے ماہ عید اسکو مہ صیام مین
ابروے یار بھی اگر دیکھ لیا ہلال سا

ہے دل گم شدہ مرا گیسوے تابدار مین
ورنہ بتا دو وجہ کیا یہ جو پڑا ہے جال سا

۴۷ پوچھتے کیا ہو کون تھا ہو نہو وہی داغ ہو
در پہ تمھارے تھا مگر کوئی شکستہ حال سا ۱۳

نہ کبھی جیب خجالت سے یہان سر نکلا
قیس دیوانہ تھا جامے سے جو باہر نکلا

داد خواہون کا پھر ارمان مقرر نکلا
گر طرفدار ترا داورِ محشر نکلا

شانہ جب زلفِ معنبر سے اُلجھکر نکلا
ہم یہ سمجھے کہ ہمارا دلِ مضطر نکلا

زلف برہم عرق آلودہ جبین دامن چاک
کس کی آغوش سے تو جان چھڑا کر نکلا

جذب دل کا ہو برا کھینچ بلایا اُسکو
جو نہ در تک کبھی آیا تھا وہ باہر نکلا

وادیِ عشق کی سیرین کوئی ہم سے پوچھے
خضر کیا جانے کبھی گھر سے نہ باہر نکلا

عشق نے خوب کیا ظاہر و باطن یکسان
داغ جو سینے پہ دیکھا وہی دل پر نکلا

زلف ہے دام بلا گیسو پیچان زنجیر
یہی پھندے ہین تو کیسے کوئی کیونکر نکلا

کند ہوتی ہے تو چل چل کے مری گردن پر
یہ نیا آپ کی تلوار کا جوہر نکلا

خاک سینے مین محبت نے اُڑائی کیا کیا
اشک بھی آنکھ سے نکلا تو مکدر نکلا

ہم تو بے نام و نشان آپکی الفت مین ہوے
آپ کا نام نکلنا تھا ستمگر نکلا

نام اُسکا تو مرے دلمین نہان تھا ناصح
ہاے کمبخت ترے منھ سے یہ کیونکر نکلا

۲۴

آفرین داغ تجھے خوب نباہی تونے
مرحبا کوچۂ دلدار سے مر کر نکلا

۲۳

کن بیکسون کا پردہ یہ چرخ کہن ہوا
جیتون کا پیرہن نہ مردون کا کفن ہوا

دلگیر ہو کے غنچہ بہار چمن ہوا
دل تنگ بھی ہوا تو اُس کا دہن ہوا

دل کو سنبھالیے کہ مین ناوک فگن ہوا
نالہ مرا رقیب کے منھ کا سخن ہوا

جوش جنون نے ساتھ دیا جوش حسن کا
ٹکڑے اُدھر نقاب اِدھر پیرہن ہوا

زخم کہن نے آج رولایا بہت لہو
اُتری ہوئی بہار سے تازہ چمن ہوا

انکار وصل منھ سے نہ نکلا کسی طرح | اپنے دہن سے تنگ وہ غنچہ دہن ہوا

اے عشق سُن لے کہین فرہاد یہ صدا | تیشہ پکارتا ہے کہ مین کوہ کن ہوا

تن تن کے دیکھتے ہین مجھے غیر بار بار | مین انجمن مین آئینۂ انجمن ہوا

آئینہ دیکھ دیکھ کے دو مجھکو گالیان | تمکو بھی تو یقین ہو کہ پیدا دہن ہوا

کوسون تک اُلٹے پاؤن چلا آہ مین غریب | جبتک مری نظر سے نہ پنہان وطن ہوا

اے عندلیب تجھسے تو یہ بھی نہ ہوسکا | دل داغ کھا کے کچھ نہ ہوا تو چمن ہوا

آتی ہے بخیہ گر کو یہ قطع و برید کب | دست جنون سے ٹھیک مرا پیرہن ہوا

جب وہ کلام کرتے ہین مُنھ دیکھتی ہے خلق | اُٹھتی ہین انگلیان کہ وہ پیدا دہن ہوا

جس لب کو حرف وعدہ نزاکت سے بار تھا | سُنتا ہون آج مین کہ وہ پیمان شکن ہوا

ہاتھون سے جو بچے تری باتون سے مر گئے | چٹکی مین تھا جو تیر وہ لب پر سخن ہوا

وہ اور ہین جو پیتے ہین موسم کو دیکھ کر | آتی رہی بہار مین توبہ شکن ہوا

ایمان کچھ وضو تو نہین ہے کہ ٹوٹ جائے | اے شیخ کیا ہوا جو مین توبہ شکن ہوا

مجنون دل رمیدہ کی تاثیر دیکھ لے | وحشت سے تیری ناقۂ لیلےٰ ہرن ہوا

مسجد قریب بتکدہ کیا بے چراغ تھی | شب کو امام شیخ کا اک برہمن ہوا

تہمت نہ رکھ خدا کے لیے مجھپہ زاہدا | کب مین نے توبہ کی تھی جو توبہ شکن ہوا

چھیڑا جو اے جنون اسے تو نے تو جان لے | تیرے گلے کا ہار مرا پیرہن ہوا

کیا غم سے پھولتا نہین انسان چارہ گر | جو استخوان گھُلا وہ ہین جزو بدن ہوا

٧٩

لکھا ہوا ہے پیر مغان کی کتاب مین
لاکھون مین داغ ایک ہی توبہ شکن ہوا

٩
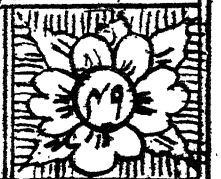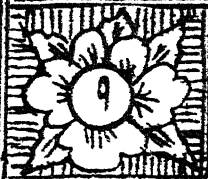
منتون سے بھی نہ وہ حور شمائل آیا
کس جگہ آنکھ لڑی ہاے کہان دل آیا

ہم نہ کہتے تھے نہ کر عشق پشیمان ہوگا
جو کیا تونے وہ آگے ترے اے دل آیا

قہقہے قلقل مینا نے لگائے کیا کیا
مجھکو مستی مین جو رونا سر محفل آیا

قتل کی سُن کے خبر عید منائی تونے
آج جس سے مجھے ملنا تھا گلے مل آیا

تا دم مرگ نہو وہ مرے دشمن کو نصیب
جو مزا مجھکو الٰہی دم بسمل آیا

مرقد قیس پر ابتک بھی تو خار صحرا
انگلیون سے یہ بتاتے ہین وہ محمل آیا

گنج قارون کے سوا بھی ہے عدم مین سب کچھ
ہاے دنیا مین نہ اس ملک کا حاصل آیا

جسنے کچھ ہوش سنبھالا وہ جوان قتل ہوا
عہد پیری نہ ترے عہد مین قاتل آیا

۵۰ دین و دنیا سے گیا تو یہ سمجھ لے اے داغ
غضب آیا اگر اُس بت پہ ترا دل آیا ۱۵

طور کیون خاک ہوا نور ترا نار نہ تھا
ناز تھا حضرت موسیٰ سے وہ دیدار نہ تھا

ہمین چپ کے غم دل قابل اظہار نہ تھا
بات مین یار یہ بگڑا کہ کبھی یار نہ تھا

آسمان پاؤن پڑے ہے کہ قیامت ظالم
یون تو چلتا ہوا سر فتنۂ رفتار نہ تھا

دل ہوا خاک تو اکسیر کسی نے جانا
تھا یہ جب مال تو کوئی بھی خریدار نہ تھا

ذکر مجنون سے مجھے آگ لگی جاتی ہے
گرچہ ظاہر ہے تمھارا وہ طلبگار نہ تھا

یا نہ آتے تھے حسینون کو وہ انداز جفا
یا کوئی اگلے زمانے مین خطاوار نہ تھا

شب کو کیونکر خلش دل نہ دکھاتی لذت
تیر ارمان تھا پیکان نہ تھا خار نہ تھا

تھم جاو جی کی لذت مرے دل سے پوچھو
مل گیا وہ مجھے مین جسکو سزاوار نہ تھا

بات کیا چاہیے جب مفت کی حجت ٹھہری
اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

کیون مرے بعد اُٹھایا ستم عشق رقیب — کیا مرے داغ سے ظالم یہ گران بار نہ تھا
سحر تھی چشمِ فسون ساز کہ ملتے ہی نظر — مین نے پہلو مین جو دیکھا تو دلِ زار نہ تھا
ایک ہونے سے رقیبون کے ہوا کیا کیا کچھ — غم نہ تھا رشک نہ تھا داغ نہ تھا خار نہ تھا
ایک ہی جلوہ دکھا کر مجھے دہوکے مین ڈال — دل کہے یار ہی تھا مین یہ کہون یار نہ تھا
جال اُس زلف پریشان نے بچھایا ای دل — لے سنبھل پھر یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ تھا

(٥١) دل کا سودا اور اس اغماض سے اور ایسی جگہ
داغ وہ انجمن ناز تھی بازار نہ تھا (٩)

تیرا اُسکا چلتے چلتے جب پریشان ہو گیا — تھک کے بیٹھا میرے دلمین اور پشیمان ہو گیا
آپ کی برہم مزاجی کا ٹھکانا ہی نہین — یہ تو مجھ کمبخت کا حال پریشان ہو گیا
لے لیا ہاتھون مین مجھکو دیکھکر بے اختیار — آج اُنکا پاسبان میرا نگہبان ہو گیا
کسکا طرہ کسکا گیسو کسکی کاکل کسکی زلف — سب بلائین ہو گئین جب دل پریشان ہو گیا
سوزنِ عیسیِ مریم خار صحرا ہو گئی — زخم دامن دار کس وحشی کا دامان ہو گیا
سینۂ صد چاک سے لپٹا ہی رہتا ہی مدام — تو بھی اے دستِ جنون میرا گریبان ہو گیا
اس سے بہتر کوئی صورت خود نمائی کی نہین — جانتا ہون جس لیے پردہ مین پنہان ہو گیا
دلمین لے دیکر رہا تھا ایک قطرہ خون کا — کچھ نثار غم ہوا کچھ صرفِ مژگان ہو گیا

(٥٢) بوسہ لیکر دل دیا ہے اور پھر نالان ہین داغ
کوئی جانے مفت کا حضرت کا نقصان ہو گیا (٢٣)

وہ بات کونسی گزری جو اضطراب نہ تھا — جب آنکھ دی تھی خدا نے مجھے تو خواب نہ تھا
یہ داغ رند کب آلودہ شراب نہ تھا — خراب آج ہوا آج تک خراب نہ تھا

مرے سوال کے معنی وہ مجھسے کہہ دیتے / مگر سوال کا میرے کوئی جواب نہ تھا

نگاہ شوق پر الزام بیقراری کا / تمھارے برق تجلی کو اضطراب نہ تھا

نہ پوچھیے مرے روز سیاہ کی ظلمت / چراغ لیکے بھی ڈھونڈھا تو آفتاب نہ تھا

وہ جب چلے تو قیامت بپا تھی چار طرف / ٹھہر گئے تو زمانے کو انقلاب نہ تھا

کہا انھون نے شب غم کا ماجرا سُن کر / ترے مزاج کی شوخی تھی اضطراب نہ تھا

لگی نہ آنکھ مری چشم پاسبان کی قسم / شب فراق کہین دیکھنے کو خواب نہ تھا

وہ پہنچے غیر کے گھر جان کر شب وعدہ / ہمارے روز سیہ مین جو آفتاب نہ تھا

پیامبر کی زبان بات بات پر جو رُکی / شریک حال مرے دل کا اضطراب نہ تھا

ہمارے حال کو جسنے سُنا کہا سب جھوٹ / کوئی زبان نہ تھی جسپہ یہ جواب نہ تھا

ملا ہمین دل پُرداغ کا نشان اتنا / جلے کباب کی بو تھی مگر کباب نہ تھا

جوان ہوے تو قیامت ہوئی خدا کی پناہ / وہ جب ہی فتنہ تھے جب عالم شباب نہ تھا

ہزار پردون مین مشتاق دیکھ لیتے ہین / اُسے حجاب تھا موسیٰ کو تو حجاب نہ تھا

پیامبر تجھے لاکھون سوال کرتے تھے / نہ تھا ہزار مین اک بات کا جواب نہ تھا

کل اُس نگاہ مین شوخی تھی کس قیامت کی / لڑا ہوا تو مرے دل کا اضطراب نہ تھا

نہ پوچھ مجھسے مرے جرم داور محشر / مرے گناہون کا دنیا مین بھی حساب نہ تھا

اگرچہ بادہ کشی تھی گناہ لے زاہد / جو تجھسے چھین کے پیتا تو کچھ عذاب نہ تھا

ازل مین عشق کے بدلے ملا نہ کیون دوزخ / اگر عذاب ہی دینا تھا وان عذاب نہ تھا

ہزار شکر مرا چشم تر نے ساتھ دیا / رہ عدم مین کہین ایک قطرہ آب نہ تھا

سُنا کلام جو رندون کا شیخ گھبرا یا / وہان تو بات کا چھینٹا بھی بے شراب نہ تھا

مرے سوا تری محفل مین رات کو ظالم | وہ کون تھا کس و ناکس جو باریاب نہ تھا

۵۳ — ۹
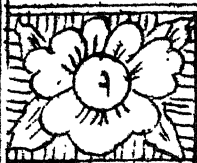
بغیر داغ کے جنت تمھاری بزم رہی
ہزار شکر کہ وہ خانما خراب نہ تھا
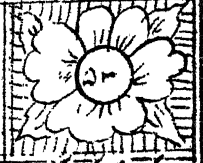
کیونکر اُسکی نگہ ناز سے جینا ہوگا | زہر دے اُسپہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا
تیر مژگان کی نہ تھی دست درازی مشہور | دل چھپٹ کر کسی رہگیر کا چھینا ہوگا
چاک دل تیغ تغافل سے کیا ہے تمنے | رشتۂ تار نظر سے تمھین سینا ہوگا
حشر مین سر سے گذر جائیگا طوفان جسکا | وہ ہماری ہی خجالت کا پسینا ہوگا
خلد مین پھر کسی کا نہی کا دل بہلے گا | گر نہ معشوق و مے و ساغر و مینا ہوگا
خاک کر دیگی تری برق تجلی اک دن | طور سینا ترے مشتاق کا سینا ہوگا
امتحان کرکے ترا صاف پشیمان ہوے | ہمنے جانا تھا رقیبون سے بھی کینا ہوگا
ترا دو روز کا وعدہ بھی نہین حشر سے کم | ایک اکدن مجھے ایک ایک مہینا ہوگا

۵۴ — ۹

چین دیتے نہین وہ داغ کسی طرح مجھے
مین جو مرتا ہون تو کہتے ہین کہ جینا ہوگا
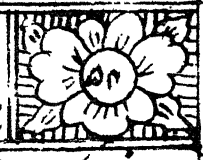
بے عشق کے جینا مجھے دم بھر بھی نہوتا | سودا جو نہوتا تو مرا سر بھی نہ ہوتا
کیون رنج دیے دلکو جو فریاد کا ڈر ہے | تھی آپ کی مرضی کہ یہ مضطر بھی نہ ہوتا
عاشق نہ اگر اپنی جبین رکھتے تو کافر | کعبہ تری دہلیز کا پتھر بھی نہ ہوتا
جی کس سے لگاتے شب فرقت مین الٰہی | بہلانے کو دل گر غم دلبر بھی نہ ہوتا
ہوتا نہ اگر قتل کا عالم کے ارادہ | سفاک ترے ہاتھ مین خنجر بھی نہ ہوتا
ہے واسطے ہر کام کے اک روز مقرر | ہوتا جو نہ انصاف تو محشر بھی نہ ہوتا

آتا جو یہان روز جزا اے شب ہجران
بڑھکر تو کہان تیرے برابر بھی نہ ہوتا

ظالم جو کہا اُسکو یہ ہے حسن کی خوبی
بہتر تو یہی تھا کہ وہ بہتر بھی نہ ہوتا

۵۵ ۹
غارت گر ایمان تو ہے اے داغ یہ کافر
گر عشق نہ ہوتا کوئی کافر بھی نہ ہوتا

مجھسے بہت مرا ملال رہا
کہ ترے دل مین مہ جال رہا

لاگ نے دلکے کھو دیا سب ے
اسی کمبخت کا خیال رہا

مل چکے بس ملینگے خاک مین ہم
ہوچکا وصل تو وصال رہا

عشق کے زور شور تو دیکھو
لو بھلا یا وہی خیال رہا

ذکرِ روزِ جزا پہ کہتے ہین
اور جو ہم پہ ہی انفصال رہا

تو نے آرام کچھ دیا اے مرگ
زندگی کیا رہی وبال رہا

شب غم بھی گزر ہی جاے گی
نہ رہے گا نہ ایک حال رہا

دل ہمارا وہ چیز ہے جس کا
لبِ معشوق پر سوال رہا

۵۶ ۱۱
داغ نے حالِ دل کہا اُن سے
کچھ بھی کمبخت کو خیال رہا

جبتک مرے گریہ سے طوفان نہوا تھا
الفت مین کوئی کارنمایان نہ ہوا

دل مین نے دیا تھا اُسے کچھ سوچ کے اپنا
سودا تو مجھے ناصح نادان نہ ہوا

شامت مری جو مینے مسیحا اُنھین جانا
آتی تھی اجل درد کا درمان نہ ہو

فرہاد کے مرجانے کا مذکور نہ کیجیے
کچھ آپ کی تلوار کا احسان نہ ہو

تیزی نہ کر اتنی رگِ گردن پہ کہ ہم سے
کچھ تیرا گنہ خنجر بُرّان نہ ہو

محشر مین بھی عشاق کا سر اُٹھنے نہ دیتا
دنیا مین بھلے کو ترا احسان نہ ہوا تھا

لخت دل صدچاک نے یہ رنگ دکھایا
یون صورت گل غنچۂ پیکان نہ ہوا تھا

کیسا ہی زمانہ ہو مگر دست دل اپنا
ہوگا نہو لیے کسی عنوان نہ ہوا تھا

بیخود جو ہوا ہین تو غضب ٹوٹ پڑا ہے
آئینہ تمھین دیکھ کے حیران نہ ہوا تھا

اُس وعدہ فراموش کا اللہ رے تغافل
گویا نہ کیا تھا کبھی پیمان نہ ہوا تھا

۵۰ دل داغ نے کیون خاک کیا صبر ہی کرتا
اتنا نہ ہوا تھا کوئی خواہان نہ ہوا تھا ۱۵

بشر نے خاک پایا لعل پایا یا گہر پایا
مزاج اچھا اگر پایا تو سب کچھ اُسنے بھر پایا

ملا تو کیا ملا پایا کیا جب ڈھونڈھکر پایا
مزا ہے دل کے کھونے کا ادھر کھویا اُدھر پایا

مری فریاد میرے کان مین آئے کاش یہ کہکے
نہ کیجیے جستجو لیجیے مبارک ہو اثر پایا

نفس کے آنے جانے پر بشر کی زندگی ٹھہری
یہ پوچھو تو مسافر تو نے کیا لطفِ سفر پایا

جراحت کا مزا ہے چارہ گر ناسور ہو جاے
بندھا جس زخم کا انگور اُس نے کیا ثمر پایا

کیا تھا دفن کشتے کو تمھارے قبلہ رو لیکن
خدا جانے کہ مُنھ اُسکا فرشتون نے کدھر پایا

جو تم سے رنج بھی پہنچے کسیکو تو رہے قسمت
ہمین دیکھو کہ اپنے حوصلے سے بیشتر پایا

دل گم گشتہ کے مذکور پر تم کھوئے جاتے ہو
بڑی چوری ملیگی زلف پُر خم مین اگر پایا

ہمارا میکدہ بھی ایکدن بنجاے کا کعبہ
دکھائینگے تجھے اے شیخ وہ جنت کہ گھر پایا

وہ میرا چھیڑنا آغاز الفت مین شکایت سے
وہ رکھکر ہاتھ کانون پر ترا کہنا کہ بھر پایا

نہ کھایا تھا کبھی خون جگر ہم نے مگر کھایا
نہ پایا تھا کبھی آزار الفت مین مگر پایا

تمھاری رہگذر مین لوگ دیوانہ بتاتے ہین
کہا مجھسے ترا دل ہے کسی نے کچھ اگر پایا

صبا آتی ہے اُس گم گشتہ کی بو آج کچھ مجھ مین
ہمارا نامہ بر پایا کہان پایا کدھر پایا

رہی ہے رات بھر تھم تھم کے رہ رہ کر جھپک دل مین
جگایا لیکے چٹکی درد نے جب بیخبر پایا

رئیس مصطفیٰ آباد کے نوکر ہوئے جب سے
کہین کیا داغ ہم آرام ہم نے کسقدر پایا

رو کش اُس چین جبین سے خمِ گیسو نہ ہوا
نہ ہوا مدِ مقابل بجز ابرو نہ ہوا

عاشق چہرہ ہوا بندۂ گیسو نہ ہوا
دل تو کافر بھی کتابی ہوا ہندو نہ ہوا

کسی دشمن کو مرے صدمہ سر مو نہ ہوا
رنج کا دل نہ ہوا درد کا پہلو نہ ہوا

شوق بوسہ سے کہتے ہین کہ میرے دل مین
لب معشوق ہوا تیر ترازو نہ ہوا

جب خیال اُنکو ہوا اسکے ہم آنسو پوچھین
وائے تقدیر مری آنکھ مین آنسو نہ ہوا

کر لیے جمع حسینون نے ہزارون فتنے
عرصۂ حشر ہوا گوشۂ ابرو نہ ہوا

شمع پر سینک کے تکیے بھی بغل مین دابے
گرم جب بھی تو شب ہجر مین پہلو نہ ہوا

لڑتی ہین کچھ عجب انداز سے نیچی نظرین
کوئی آئینہ ہوا آپ کا زانو نہ ہوا

ہڈیان گھل گئین سینے کی گداز غم سے
گھل کے پیکان ترے تیر کا آنسو نہ ہوا

نام رکھتے ہین مسیحا کو وہ یہ کہہ کہکر
لب پہ اعجاز ہوا آنکھ مین جادو نہ ہوا

درد بھی سینے سے اُٹھکر نہ بغل تک پہنچا
شب فرقت مین نصیب اسکو بھی پہلو نہ ہوا

کسی حلقے سے کمان کے نہوا صید یہ دل
کھنچ گئے جبتک وہ کمان دار کا ابرو نہ ہوا

بزم اغیار کا مذکور ہے میرے آگے
وہ بھی اسطرح کہ افسوس وہان تو نہ ہوا

جبکہ موسیٰ کو غش آیا تھا یہ چھینٹا دیتا
شعلۂ برق تجلی مگر آنسو نہ ہوا

جب عمل اُٹھکے تُلینگے تو کہینگے میکش
آج کو رطل گران سنگ ترازو نہ ہوا

ایک دن غیر کے پہلو مین اُنھین دیکھا تھا ۔ جب سے وہ بات نہ کی جسمین کہ پہلو نہ ہوا

پند گو لطف ملاقات اسے کہتے ہین ۔ خوش کبھی مین نہوا شاد کبھی تو نہ ہوا

دل لگا جو یا ہے یہانتک تو وہ دلبر میرا ۔ مول تصویر نہ لی جس مین کہ پہلو نہ ہوا

بدگمانی نے ہمین رات کو آوارہ کیا ۔ کہ جہان ہم گئے اے شوخ وہان تو نہ ہوا

اے حنا تیرے تلون سے مجھے نفرت ہے ۔ سبز سے سرخ ہوا رنگ ترا پر نہ ہوا
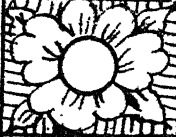
مرثیہ ہم دل مقتول کا پڑھتے اے داغ
اُنکی مجلس مین مگر کوئی بھی بازو نہ ہوا

آئینہ تصویر کا تیرے نہ لے کر رکھدیا ۔ بوسے لینے کے لیے کعبہ مین پتھر رکھدیا

ہم نے اُنکے سامنے اول تو خنجر رکھدیا ۔ پھر کلیجا رکھدیا دل رکھدیا سر رکھدیا

قطرۂ خونِ جگر سے کی تواضع عشق کی ۔ سامنے مہمان کے جو تھا میسر رکھدیا

منصفی ہو تو غضب نامنصفی ہو تو ستم ۔ اُسنے میرا فیصلہ موقوف محشر پر رکھدیا

نامہ بر کہتا ہے مجھسے کیا کرامت ہے تمھین ۔ جو وہ لکھتے وہ بھی تمنے خط مین لکھکر رکھدیا

سُن لیا ہے پاس حورون کے پہنچتے ہین شہید ۔ اسلیے لاشے پہ میرے اُس نے پتھر رکھدیا

شوق بھی ہے وہم بھی ہے کیا کرون اے نامہ بر ۔ کل جو لکھا کاٹ کر وہ آج دفتر رکھدیا

کہتے ہین بوے وفا آتی ہے ان پھولون سے آج ۔ دل جو ہمنے لالہ و گل مین ملا کر رکھدیا

قتل کو میرے مری حسرت ادا تیری نہ تھی ۔ نام کو اک لوہے کے ٹکڑے کا خنجر رکھدیا

کل چھڑا لینگے یہ زاہد آج تو ساقی کے ہاتھ ۔ رہن اک چلو پہ ہمنے حوض کوثر رکھدیا

آتش دوزخ پہ ہوگا آتش تر کا گمان ۔ گر کسی میکش نے اپنا دامن تر رکھدیا

ذبح کرتے ہی مجھے قاتل نے دھوئے اپنے ہاتھ ۔ اور خون آلودہ خنجر غیر کے گھر رکھدیا

زندگی مین پاس سے دم بھر نہوتے تھے جدا
قبر مین تنہا مجھے یارون نے کیونکر رکھدیا

دیکھیے اب ٹھوکرین کھاتی ہے کس کس کی نگاہ
روزن دیوار مین ظالم نے پتھر رکھدیا

شام ہی سے لوٹتا ہے مجکو انگارون پر آج
اسلیے مین نے الگ تہ کر کے بستر رکھدیا

تیرے مژگان کے تصور نے دل بیتاب مین
ایک ترکش رکھدیا اک گنج نشتر رکھدیا

کعبہ کیسا خلد مین لیجائین تیرا سنگ در
اتنی محنت ہے کہ یان سے وان اٹھا کر رکھدیا

زلف خالی ہاتھ خالی کس جگہ ڈھونڈھین اسے
تم نے دل لے کر کہان اے بندہ پرور رکھدیا

۶۰

داغ کی شامت جو آئی اضطراب شوق مین
حال دل کمبخت نے سب انکے منھ پر رکھدیا

۱۱

یار کے غم مین پریشان یہی یار رہا
صبر مرحوم کا اک دل تھا عزادار رہا

تھی شب قدر سے بھی قدر شب وعدہ سوا
کیا بتاؤن کہ کس امید پہ بیدار رہا

یان بھی مشتاق کی قسمت مین کوئی جلوہ ہے
یا فقط حشر ہی پر وعدۂ دیدار رہا

سچ تو یہ ہے کہ مزا شوق کا انکار سے ہے
شوق سا شوق رہا جب انھین انکار رہا

کیجیے عشق بتان مین بھی خدا کو شامل
کیا رہا خوف جب اللہ مددگار رہا

لطف فرما جو وہ رہتا تو ٹھکانا ہی نہ تھا
عین حکمت تھی وہ کافر جو دل آزار رہا

خاک مین دلکی صفائی نے ملایا مجکو
کہ ہر ایک جہان واقف اسرار رہا

نہوا گرمی وحشت سے مین ٹھنڈا نہوا
دور ہی دور ترا سایۂ دیوار رہا

اسے سینے مین چھپایا اسے پہلو مین رکھا
اور اسیر دل بیتاب نہ زنہار رہا

چشم پرشوق مین مژگان ہین یا نگے کانٹے
مین جو از بسکہ ترا تشنۂ دیدار رہا

داغ دل کا نہ چھپا داغ بہت اڑائی خاک
شمع بنکر مری مرقد پہ نمودار رہا

کب ہوئے بت بیگانہ منش تو اپنا
دل جو اپنا ہے نہیں اُسپہ بھی قابو اپنا

تمکو آشفتہ مزاجون کی خبر سے کیا کام
تم سنوارا کرو بیٹھے ہوے گیسو اپنا

ابتدائے رمضان میں ہے مہ عید کی دھوم
کسی کافر نے دکھایا نہ ہو ابرو اپنا

بعد میرے نہ رہا دیکھنے والا کوئی
تم زمانے کو دکھاؤ رُخ نیکو اپنا

نہ بنا ہو یہ کہین غیر کے سر کا تکیہ
مسکراتے ہین وہ کیون دیکھکے زانو اپنا

آتش دل ہی غنیمت ہے شب فرقت مین
گرم رہتا ہے اسی آگ سے پہلو اپنا

حق مین عاشق کے بھلا ہو کہ برا ہو کچھ ہو
فائدہ دیکھ لیا کرتے ہین خوشرو اپنا

وہی ہم تھے کہ جو راتون کو ہنسا دیتے تھے
اب یہ ہے حال کہ تھمتا نہین آنسو اپنا

(۶۲)　لگ گئی چپ تجھے اے داغ حزین کیون ایسی
مجھکو کچھ حال تو کمبخت بتا تو اپنا　(۹)

دیکھنا حشر مین جب تم پہ مچل جاؤنگا
مین بھی کیا وعدہ تمھارا ہون کہ ٹل جاؤنگا

آؤ مل جاؤ کہ یہ وقت نہ پاؤ گے کبھی
مین بھی ہمراہ زمانے کے بدل جاؤنگا

اسقدر خوف ہے مجکو ستم پنہان کا
یک بیک لطف بھی کیجیے تو دہل جاؤنگا

ناوک یار سے یہ دل نے کہا مجھکو چھوڑ
سایے کے ساتھ ترے مین بھی نکل جاؤنگا

اُنسے پوچھونگا کسی پردے مین احوال رقیب
زہر کے گھونٹ نگلتے ہی نکل جاؤنگا

دل لگاتا نہ کبھی دار فنا مین ہرگز
کیا خبر تھی مجھے آج آؤنگا کل جاؤنگا

اپنے سر کوئی بھی لیتا ہے پرائی آفت
طور آگاہ نہ تھا اس سے کہ جل جاؤنگا

جلوۂ یار سے گو ہوش ربا اے ناصح
مین تجھے لیکے گرونگا تو سنبھل جاؤنگا

قبر مین حسرت ارمان ہین ہمیت لے داغ
رفتہ رفتہ انھین یارونین بہل جاؤنگا

جہان مین کیا نڈھونڈھا کیا نپایا
مزاج اُنکا داغ اُن کا نہ پایا

مزا کچھ تم نے اے موسے نپایا
وہ پایا اس طرح گویا نہ پایا

تری جانب ہی پھر جاتی خدائی
مگر کافر تجھے اتنا نہ پایا

چھپایا تھا تمھاری زلف نے دل
کھوا یمان سے پایا یا نہ پایا

خوشی ملتی تو کیا ملتی ازل مین
غنیمت ہے کہ غم تھوڑا نہ پایا

ملا مصر محبت مین جو ہمکو
زلیخا نے بھی وہ سودا نہ پایا

ترے دست حنائی مین بھی ہے چور
کسی کو ہاتھ کا سچا نہ پایا

گہر کی آبرو ہے جوہری سے
پڑا پایا تو مول اچھا نہ پایا

خزان ہی خوب تھی بہر نشیمن
چمن مین ایک بھی تنکا نہ پایا

تصور مین مرے تیری کمر ہے
اُسے دنیا سے کچھ عنقا نہ پایا

ہم اُسکی بزم مین کھوئے گئے تھے
رقیبون نے ہمین پایا نہ پایا

اگرچہ قیس نے عشق و جنون کا
مزا پایا مگر ایسا نہ پایا

ہوئے جسدن سے تم رشک مسیحا
زمانے مین کوئی اچھا نہ پایا

قیامت کا کیا ہے اُسنے وعدہ
قیامت ہے اگر تنہا نہ پایا

سفارش ہم تری کرتے پر اے داغ
کچھ ان کا تجھ سے رُخ اچھا نہ پایا

عجب اپنا حال ہوتا جو وصال یار ہوتا
کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثا

کوئی فتنہ تا قیامت نہ پھر آشکار ہوتا
ترے دل پہ کاش ظالم مجھے اختیا

جو تمھاری طرح تمسے کوئی جھوٹے وعدے کرتا
تمھیں منصفی سے کہدو تمھیں اعتبا

غمِ عشق مین مزا تھا جو اسے سمجھ کے کھاتے
یہ وہ زہر ہے کہ آخر مے خوشگوار ہوتا

یہ مزا تھا دل لگی کا کہ برابر آگ لگتی
نہ تجھے قرار ہوتا نہ مجھے قرار ہوتا

نہ مزہ ہے دشمنی مین نہ ہے لطف دوستی مین
کوئی غیر غیر ہوتا کوئی یار یار ہوتا

ترے وعدے ستمگر ابھی اور صبر کرتے
اگر اپنی زندگی کا ہمین اعتبار ہوتا

یہ وہ درد دل نہین ہے کہ ہو چارہ ساز کوئی
اگر ایک بار مٹتا تو ہزار بار ہوتا

گئے ہوش تیرے زاہد جو وہ چشم مست دیکھی
مجھے کیا اُلٹ نہ دیتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

مجھے مانتے سب ایسا کہ عدو بھی سجدہ کرتے
درِ یار کعبہ بنتا جو مرا مزار ہوتا

۶۵

تمھین ناز ہو نہ کیونکر کہ لیا ہے داغ کا دل
یہ رقم نہ ہاتھ لگتی نہ یہ اختیار ہوتا

۱۳

جلوہ دیکھا تری رعنائی کا
کیا کلیجا ہے تماشائی کا

رہ گیا عرش سے آگے جا کر
ہائے عالم مری تنہائی کا

یون نہ ہو برق تجلّی بیتاب
مل گیا رنگ تماشائی کا

یاد آتا ہے وہ رسوا کر کے
رنج کرنا مری رسوائی کا

آئی شوخی مین کہان سے تمکین
پڑ گیا صبر تمنّائی کا

اے لبِ یار جلا دے دل کو
واسطہ اپنی مسیحائی کا

روزِ دیدار خدا خیر کرے
معرکہ ہے تری زیبائی کا

اب تصور سے بھی گھبراتا ہون
کیا مزہ ہے مجھے تنہائی کا

مُنھ سے بولے تو کہا آئینہ
کھیل کھیلے تو خود آرائی کا

ضعف نے دل کو تڑپنے نہ دیا
ہو گیا نام شکیبائی کا

اُنکی شہرت بھی مٹی جاتی ہے — کیا ٹھکانا مری رسوائی کا
کیا تصور بھی نہ آنے دیگی — مُنھ تو دیکھو شب تنہائی کا

۶۶ — ۹
داغ کی قبر مٹا کر بولے
یہ نشان تھا اُسی سودائی کا

خاطر سے یا لحاظ سے مین مان تو گیا — جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا
دل لیکے مفت کہتے ہین کچھ کام کا نہین — اُلٹی شکایتین ہوئین احسان تو گیا
ڈرتا ہون دیکھکر دلِ بے آرزو کو مین — سنسان گھر یہ کیون نہو مہمان تو گیا
کیا آئے راحت آئی یہ کنجِ مزار مین — وہ ولولہ وہ شوق وہ ارمان تو گیا
دیکھا ہے بتکدہ مین جو اے شیخ کچھ نہ پوچھ — ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان تو گیا
افشاے رازِ عشق مین گو ذلتین ہوئین — لیکن اُسے جتا تو دیا جان تو گیا
گو نامہ بر سے خوش نہوا پر ہزار شکر — مجھکو وہ میرے نام سے پہچان تو گیا
بزمِ عدو مین صورتِ پروانہ دل مرا — گو رشک سے جلا ترے قربان تو گیا

۶۷ — ۱۰
ہوش و حواس تاب و توان داغ جا چکے
اب ہم بھی جانے والے ہین سامان تو گیا

شکر کرتا ہون کہ شکوہ نہین لب پر آیا — دیکھ تو کون وہ اے داورِ محشر آیا
خواب مین بھی نہ کسی شب وہ ستمگر آیا — وہ گیا ایسا کوئی جانے مقرر آیا
مجھسے میکش کو کہان صبر کہان کی توبہ — لے لیا دوڑ کے جب سامنے ساغر آیا
ناوکِ یار کی واجب ہے تواضع اے دل — پھر نہ جائے کہین مہمان مرا گھر آیا
غیر کے روپ مین بھیجا ہے جلانے کو مرے — نامہ بر اُنکا نیا بھیس بدل کر آیا

سخت جانی سے مری جان بچیگی کبتک ایک جب کند ہوا دوسرا خنجر آیا

وہ سُنا یا ہی کیے ایک کی سو سو مجکو حرف مطلب مرے لب پہ نہ مکرر آیا

مین وہ ہون تیز رو راہِ محبت اے خضر سایہ میرا نہ کبھی میرے برابر آیا

میرے افسانے کو پورا نہ ہوا روزِ جزا ڈہل گیا دن تو یہ جانا کہ گھڑی بھر آیا

اغ تھا درد تھا غم تھا کہ الم تھا کچھ تھا لے لیا عشق مین جو ہمکو میسّر آیا

عشق تاثیر ہی کرتا ہے کہ اُس کافر نے جب مرا حال سُنا سُنتے ہی جی بھر آیا

شک کہتا ہے کہ قاصد کے ملا اُسنے عطر کہ مرے نام کا خط آپ کی معطر آیا

شب وعدہ نہ ہوا ایک جگہ مجکو قرار صبح تک مین کبھی گھر مین کبھی باہر آیا

سقدر شاد ہون گو یا کہ ملی ہفت اقلیم آئینہ ہاتھ مین آیا کہ سکندر آیا

سکے لکھے کو مٹا کر ہمین کچھ کہدیتے کیا کرین سامنے اپنا نہ مقدر آیا

غیر نے آج کیا مہر و وفا کا دعوے تمہین انصاف سے کہدو تمہین باور آیا

نج اتنا نہین میرا جسے لکھے کوئی یہ مرے نامۂ اعمال مین کیونکر آیا

صل مین ہاے وہ اترا کے مرا بول اُٹھنا اے فلک دیکھ تو یہ کون مرے گھر آیا

الہ وہ نالہ مرا جس سے فلک کانپ گیا خوف آیا نہین کیا اُن کو مقرر آیا

اہ مین وعدہ کرین جاؤ نہین گھر پر تو کہین کون ہے کس نے بلایا اُسے کیونکر آیا
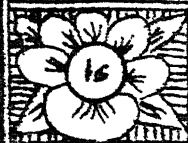
۶۸ داغ کے نام سے نفرت ہے وہ جلجاتے ہین
ذکر کمبخت کا آنے کو تو اکثر آیا ۱۷
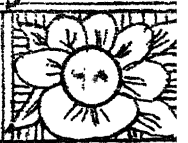
ہجر مین عیش گزشتہ جو مجھے یاد آیا داد بیداد کو ہنگامۂ محشر یاد آیا

بھی مسجد مین جو وہ شوخ پریزاد آیا پھر نہ اللہ کے بندون کو خدا یاد آیا

تھم ذرا اور نہ گرا ٹوٹ کے یہ خانہ خراب — گنبد چرخ اب اے شورش فریاد آیا

کس کے آنے کا تصور ہے کہ ہر دم ہر وقت — ہے ترا تکیہ کلام اے دل ناشاد آیا

جلوہ گر کعبۂ دل مین ہے وہ بت اے زاہد — کہکے لبیک یہان عشق خداداد آیا

اپنے سر کی مرے لاشے نے بلائین لے لین — دست قاتل کا جو انداز مجھے یاد آیا

چھوٹکر کنج قفس سے بھی یہ کھٹکا نہ گیا — جب صبا آئی تو جانا وہی صیاد آیا

یہ وہ گھر ہے کہ خوشی کا تو بیان کیا مذکور — غم بھی آیا مرے دلمین تو بہت شاد آیا

سخت جان کوئی تھا اہل ہوس مین یارب — ٹوٹ کر بھی نہ ادھر خنجر جلاد آیا

آتش غم نے جلایا ہے سراپا ایسا — میرے سایے مین نہ میرا کبھی ہمزاد آیا

غیر جب ذبح ہوا تجھکو مرے سر کی قسم — کچھ مزا بھی تجھے اے خنجر فولاد آیا

حشر کیا شے ہے فقط چار پہر کا کھٹکا — دیکھنا پھر ہمین سوے عالم ایجاد آیا

رات بھر شور رہا ہے ترے ہمسائے مین — کسکے ارمان بھرے دل کو خدا یاد آیا

پہلے ہی میری رگ جان مین لگایا نشتر — پٹی آنکھون پہ مگر باندھ کے فصاد آیا

دھجیان انکی فرشتون نے اڑین کیا کیا — ہاتھ انکے جو مرا دامن فریاد آیا

عارض آئینہ جبین آئینہ رخ آئینہ — اپنا منھ دیکھنے آگے ترے بہزاد آیا

(۶۹) داغ کو تم نے بھلایا ہے کچھ ایسا دل سے — وہ تو کیا شعر بھی اُس کا نہ کبھی یاد آیا (۱۹)

کون سا طائر گم گشتہ اُسے یاد آیا — دیکھتا بھالتا ہر شاخ کو صیاد آیا

میرے قابو مین نہ پہرون دل ناشاد آیا — وہ مرا بھولنے والا جو مجھے یاد آیا

کوئی بھولا ہوا انداز ستم یاد آیا — کہ تبسم تجھے ظالم دم بیداد آیا

لائے ہین لوگ جنازے کیطرح محشر مین | کس مصیبت سے ترا کشتۂ بیداد آیا

اُسکے جلوے کو غرض کون و مکان سے کیا تھی | داد دینے کے لیے حسنِ خداداد آیا

بیستون سے یہی آواز چلی آتی ہے | جو کیا تو نے وہ آگے ترے فرہاد آیا

دلِ ویران سے رقیبون نے مرادین پائین | کام کس کس کے مرا خرمن برباد آیا

عشق کے آتے ہی منہ پر مرے پھولی بسنت | ہو گیا زرد یہ شاگرد جب استاد آیا

ہو گیا فرض مجھے شوق کا دفتر لکھنا | جب مرے ہاتھ کوئی خامۂ فولاد آیا

عید ہے قتل مرا اہلِ تماشا کے لیے | سب گلے ملنے لگے جبکہ وہ جلاد آیا

چین کرتے ہین وہان رنج اُٹھانیوالے | کام عقبیٰ مین ہمارا دلِ ناشاد آیا

دی مؤذن نے شبِ وصل اذان پچھلی رات | ہائے کمبخت کو کس وقت خدا یاد آیا

میرے نالے نے سنائی ہے گھڑی کس کس کو | منہ فرشتون پہ یہ گستاخ یہ آزاد آیا

غمِ جاوید نے دی مجھکو مبارکبادی | جب سنا یہ کہ انھین شیوۂ بیداد آیا

مین تمنائے شہادت کا مزا بھول گیا | آج اس شوق سے ارمان سے جلاد آیا

جذبِ وحشت ترے قربان ترا کیا کہنا | کھنچ کے رگ رگ مین مرے نشترِ فصاد آیا

شادیانہ جو دیا نالہ و شیون نے دیا | جب ملاقات کو ناشاد کی ناشاد آیا

لیجیے سنیے اب افسانۂ فرقت مجھ سے | آپ نے یاد دلایا تو مجھے یاد آیا
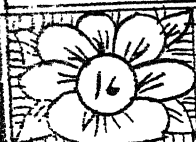
۷۰ آپ کی بزم مین سب کچھ ہے مگر داغ نہین
ہم کو وہ خانہ خراب آج بہت یاد آیا ۱۷
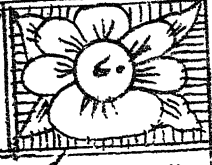
اسقدر ناز ہے کیون آپ کو یکتائی کا | دوسرا نام ہے وہ بھی مری تنہائی کا

کیا چھپے رازِ الٰہی دلِ شیدائی کا | نو صدۂ حشر تو بازار ہے رسوائی کا

جان لیجائے گا آنا شبِ تنہائی کا
کون اب روکنے والا ہے مری آئی کا

خوگرِ رنج و بلا حشر کے دن کیا خوش ہون
کہ وصال آج ہوا ہے شبِ تنہائی کا

زندہ ہے نامِ شہادت کا اُسی کے دم سے
تیرے کُشتے نے کیا کام مسیحائی کا

ہر گلی کوچہ مین پامال اسے ہو جانا
دل ہے یا نقشِ قدم ہے کسی ہرجائی کا

اس ادب سے تہِ شمشیر تڑپنا اے دل
کہ گمان تیری تپش پر ہو شکیبائی کا

فتنے بھی قاعدے سے اُٹھتے ہین جب اُٹھتے ہین
کیا سلیقہ ہے تمھین انجمن آرائی کا

وہ یہ کہتے ہین مرا صبر پڑے گا تجھپر
اب مجھے رنج نہین اپنی شکیبائی کا

کیا غرض ہے مری تقدیر کو مجھسے پوچھے
آبرو کا ہے طلبگار کہ رسوائی کا

وان شبِ وعدہ ملی پاؤن مین مہندی اُسنے
یان کلیجا کوئی ملتا ہے تمنائی کا

رات بھر شمع رہی ہجر مین وہ بھی خاموش
ملتجی تھا تری تصویر سے گویائی کا

سر مرا کاٹ کے دہلیز پہ اپنی رکھ دو
شوق باقی ہے ابھی ناصیہ فرسائی کا

یون نہ مقبول ہوا ہوگا کسی کا سجدہ
بت کو ارمان رہا میری جبین سائی کا

ہوگیا پرتوِ رخسار سے کچھ اور ہی رنگ
مین نے منھ چوم لیا اُسکے تماشائی کا

تھم گئے جم گئے آنکھون مین لہو کے قطرے
خون ظاہر ہے مرے صبر و شکیبائی کا

۱۷ بن گیا داغ جگر مہرِ قیامت اے داغ
پر ابھی رنگ وہی ہے شبِ تنہائی کا ۹

ذرا وصل مین ہو اشارا تمھارا
ابھی فیصلہ ہے ہمارا تمھارا

تو دین و دنیا مین کافی ہے مجکو
خدا کا بھروسا سہارا تمھارا

اُن آنکھون کی آنکھون نے لوٹین بلائین
میسّر ہے جن کو نظارا تمھارا

محبت کے دعوے ملے خاک مین سب / وہ کہتے ہین کیا ہے اجارا تمھارا

رکاوٹ نہ ہوتی تو دل ایک ہوتا / تمھارا ہمارا ہمارا تمھارا

برائی جو کی تم نے غیرون کی ہم سے / ہوا حال سب آشکارا تمھارا

نکل کر مرے گھر سے یہ جان لوگے / نہوگا کسی گھر گذارا تمھارا

سنا ہے کسی اور کو چاہتا ہے / وہ دشمن ہمارا وہ پیارا تمھارا

۷۲ — کرین گے سفارش ہم اے داغ اُن سے / اگر ذکر آیا دوبارا تمھارا — ۹

کیا کہون تیرے تغافل نے حیا نے کیا کیا / اس ادا نے کیا لیا اور اُس ادا نے کیا کیا

بوسہ لے کر جان ڈالی غیر کی تصویر مین / یہ اثر تیرے لب معجز نما نے کیا کیا

یان جگر پر چل گئین چھریان کسی مشتاق کی / وان خبر یہ بھی نہین ناز و ادا نے کیا کیا

میرے ماتم سے مرے قاتل کو ناخوش کر دیا / کیا کیا افسوس یہ اہل عزا نے کیا کیا

حشر مین پھرتے ہین خوش خوش کیا وہ اترائے ہوے / اور کہتے ہین مرا روز جزا نے کیا کیا

چاہ کر ہم تو حسینون کو مزے لوٹا کیے / پند گو تیرے دل بے مدعا نے کیا کیا

رائیگا جاتی نہین محنت کسی کی ہمنشین / ہم دکھا دینگے ہماری التجا نے کیا کیا

مار ڈالا آپ اپنی رنج فرقت مین مجھے / اور پھر کہتا ہے ظالم یہ خدا نے کیا کیا

۷۳ — سنتے ہین اے داغ ہم اُس بت سے بگڑا ہے رقیب / غیب سے سامان دیکھو تو خدا نے کیا کیا — ۱۵

چاہتا ہے کب مرنا کوئی سخت جان اپنا / مجھکو چاہیے قاتل اول امتحان اپنا

جب یقین عشق آیا پھر وہ بت کہان اپنا / آ گئے غضب مین ہم دیکھے امتحان اپنا

لاکھ آفتیں آئیں لاکھ حسرتیں چھائیں
اک ترے نہونے سے بھر گیا مکان اپنا

غیر خوشی ہے ہم ناخوش کاش مدعی ہوتا
اک آسمان اُس کا اک آسمان اپنا

بچ رہے گا کوئی تو برق و باد و باران سے
ہر درخت پر باندھا ہم نے آشیان اپنا

وہم ہی ہے ہمکو ہو گئی خطا ہم سے
بس نہ کھائیے قسمیں تھا غلط گمان اپنا

دلمیں جسقدر ہے درد اُسکو کیا یقین آئے
داغ بے نمود اپنا زخم بے نشان اپنا

دوست اور ایسا دوست اکدم میں مرجائے
دل غریق رحمت ہو تھا مزاجدان اپنا

کردیا مجھے بیخود شوق سجدہ نے کیسا
یہ نہیں خبر یہ ہے سنگ آستان اپنا

دوستی کے پردہ مین کون دشمنی کرتا
اُسکی مہربانی ہے جو ہے مہربان اپنا

لوگ ماجرائے غم پوچھنے کو آتے ہین
بھیجدو مرے در پر کوئی پاسبان اپنا

وان بُرائی سے بھی اب تذکرہ نہین آتا
ذکر خیر رہتا تھا رات دن جہان اپنا

ہاے میرے قاتل کو مفت کی ہے بدنامی
کام کر گئی ہوتی مرگ ناگہان اپنا

ہم ستم رسیدونکو زندگی مصیبت ہے
خضر پر دھرے احسان عمر جاودان اپنا

۴۲　　دھوم صبح محشر کی داغ سُنتے آتے ہین
پر نہین کچھ اندیشہ خواب ہے گران اپنا　　۱۳

دوست دشمن کو ترے ناز نے اکثر مارا
ایک ہی وار مین دونون کو برابر مارا

پاس آنے نہ دیا آہ شرر افشان نے
دور سے پھینک کے جلا دنے خنجر مارا

طائر نامہ بر اپنا تو نہوئے تقدیر
آج سُنتا ہون کوئی اُس نے کبوتر مارا

اے محبت دل آشفتہ کا سودا دیکھا
اُسکی زلفون سے لیا اور مرے سر مارا

قعر بحر عشق مین ہے گوہر مقصود اے دل
تو نے غوطہ نہ کبھی اسمین شناور مارا

یہ ستم طرفہ ستم ہے کہ تڑپتا ہی رکھا
جان سے تو نے کسی کو نہ ستمگر مارا

چشم کا فر کی رہی بحث لبِ جانان سے
کہ مرے مُردے کو سَو بار جلا کر مارا

ستم چرخ نے مارا ہے یہ ظاہر ہو جاے
اس پہ اُڑ کے مری خاک نے چکر مارا

آسمانسے ترے کوچہ مین بہت زور ہوے
نہ ہٹے ایک قدم ہم نے جو لنگر مارا

رِ نادل کا سمجھتا ہون جہادِ اکبر
وہی غازی ہے بڑا جس نے یہ کافر مارا

سخت جانی سے یقین تھا نہ مرے مرنے کا
موت سے پوچھتے ہین وہ اسے کیونکر مارا

بھی قتل گہہ عام مین عزت میری
آج قاتل نے مجھے لاکھ مین چن کر مارا

مدعی کوئی بھی میدان سخن مین نہ رہا
تو نے کیا معرکہ اے داغ سخنور مارا

ازدل کوئی کہے لاکھ مین کیونکر اپنا
دا ور حشر جدا اچھا ہے محشر اپنا

خط مین لکھا ہے جو حال دل مضطر اپنا
وان بھٹکتا ہی پھرا ہا ہے کبوتر اپنا

بہ کے بعد بھی خالی نہین دیکھا جاتا
دور رہتا ہے بھرا شیشۂ ساغر اپنا

م تو برباد ہوے عشق مین اپنے ہاتھون
کوئی بدخواہ نہین اپنے سے بڑھکر اپنا

شق کا لطف تو جب ہے کہ مجھے دیڈالین
زندگی اپنی خضر بخت سکندر اپنا

لو مری شکل سے نفرت ہے مگر بہر خدا
آدمی بھیجتے رہتے ہین وہ اکثر اپنا

وہی ہین تجھے کہ ترے جور سے گھبراتے تھے
وہ ہمین ہین کہ تقاضا ہے برابر اپنا

ہوم سے کوچۂ قاتل مین قیامت آئی
فیصلہ ہم بھی کیے لیتے ہین چل کر اپنا

درجاتا ہون نئے روپ سے اُسکے در پر
روز رکھتا ہون نیا نام بدل کر اپنا

م کسی کام مین تقدیر کے قائل ہی تھے
کچھ نہ بن آئی کہ کہتے ہین مقدر اپنا

قتل پر میرے فرشتے بھی گواہی کردین
دیدیا کاتب اعمال کو محضر اپنا

ہم فقیرون کو کہان چین کہ وہ کہتے ہین
میرے در پر سے اُٹھا لیجیے بستر اپنا

داغ اُسکا الم اُسکا غمِ ہجران اُسکا
سینہ اپنا جگر اپنا دل مضطر اپنا

کم نہ تھی شوخیِ رفتار سے بیتابیِ شوق
راہ مین پاؤن پڑا اُن کے برابر اپنا

موے کاکل سے تو کمزور مرے ہاتھ نہین
چھین لیتا ہون ابھی مین دلِ مضطر اپنا

سخت جانون کا تو مشکل سے گلا کٹتا ہے
پہلے پتھر پہ لگا لیجیے خنجر اپنا

۸۶

وہ زمانہ بھی تمھین یاد ہے تم کہتے تھے
دوست دنیا مین نہین داغ سے بہتر اپنا
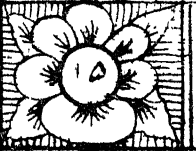
۱۵

کچھ سعی سے اقبال میسّر نہین ہوتا
ہر آئینہ گر داغ سکندر نہین ہوتا

دنیا مین مزا عشق سے بہتر نہین ہوتا
یہ ذائقہ وہ ہے کہ میسّر نہین ہوتا

کیا کوئی زمانہ مین ستمگر نہین ہوتا
ہوتا ہے مگر تیرے برابر نہین ہوتا

ہے حوصلہ مشقِ جفا اُس کو الٰہی
پر کوئی گنہگار مقرر نہین ہوتا

بیداد تری دیکھ کے یہ حال ہوا ہے
عاشق کوئی دنیا مین کسی پر نہین ہوتا

رہتا ہے شب و روز بغل ہی مین دل اپنا
تم ہوتے ہو جب پاس تو اکثر نہین ہوتا

ہم چھیڑ سے کہدیتے ہین کٹتے ہوے اُنکو
ملتے ہین بہت ہاتھ جو خنجر نہین ہوتا

مین صبر نہ کرتا کہ مرے حق مین الٰہی
بہتر ہی ہوتا ہے کہ بہتر نہین ہوتا

کیا مر نہین جاتا قلقِ ہجر سے کوئی
باور نہین آتا تمھین باور نہین ہوتا

خضر ہی سے ہم پوچھتے ہین راہِ محبت
جب ہم کو میسّر کوئی رہبر نہین ہوتا

ہم شکوۂ بیداد کہین بھول نہ جائین
دنیا مین بپا فتنۂ محشر نہین ہوتا

تم کہتے ہو معشوق اطاعت نہین کرتے
عاشق بھی تو معشوق کا نوکر نہین ہوتا

ہم جانتے ہین آئے ہین ماتم کو فرشتے
جس بزم مین شغلِ مے و ساغر نہین ہوتا

عادت ہے عجب چیز بُری ہو کہ بھلی ہو
مرتا ہون جو بیچین گھڑی بھر نہین ہوتا

۱۴

اے داغ نہ دے جان محبت مین کہ نادان
پھر زندہ جہان مین کوئی مر کر نہین ہوتا
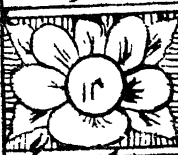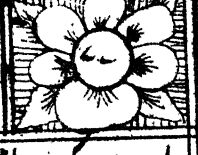
راہ پر بن کر رہِ الفت مین رہزن بنگیا
دل نے کی یہ دوستی ہم سے کہ دشمن بنگیا

ہوکے نازان اپنی صورت پر ہوا ہی خود پرست
وہ بت کافر صنم بن کر برہمن بنگیا

شب کو جلتا چھوڑ آئے تھے دل اُس کوچہ مین ہم
وہ قیامت سے چراغِ راہِ دشمن بنگیا

رہروانِ معرفت کا وان سیا جاتا ہے مُنھ
جادۂ راہِ حقیقت تارِ سوزن بنگیا

کیا فروغِ حُسن ہے وہ شبکو ہمسائے مین تھے
خانۂ تاریک میرا دشتِ ایمن بنگیا

ہے نزاکت مانعِ جنبش لبِ جان بخش کو
کام تیرا خوب چشمِ سامری فن بنگیا

رہ سکی ثابت نہ جوشِ حُسن سے اُسکی نقاب
چاک چاک ایسا ہوا پردہ کہ چلمن بنگیا

کشتِ دلمین دیکھ تخمِ عشق کی بالیدگی
ہمتو قائل اُسکے ہین جو دانہ خرمن بنگیا

میرے مرنے سے کیا ظالم نے گو سامانِ عیش
پر لبِ مطرب پر آکر نغمہ شیون بنگیا

ہاتھ اپنا چارہ گر اسکو لگا سکتے نہین
دامنِ زخمِ جگر مریم کا دامن بنگیا

ہاتھ ڈالے تھے گلے مین اُنکے مین نے خواب مین
کیا نزاکت ہے نشانِ طوق گردن بنگیا

ناتوان ایسا کیا ہے خوف نے صیاد کے
واسطے میرے رگِ گُل کا نشیمن بنگیا

گُل کھلاتا ہے خزان مین بھی مرا دستِ جنون
جب چھلے زخمِ کفِ اک تازہ گلشن بنگیا

مست تھے کل تک تو مینا تھی ہمین اور آج داغ
داغ مے دامن سے دھو کر پاکدامن بنگیا

مزا عشق کا ہے پر افسوس رہنا
ہماری تمنا ہے مایوس رہنا

یہ قید محبت اک آزردگی ہے
مگر کوئی جانے بھی محبوس رہنا

یہ سیکھا ہے تو اشک غماز کس سے
مری آنکھ میں بنکے جاسوس رہنا

کیا ہے رقیبوں نے سامان عشرت
خبردار اے چرخ منحوس رہنا

خوشا وہ زمانہ کہ تھا دل کا شیوہ
نہ مایوس رہنا نہ مانوس رہنا

الٹ دے ذرا اے روشن پردہ
یہ کیا شمع سان زیر فانوس رہنا

وہ محشر خرام آئیگا سوئے گلشن
الگ اُس سے اے کبک و طاؤس رہنا

۷۸

محبت میں یوں داغ عزت رہے گی
کہ تم دشمن ننگ و ناموس رہنا

۱۴

کیا ہو سکے مقابلہ مژگان یار کا
دل ایک ہاتھ کا ہے جگر ایک وار کا

انداز کچھ ملانے لگا جور یار کا
اب لطف دیکھنا ستم روزگار کا

پوچھے کوئی مزاج تو اللہ رے غرور
کہتے نہیں وہ شکر ہے پروردگار کا

ہوگا نشان مہر و محبت یہیں کہیں
ڈھونڈھو چراغ لیکے ہمارے مزار کا

رہ رہ کے آتی ہے یاد وہ راتیں کدھر گئیں
اب مجھکو انتظار ہے اُس انتظار کا

تو رو برو چمن نے کی غل آیا ذرا سا منھ
وہ رنگ روپ ہی نہیں صبح بہار کا

ہیں بدگمان اُس سے زیادہ خدا کی شان
ہے اعتبار اُسکو مرے اعتبار کا

اٹھنا ہی تیری بزم سے دشوار تھا مجھے
اُس پر سنبھالنا دل بے اختیار کا

فرقت میں ہم نے اپنی تسلی کیواسطے
رکھا ہے نام شوخ دل بیقرار کا

شکوے کروں زبان شکایت کے تو سہی
کیا حال ہے کسی نگہ شرمسار کا

اے چشمِ یار دیکھ تغافل سے باز آ
دل ٹوٹ جائیگا کسی امیدوار کا

عاشق کی مشتِ خاک پریشان نہو کبھی
اُسمین جو میل ہو ترے دل کے غبار کا

(۸۱)
غش کھا کے داغ یار کے قدمون پہ گر پڑا
بیہوش نے بھی کام کیا ہوشیار کا
(۱۰)

لطف آرام کا نہین ملتا
آدمی کام کا نہین ملتا

کیسے حاضر جواب ہو کہ جواب
میرے پیغام کا نہین ملتا

اُسنے جب شام کا کیا وعدہ
پھر پتہ شام کا نہین ملتا

جستجو مین بہت ہے وہ کافر
بھید اسلام کا نہین ملتا

مل گیا مین تمھین وگرنہ غلام
کوئی بیدام کا نہین ملتا

بچرخ پر جاکے عرض حال کرون
رستہ اس بام کا نہین ملتا

نہ ملے رنگ رنگ مین جبتک
دل سے آشام کا نہین ملتا

ظرف بیمثل ہے دل پُرخون
جوڑ اس جام کا نہین ملتا

تلخیِ رشک کیا گوارا ہو
زہر بھی کام کا نہین ملتا

(۸۲)
داغ کی ضد سے ہے تلاش اُنھین
کوئی اس نام کا نہین ملتا
(۱۵)

جبتک کسی کی چاہ نہ تھی کیا سرور تھا
میرا ہی دل بغل مین مری رشک حور تھا

ہان امتحان برق تجلی ضرور تھا
کیا مین نہ تھا اس آگ مین جلنے کو طور تھا

واعظ ترے لحاظ سے ہم سُنکے پی گئے
کیا ذکر ناگوار شراب طہور تھا

کیون ناامید عفو ہلو کیا یہ سُنے گا دم
اسکا نہ بخشنا تری رحمت سے دور تھا

ہوں خوشنما خراش دل اے پنجۂ جنون
مر جاؤں میں تو یہ نہ کہیں بے شعور تھا

ہم بوسہ لیکے اُنسے عجب چال کر گئے
یوں بخشوا لیا کہ یہ پہلا قصور تھا

رکھا جو تشنہ لب مجھے ساقی نے سیر تھی
جسکو نظر لگی وہی پیمانہ چور تھا

کیوں تو نے چشم لطف سے دیکھا غضب کیا
قربان اُس نگاہ کے جسمیں غرور تھا

پاس ادب سے رہ گئی فریاد کچھ ادھر
میں کیا کہوں کہ عرش بریں کتنی دور تھا

شب کو جو تم نہ آئے تو پہنچے کہاں کہاں
کیا طبع بدگمان کو ہمارے عبور تھا

کرنی پڑیں فراق میں بیمارداریاں
ہاتھوں میں ساری رات دل ناصبور تھا

دیکھا سلف سے آجتک انصاف عشق کا
تقصیروار تھا وہی جو بے قصور تھا

جم گیا ترا رخ پُر نور دیکھکر
دیکھا جو آنکھ میں اُسی مردے کے نور تھا

احمد کے غم میں دیدہ و دل کیوں نہو تباہ
دل کا سرور تھا مری آنکھوں کا نور تھا

۹۲
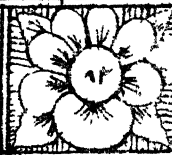
اے داغ صدمۂ غم ہجران بجا درست
یہ سب سہی مگر تمھیں جینا ضرور تھا
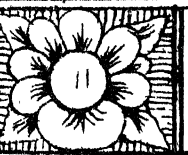
۱۱
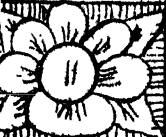
نہ ہوا پر نہ ہوا شوق کا دفتر پورا
ایک ہی دن میں ہوا قصۂ محشر پورا

مجھکو دم بھر کی بھی فرصت نہ ملی نالوں سے
ورنہ گھڑیال ٹھہرتا ہے گھڑی بھر پورا

تھک گئے ہاتھ مگر کثرت مطلب ہے وہی
فکر ہے مجکو خط شوق ہو کیونکر پورا

اپنے حصے کی بچا لیتے ہیں دینے والے
نہ بھرا ساقی کم ظرف نے ساغر پورا

ایک ہی آن میں قاتل نے کیا قتل جہان
حلق آیا نہ کسی کا تہِ خنجر پورا

نہ یہ دل ہے نہ یہ جرأت نہ یہ انداز بیان
نامہ بر حال کہے یار سے کیونکر پورا

گو تری زلف پریشان ہے پریشان ہے سوا
ابھی آشفتہ ہوا کب دلِ مضطر پورا

نہ کیا نیم اشارے سے مرا کام تمام
مژۂ یار لگاتی نہین خنجر پورا

اُسکی رفتار نے کی اور قیامت برپا
اُٹھنے پایا بھی نہ تھا فتنۂ محشر پورا

قصد بتخانہ کیا ہے جو خدا پہنچا دے
جو کیا کام ہوا خیر سے اکثر پورا

۹۳ ۱۰

ختم ہے شوخیٔ الفاظ و تلاش مضمون
ہے تو یون داغ سخنور ہے سخنور پورا

اُس بُت کو جب خیال ستم ہو کے رہگیا
مین مضطرب خدا کی قسم ہو کے رہ گیا

نکلی پیام بر کی زبان سے نہ کوئی بات
کمبخت اُسکے سامنے سم ہو کے رہ گیا

بدلے جو تیور اُسکے شب وصل کیا کہون
اظہار شکوۂ شب غم ہو کے رہ گیا

اے چارہ گر جگر کی کسک کسطرح مٹے
گو درد غم ہوا بھی تو کم ہو کے رہ گیا

ضرب المثل جہان مین وہ دل ہے مٹا ہوا
جو پائمال زیر قدم ہو کے رہ گیا

جانا اسی کو مین نے یہ پورا ہے آشنا
جو تیر میرے دل سے بہم ہو کے رہ گیا

واعظ سے ہم سے بحث رہی کوئے یار مین
ذکر بہشت خلد و ارم ہو کے رہ گیا

پورا ہوا نہ ایک بھی اس دل کا مسودہ
فرسودہ لاکھ بار قلم ہو کے رہ گیا

غالب ہوئی جو شوق پہ تاثیر جذب دل
قاصد روانہ چار قدم ہو کے رہ گیا

دل نے تری گلی سے نہ اُٹھنے دیا مجھے
سو بار قصد دیر و حرم ہو کے رہ گیا

۹۴

اے داغ ہم نہ دیکھ سکے روز حشر کچھ
سر خجلت گناہ سے خم ہو کے رہ گیا

کوئی کلمہ بھی مرے منھ سے نکلنے نہ دیا
دم لٹایا مجھے قاتل نے سنبھلنے نہ دیا

نفسِ سرد کی تاثیر شب غم دیکھو
شمع کو تا بہ سحر مین نے پگھلنے نہ دیا

بدگمان تھا کہ تپ ہجر نہ کم ہو جائے اُسنے کافور مری لاش پہ ملنے نہ دیا

اس جفا پر یہ وفا ہے کہ تمھارا شکوہ دلمین رہنے نہ دیا مُنھ سے نکلنے نہ دیا

شوق نے راہ محبت مین اُبھارا لیکن ضعف نے ایک بھی گرتے کو سنبھلنے نہ دیا

عقل کہتی تھی نہ لکھ دفتر مطلب اُسکو شوق نے ایک بھی مضمون بدلنے نہ دیا

اے شب ہجر ترا خلق یہ احسان ہوگا حشر کے دن کو اگر تو نے نکلنے نہ دیا

بدگمانی نے نہ چھوڑا اُسے تنہا چھوڑون مین نے قاصد کو الگ راہ مین چلنے نہ دیا

کسی صورت نہ بچا عشق کی رسوائی سے کہ مجھے نام بھی غیرت نے بدلنے نہ دیا

چھین لیتا اُسے مین حشر کے دن ضد کر کے کیا کرون مجکو فرشتون نے مچلنے نہ دیا

١٥ بزم اغیار مین اُس شوخ نے عیاری سے
کیا ہی اعجاز کیا داغ کو جلنے نہ دیا ١١

دم عشق مین گیا دل مجبور رہ گیا صدمہ کسی سے اُٹھ نہ سکا کوئی سہ گیا

شب کو جو گھر مین غیر کے وہ رشک مہ گیا مین کیا بتاؤن کون مرے دل سے کہہ گیا

مجھ سخت جان کو ناز کہ یہ جور سہ گیا قاتل کو یہ گلا کہ مرا ہاتھ رہ گیا

ہم اُسکی بزم ناز مین اس حال سے گئے گویا فقیر دیکھنے دربار شہ گیا

اُٹھتے نہین ہین ضرب محبت پہاڑ سے رستم وہی ہے مرد جو یہ درد سہ گیا

قاتل کے آتے آتے سب آپس مین کٹ مرے ڈورا لہو کا خنجر غیرت سے بہ گیا

غم نے ترے نچوڑ لیا قطرہ قطرہ خون تھوڑا سا درد دلمین کھٹکنے کو رہ گیا

بوسہ نہ دو اُٹھاؤ تو عارض سے اپنی زلف کیا چاندنی کا لطف ہے جب چاند گہہ گیا

ہنگام ضبط سینے مین سو گردشین رہین اچھا رہا وہ اشک جو آنکھون سے بہ گیا

کیا حشر میں وہ دولت دیدار سے ہو شاد | دنیا میں جو وصال سے محروم رہ گیا

۵۶

جی جائے موت آئے جو کمبخت داغ کو
سچ تو یہ ہے کہ تم سے کوئی جھوٹ کہہ گیا

۱۱

کھینچا غم فرقت کا دل تو نے عذاب ایسا | ہم تجھکو سمجھتے تھے اے خانہ خراب ایسا
نیند آتی نظر آتی راحت نہیں ہم کو | دیکھا ہے پریشان سا کچھ رات کو خواب ایسا
جو عرض تمنا پر ظالم نے کہا مجھ سے | اب تک نہ ملا ہوگا سائل کو جواب ایسا
تن تنکے جو چلتا ہے وہ شوخ کمان ابرو | ایک ایک سے کہتا ہے ہوتا ہے عتاب ایسا
نومید کرم ہو کر ہم توبہ کریں مے سے | دوزخ میں پڑے زاہد بے لطف ثواب ایسا
پوچھا تھا محبت میں ہوتا ہے قلق کیسا | قسمت نے کہا تو دیکھ اے خانہ خراب ایسا
قسمت نے مری پایا جو رنج محبت میں | دوزخ کے بھی حصے میں آیا نہ عذاب ایسا
مرنے بھی نہیں دیتے جینے بھی نہیں دیتے | احسان ترحم وہ انداز عتاب ایسا
میں شوق میں بیخود ہوں وہ غیر سے کہتے ہیں | کردیتی ہے انسان کو بدمست شراب ایسا
جب خواب میں آتے ہو منہ مجھ سے چھپاتے ہو | مشتاق سے شرم ایسی عاشق سے حجاب ایسا

۸۷

اے حضرت داغ اسکو غیروں سے غرض کیا ہے
وہ اور یہ رسوائی سمجھیں نہ جناب ایسا

۷

میں زمانے میں بدنام تیری خو نے کیا | دل فریفتہ جو کچھ کیا سو تو نے کیا
ستم کیا تو مری دل کی آرزو نے کیا | مجال ہے یہ کہوں تجھسے میں کہ تو نے کیا
حنا کو رنگ نے مشہور گل کو بو نے کیا | جہان میں شہرہ تمھارا رخ نکو نے کیا
شب اسکی بزم میں دلوائی غیر سے تعظیم | برا سلوک مرے ساتھ آبرو نے کیا

رقیب اسکے بھی قائل نہین خدا کی قسم
اگر ستم بھی کیا تو بھی لطف تو نے کیا

وہ عرض وصل سمجھتے ہین ہاتھ کانون پر
اثر یہ خوب مری طرز گفتگو نے کیا

گیا رقیب کے گھر بارہا شب وعدہ
بہت ذلیل مجھے تیری جستجو نے کیا

غرور کیون نہو جب دل سی چیز ہاتھ لگے
برا دماغ تری زلف مشکبو نے کیا

اُٹھے گی گردن قاتل نہ بار خون سے کبھی
ستم شعار کو نازک مرے لہو نے کیا

سوال وصل پہ اقرار کیا کیا ظالم
دماغ ہم سے کیا یا مزاج تو نے کیا

جگر کے ٹکڑے ملاوے تو بخیہ گر جانون
اگرچہ جیب کو ثابت ترے رفو نے کیا

وہ آج ناز سے لاے تھے خنجر فولاد
اُسے بھی موم مری سختی گلو نے کیا

اُسیکو گردش دوران سمجھ گئے مے کش
جو دور شیشہ و پیمانہ و سبو نے کیا

فرشتہ بن کے نہ اُڑ جاے عرش پر زاہد
اُسے جو خاک سے پاک اسقدر وضو نے کیا

جفا کشی کا مزہ مجھکو ہان اب آے گا
کہ آسمان کو اپنا شریک تو نے کیا

ہمارے دوست کی ہم پر یہ مہربانی ہے
ہمارے واسطے جو کچھ ہر اک عدو نے کیا

٩٨
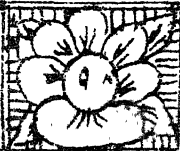
ملا مین اُن سے تو وہ اور داغ مجھسے رکے
خفا تو اُن کو مری شرح آرزو نے کیا

١١
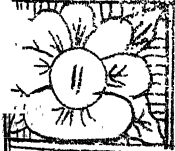
کعبے کی سمت جاکے مرا دھیان پھر گیا
اُس بت کو دیکھتے ہی بس ایمان پھر گیا

تو وعدہ کرکے مجھسے مری جان پھر گیا
حق سے پھرا جو قول سے انسان پھر گیا

اُلٹا ہوا نے پھیر دیا تیر یار کو
افسوس ہے کہ راہ سے مہمان پھر گیا

محشر مین داد خواہ جو اے دل نہ تو ہوا
تو جان لے یہ ہاتھ سے میدان پھر گیا

چھپکر کہان گئے تھے وہ شکوہ کہ میرے گھر
سو بار اُن کا آکے نگہبان پھر گیا

تھی گردش مژہ بھی ترے تیر کی شریک
برمے کی طرح سینے مین پیکان پھر گیا

دل کچھ آگئی جو پسینے سے موت کے
پانی ترے مریض پہ اک آن پھر گیا

کھا اُسے جو دور سے اوڑ کر مرا غبار
اُس شوخ شہسوار کی چوگان پھر گیا

ریت نے ایکدم مین بنادی وہ گھر کی شکل
میری نظر مین صاف بیابان پھر گیا

ل نے وقت ذبح لیا جب خدا کا نام
خنجر ہمارے حلق پہ آسان پھر گیا

(۸۹)
لاے تھے کوے یار سے ہم داغ کو ابھی
لو اُس کی موت آئی وہ نادان پھر گیا

وہ رسوائی سے ڈر جاے تو اچھا
برائی کام کر جاے تو اچھا

کہا ظالم نے میرا حال سُن کر
وہ اس جینے سے مر جاے تو اچھا

خدا جانے کہے کیا جا کے قاصد
دل اُس سے پیشتر جاے تو اچھا

غضب ہے انتظار وعدہ حشر
نہین کہکر مکر جاے تو اچھا

مبارک خضر کو ہو عمر جاوید
یہ تھوڑی سی گزر جاے تو اچھا

مسیحائی ہوا قاتل کا شیوا
عدم تک یہ خبر جاے تو اچھا

کہا قاصد کو اُسنے دیکے دشنام
سبک ہو کر اگر جاے تو اچھا

عدم مین کیا نہونگے صاحب درد
ہمارا چارہ گر جاے تو اچھا

رقیبون کا تری محفل مین کیا کام
جہنم ان سے بھر جاے تو اچھا

نگاہِ یار دل کو لوٹتی ہے
یہ مہمان اپنے گھر جاے تو اچھا

(۹۰)
وہ تکلیف عیادت کیون کرین داغ
مری اُن کو خبر جاے تو اچھا

کوئی آگے نکل نہین سکتا　　تجھسے فتنہ بھی چل نہین سکتا
زور قسمت سے چل نہین سکتا　　دل سنبھالے سنبھل نہین سکتا
ہے وہ افسردہ میری شمع مزار　　جس سے پروانہ جل نہین سکتا
آسمان دوست ہوگیا تیرا　　اب زمانہ بدل نہین سکتا
ضعف کے لاکھ لاکھ احسان ہین　　کف افسوس مل نہین سکتا
تم تو سو بار مان جاؤگے　　دل ہمارا بہل نہین سکتا
ہم تو اس بددعا کے قائل ہین　　جو زبان سے نکل نہین سکتا
موت کیون آکے پھر گئی شب وصل　　وقت آیا تو ٹل نہین سکتا
غم جو کھایا ہے کیا کہون تجھسے　　ہین یہ کھایا اوگل نہین سکتا
رشک اغیار کیا گوارا ہو　　زہر کوئی نگل نہین سکتا

٩　　نام کو داغ ہون مگر ظالم　　١٣
تو جلائے تو جل نہین سکتا

عیش بھی اندوہ فزا ہوگیا　　ہائے طبیعت تجھے کیا ہوگیا
دشمن ارباب وفا ہوگیا　　دوست بھلا ہوکے بُرا ہوگیا
یاد ہے کہنا وہ کسی وقت کا　　ہوش مین آؤ تمھین کیا ہوگیا
داغ وہ بہتر ہے جو مرہم بنا　　درد وہ اچھا جو دوا ہوگیا
آپ سے اقرار کے سچے کہان　　وعدہ کیا اور وفا ہوگیا
یہ تو نہ تھی کوئی مکرنے کی بات　　حرف خوشامد بھی گلا ہوگیا
سامنے تم میرے چرائے ہو آنکھ　　آئینہ کیا آج نیا ہوگیا

۹۲

اے دل بیتاب خدا کی قسم
عشق مین جی تجھسے بڑا ہو گیا

دم مرے سینے مین جو رکتا ہی آج
کون خدا جانے خفا ہو گیا

حال مرا دیکھکے کہتے ہن وہ
کوئی حسین اس سے جدا ہو گیا

نالہ نے تاثیر نہ کی روز حشر
وہ بھی شب غم کی دعا ہو گیا

سب مجھے دیوانہ بنانے لگے
لو وہ تمھارا ہی کہا ہو گیا

داغ قیامت مین یہ مژدہ سنے
جا تجھے فردوس عطا ہو گیا

۱۲

۹۳

یہ قول کسی کا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
وہ کچھ نہین کہتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

سن سنکے ترے عشق مین اغیار کے طعنے
میرا ہی کلیجا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

بن آئی ہے جو چاہین کہین حضرت واعظ
اندیشۂ عقبے ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

اُنکا ہی سُننا ہے کہ وہ کچھ نہین سنتے
میرا ہی کہنا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

دیکھو تو ذرا چشم سخن گو کے اشارے
پھر تم کو یہ دعوا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

خط مین مجھے اول تو سنائی ہین ہزارون
آخر یہی لکھتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

پھٹتا ہے جگر دیکھکے قاصد کی مصیبت
پوچھو تو یہ کہتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

خاموش کیا چھیڑ کے ظالم نے شب وصل
وہ تذکرہ چھیڑا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

یہ خوب سمجھ لیجیے غماز وہی ہے
جو آپ سے کہتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

دنیا مجھے کہتی ہے برا حاضر و غائب
سمجھو تو سبب کیا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

تمکو ہی شایان ہے کہ تم دیتے ہو دشنام
مجکو یہی زیبا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

مشتاق بہت ہین ترے کہنے کے پر اے داغ
یہ وقت ہی ایسا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

۹

ردیف باے موحدہ

نامہ بر کہتا ہے اب لاتا ہوں دلبر کا جواب
سن چکا ہوں چار دن آگے مقدر کا جواب

شیخ ہو حق کر رہا ہے رات دن مستوں کے ساتھ
آجکل ہے میکدہ اللہ کے گھر کا جواب

خلق کے اعمال نامے چھین لونگا روز حشر
گم ہوا ہے ہاتھ سے قاصد کے دلبر کا جواب

میرے دل ہی سے نگہ تیری اٹک کر رہ گئی
دوسری جانب جگر بھی تھا برابر کا جواب

غیر کی تعریف لکھی سارے خط میں اور مجھے
یہ بھی لکھتے ہیں کہ لکھو میرے دفتر کا جواب

پہلے تو میری گزارش سنکے وہ چپ ہو رہے
کیا کہوں پھر کیا ملا عرض مکرر کا جواب

خط تمہارا ہمکو پہنچا ہے فقط اتنی رسید
واہ کیا لایا ہے قاصد میرے دفتر کا جواب

امت عاصی کی بخشش کا کیا حق سے سوال
ہے کہاں کونین میں میرے پیمبر کا جواب

۹۴

لوگ کہتے ہیں بنا دی بگڑ کر لکھنؤ
پھر کہاں اے داغ اس اجڑے ہوئے گھر کا جواب

۱۵

کیوں کہا تھا کسی نے کیا مطلب
اسی کہنے سے کھل گیا مطلب

بات پوری نہیں کہی میں نے
کہ وہ طرارے اوڑا مطلب

میں کہے جاؤں تم سنے جاؤ
ایک کے بعد دوسرا مطلب

ہے مراد دل آپ کی راحت
ہے مرے پاس آپ کا مطلب

خون ہونے کو خاک ہونے کو
یا مرا دل ہے یا مرا مطلب

مٹ گئے ایک ہی تغافل میں
شوق ارمان مدعا مطلب

انکی جانب سے ہے پیام وصال
ہے نئی چاہ کا نیا مطلب

غیر کا خط بھی چاک کر ڈالا
مل گیا تھا جو کچھ مرا مطلب

باندھ کر خط پرِ کبوتر پر — لکھدیا ہم نے جا بجا مطلب
مر گیا مژدۂ وصال سے مین — یون بھی نکلا رقیب کا مطلب
کبھی کہتا ہون اُسے خوب کیا — کبھی کہتا ہون کیون کہا مطلب
بے غرض تھے تو لطف صحبت تھا — دشمنِ وضع ہو گیا مطلب
بیخودی مین رہا نہ یاد القاب — خط مین پہلے ہی لکھدیا مطلب
دلمین گھٹ گھٹ کے رہگئی حسرت — لب پہ آ آ کے رہ گیا مطلب

۹۵

حضرتِ داغ توبہ کرتے ہین
کاش پورا کرے خدا مطلب

۱۶

ہم مٹ گئے تو پرسش نام و نشان ہے اب — اُسکی تلاش کر کہ محبت کہان ہے اب
مین کیا کرون بلا سے جو تو مہربان ہے اب — وہ دل کہان ہے اب وہ طبیعت کہان ہے اب
ہرگز نہ تھا زمانۂ سابق مین یہ فلک — جس آسمان کی دھوم تھی وہ آسمان ہے اب
بیمہر و بیوفا و دل آزار و دلستان — جی ڈھونڈھتا ہے جسکو وہ پیدا کہان ہے اب
تم پارسا سہی مگر اتنا تو سوچ لو — کچھ دیکھ ہی لیا ہے جو دل بدگمان ہے اب
دو ظالمون مین لاگ ہوئی میرے واسطے — نامہربان وہ ہے تو فلک مہربان ہے اب
ٹلتا ہے کب کسی سے یہ شوق جفا کشی — مقتل ہی میرے واسطے دارالامان ہے اب
ظالم کہین خدا نہ کرے تو سُنے اُسے — جو کچھ شب فراق مین سو ز بان ہے اب
سن لو جو ہم بیان کرین پھر کہان یہ بات — جلتی ہوئی ہمارے دہن مین زبان ہے اب
اللہ وہ زمانہ وہ تاثیر کیا ہوا — کہنے کے واسطے مرے لب پر فغان ہے اب
بیٹھے ہین ہم بھی گوش برآواز کہہ تو دو — آنا ہے جسکو آئے یہان امتحان ہے اب

قربان جاؤن دست جگر کے وہ رکھکے ہاتھ
یہ پوچھتے ہین مجھسے بتا تو کہان ہے اب

ملنے کے بعد رنج اُٹھائے ہین اسقدر
شاکر وصال بھی مرے لب پر فغان ہے اب

کیا کیا ملاے خاک مین انسان چاند سے
سچ پوچھیے اگر تو زمین آسمان ہے اب

اُسکو بھی میری وجہ سے ہین بدگمانیان
جو ہمنشین مرا ہے ترا پاسبان ہے اب

مدت ہوئی کہ داغ کو سنتے تھے سوے دیر
کیا جانے وہ خدائی کا مارا کہان ہے اب

ردیف بائے فارسی

مہربان ہوگے جب ملینگے آپ
جو نہ ملتے تھے سب ملین گے آپ

بن کے تیغ غضب ملینگے آپ
یون گلے مجھسے کب ملین گے آپ

غیر سے ہوگئے پیام وسلام
ہین یہ ملنے کے ڈھب ملین گے آپ

ہجر کا شکوہ حشر مین کرتا
وان تو ہے یہ غضب ملین گے آپ

ڈرتے ڈرتے کہونگا راز نہان
خواب مین مجھسے جب ملین گے آپ

دم رخصت یہ چھیڑ تو دیکھو
مجھسے کہتے ہین کب ملین گے آپ

آپ کیون خاک مین ملاتے ہین
ہم مصیبت طلب ملین گے آپ

کاروان کی تلاش کیا اے دل
آگے منزل پہ سب ملین گے آپ

ایک تو وعدہ اور اُسپہ قسم
یہ یقین ہے کہ اب ملین گے آپ

تیغ تیری کھنچی ہے قاتل
بسمل جان بلب ملین گے آپ

داغ اک آدمی ہے گرما گرم
خوش بہت ہونگے جب ملین گے آپ

کم نہین سامان ہنگامۂ محشر سے آپ
دیکھیے دل کو دعائین بن گئے ہین گھر سے آپ

برسون آنکھوں مین رہے آنکھوں سے پھر کر دلمین آگئے
راہ سیدھی تھی مگر بیٹھے پڑے چکر سے آپ

خوف سے مجھسے عبث مین نے کیا اپنا وکیل
فیصلہ سیر ابھی کرلین داورِ محشر سے آپ

کٹ گئے لاکھون گلے اس تیزی رفتار سے
اتنے چل نکلے زیادہ اپنے بھی خنجر سے آپ

اپنے سینہ سے دبا دیجے ذرا سینہ مرا
چور کیجیے شیشۂ دل کو اسی پتھر سے آپ

وصل مین کیسی حیا مین تو نہ مانونگا کبھی
سہم کر چپ ہو رہے بے شبہہ میرے ڈر سے آپ

حضرت زاہد ہر اک نشہ کو عادت شرط ہے
مر نجائینگے شراب چشمۂ کوثر سے آپ

آب پیکان لیکے چلتا ہے ترے ترکش سے تیر
رزق لاتا ہے مرا مہمان اپنے گھر سے آپ

ابتدا سے انتہا تک عشق مین ہین خوفناک
امتحان سے غیر شامِ غم سے ہم محشر سے آپ

شرم سے گو اب کسی جانب پلک اٹھتی نہین
چٹکیان لینگے کلیجے مین اسی نشتر سے آپ

حضرت زاہد نکل آیا فلک پر آفتاب
پیر و مرشد اٹھو اٹھیے میکدے کے در سے آپ

جب ہمین مرنا ہی ٹھہرا حاجتِ قاتل نہین
کاٹ لینگے ہم گلا اپنا کسی خنجر سے آپ

۹۸

کیون جناب داغ یاد اللہ میری یاد ہے
بھیس بدلے رات کو آتے تھے کسکے گھر سے آپ

۹

ردیف تاے فوقانی

کب بات ہو بغیر خوشامد یہان درست
وہ نادرست بھی جو کہین سب کہیے ہان درست

تھوڑے سے دن بہار کے ہین کس امید پر
کرتے ہین اپنا مرغ چمن آشیان درست

کچھ مین بھی اپنا حال طبیعت بیان کرون
گر ہو مزاج آپکا اے مہربان درست

اک دن نہ آزمائی کسی بوالہوس کی چاہ
ہر روز آپ کیجیے مرا امتحان درست

اسکو درستیِ دلِ عاشق سے کیا غرض
جس ہرزہ زباں کی نہیں اب تک زبان درست

آتا ہے بہر فاتحہ جب کوئی فتنہ گر
رہتا نہیں ہے قبر کا میری نشان درست

آنکھوں میں رہ کے دلمیں ٹھہر تیرے واسطے
آراستہ ہر ایک مکان ہر مکان درست

ہر روز تازیانۂ زلف دراز سے
تو نے بھی خوب ٹھکو کیا میری جان درست

آتا ہے سامنے جو وہ غارت گر شکیب
اوسان داغ رہتے ہیں اپنے کہاں درست

۱۹۹ ۲۰۰

ہے طرفہ تماشا سر بازار محبت
سر بیچتے پھرتے ہیں خریدار محبت
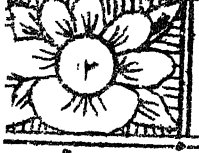
اک حشر بپا تھا دم اظہار محبت
رفتار قیامت ہوئی گفتار محبت

اللہ کرے تو بھی ہو بیمار محبت
صدقے میں چھٹیں تیرے گرفتار محبت

ابرو سے چلے تیغ تو مژگان سے چلے تیر
تعزیر کے بھوکے ہیں خطاوار محبت

اس واسطے دیتے ہیں وہ ہر روز نیا داغ
اک درد کے خوگر نہوں بیمار محبت

ہے گور الٰہی قفس تنگ سے کیا کم
مر کر بھی تو چھوٹے نہ گرفتار محبت

کچھ تذکرۂ عشق ہے حضرت ناصح
کانوں کو مزہ دیتی ہے گفتار محبت

دل بھول نہ جائے کبھی مژگاں کی کھٹک کو
کچھ چھیڑ رہے اے خلش خار محبت

جو چارہ گر آیا مرے بالیں پہ یہ بولا
اللہ کو سونپا تجھے بیمار محبت

ثابت قدم ایسے رہ الفت میں نہونگے
تھا ہمکو تہ تیغ بھی اقرار محبت

خسرو سے جو چاکر ہیں تو محمود سے بردے
اللہ رے اللہ رے سرکار محبت

واعظ کی زبان پر تو وہ کلمے ہیں کہ گویا
بخشے ہی نہ جائیں گے گنہگار محبت

دیکھا ہے زمانے کو بھی ان آنکھون نے اے داغ
اس رنگ پر اس ڈھنگ پر انکار محبت

گئی ہے نہ فرقت کی جائیگی رات — سحر کو بھی دھبا لگائیگی رات
قیامت کے دن کیا نہ آئیگی رات — مری تیرہ بختی دکھائیگی رات
نہ مین بات کرتا اگر جانتا — کہ یون بات کرنے مین جائیگی رات
چراغ قمر سے کے ڈھونڈھا کرے — سحر کو نہ فرقت مین پائیگی رات
شب وصل میری شب قدر ہے — ہزارون مین ایسی نہ آئیگی رات
قیامت کے آثار ہین صبح ہجر — نہ جانا تھا یہ دن دکھائیگی رات
شب وصل وان شرم سے چھپ لیے — یہان یقین اب نہ جائیگی رات
نہ نکلے گا دل کوچۂ زلف سے — مسافر کو رستہ بھلائیگی رات
شب ہجر چمکائیگی داغ دل — فلک تجھکو تارے دکھائیگی رات
گریزان ہو کیون اسقدر روز وصل — ٹھہر تجھکو کچھ کھا نہ جائیگی رات
غنیمت ہے تاریکی شام غم — نہ دیکھونگا مین جو دکھائیگی رات
شب ہجر کا ساتھ دینا پڑا — بہت عمر میری دکھائیگی رات

شب وصل کی داغ یہ آرزو
خدا سے نہ تجھکو ملائے گی رات

تو نہ کر نخوت شباب بہت — ہمنے دیکھے ہین انقلاب بہت
شعلہ رو سیکڑون نظر آئے — ہین زمین پر بھی آفتاب بہت
آئی کسکی نگاہ مین شوخی — ہے زمانے کو اضطراب بہت

آئے جنت سے پھر نہ دنیامین
بے مزہ ہوگیا ثواب بہت

پیر میخانہ کے دعاگو ہین
یہ سلامت رہے شراب بہت

ہجر بت اور صحبت زاہد
خُلد مین بھی تو ہین عذاب بہت

شام ہونے تو دو چلے جانا
ہے ابھی تیز آفتاب بہت

کچھ سمجھکر وہ ہو رہے خاموش
تھے مرے بات کے جواب بہت

بل تری زلفون کے بھی دیکھ لیے
درد دلمین ہے پیچ وتاب بہت

دل بیتاب خط مین رکھ دین
کہ چلے نامہ بر شتاب بہت

۱۷ دیکھیے کب عدم کو جانا ہو
کرچکے داغ پا تراب بہت ۱۰۲

ردیف تائے ہندی

نگاہ یار نے اس شوق سے لگائی چوٹ
کہ جسطرح سے دل آتا ہے دل پر آئی چوٹ

قدم قدم رہ الفت مین مینے کھائی چوٹ
کہ راہبر کی بھی ٹھوکر سے مجھپر آئی چوٹ

کہان بتون نے یہ سینے پر اپنے کھائی چوٹ
ادھر ادھر سے جو کرتی ہے خودنمائی چوٹ

گرا جو مین در دلدار پر تو اوٹھ نہ سکا
بڑا ہی کام کیا میرے کام آئی چوٹ

بتون کے دلمین نہ کی میری آہ نے تاثیر
اُچٹ کے مجھپہ لگی مینے جب لگائی چوٹ

شراب ناب سے تر تھی زمین میخانہ
پھسل کے محتسب سنگدل نے کھائی چوٹ

نہ کیون ہو چوٹ مرے دل کی چوٹ پر قاتل
لگائے جبکہ ترا پنجہ حنائی چوٹ

لگائی آپنے کیون میری قبر پر ٹھوکر
غضب کیا کہ عبث خاک مین ملائی چوٹ

وبال دوش ہوئی بار غم سے لاش مری
اُٹھانیوالوں نے گر کر بہت اُٹھائی چوٹ

ادب سے جھک کے چلا راہ عشق مین ایسا
کہ میرے سر نے مری ٹھوکر دنسے کھائی چوٹ

سلام مین نے کیا رکھکے ہاتھ سینے پر
وہ جانتے ہین مجھے دیکھکر چھپائی چوٹ

نشان پاے صنم سنگ راہ ہوتے ہین
وہ ناتوان ہون کہ نقش قدم سے کھائی چوٹ

جب اپنے ہاتھ کی تجھ سے نہ اٹھ سکی فریاد
حریف ہوکے اُٹھائے گا کیا پرائی چوٹ

نگاہ آہ مین کس کس طرح چلی چوٹین
یہ حال تھا ادھر آئی اُدھر لگائی چوٹ

علاج درد جگر کیا کرین مین اے ناصح
بُری ہے کیا بھلی چٹکی لگی لگائی چوٹ

فراق درد محبت فراق یار نہین
کریگی دلسے نہ اے چارہ گر جدائی چوٹ

۱۰۳ یہ بعد مرگ رہا درد کا اثر اے داغ
کہ استخوان مرے کھا کر ہما نے کھائی چوٹ ۱۱

ردیف ثاے مثلثہ

اب سے ہماری توبہ ہے کی جو وفا تو کیا عبث
عجز و نیاز عشق ہیچ خواہش و التجا عبث

میری صدا سے پیشتر آتی ہے یہ ندا کہ بس
باب قبول بند ہے مانگتے ہو دعا عبث

سنتے ہی میرا حال دل بول اُٹھے یہ چارہ گر
موت کی کیا دوا کرین صحت کی ہو دوا عبث

آپکا راز دان ہو نہین بلکہ مزاجدان ہو نہین
غیر سے میرے سامنے لطف ستم نما عبث

دان خط شوق بھی مرا کاغذ مشق بن گیا
کاٹ کے حرف مدعا اُس نے بنا دیا عبث

لطف قبول تو یہ ہے لطف اثر حصول ہو
لوگ اخیر وقت مین مانگتے ہین دعا عبث

گریہ سے ہے ہنسی بھری داغ سے دل لگی مری
کوئی نہ کوئی شغل ہو یا ہو بکا یا عبث

مجھکو سُنا کے جب کہا اُسنے کوئی وفا کرے
کہنے کو بجا درست مُنھ سے نکل گیا عبث

عشق مین تیرے فتنہ گر رنج اُٹھائے بے عدد
تکیہ کلام ہے مرا کوئی کرے وفا عبث

صدمۂ انتظار کو کچھ تو قیام چاہیے
روز جزا سے پیشتر آئی مری قضا عبث
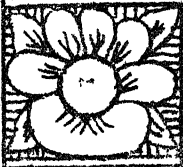
عشق کیا ہی کرتے ہین لو نہین ہزارون مرتے ہین
داغ کی جان وبال کو روتے ہین آشنا عبث

ردیف جیم تازی

شوخی سے ٹھہرتی نہین قاتل کی نظر آج
یہ برق بلا دیکھیے گرتی ہے کدھر آج

انجام محبت کرین خاک نظر آج
انسان ہے مجبور نہین کل کی خبر آج

وہ جاتے ہین آتی ہے قیامت کی سحر آج
روتا ہے گلے مل کے دعاؤن سے اثر آج

مہمان ہے وہ غیرت خورشید و قمر آج
دن آج ہے رات آج ہے شام آج سحر آج

موسیٰ نے نہ دیکھا تھا سر طور وہ جلوہ
دیکھا ہے جو کچھ ہمنے پس روزن در آج

زاہد کا عمامہ ہو کہ ہو شیخ کی دستار
ان دونون پہ طرّہ ہے مرا دامن تر آج

امید یہ کہتی ہے وہ آتے ہین ٹھہر جا
ہے یاس کی تاکید کہ دنیا سے گزر آج

وعدے سے پلٹ جائین نہ وہ داور محشر
انصاف کر انصاف مین تو دیر نہ کر آج

کل تاب فغان تھی تو یہ تاثیر کہان تھی
کیا کیا لب خاموش پہ قربان ہے اثر آج

دھبا شب فرقت کی سیاہی کا نہ چھوٹے
گر چشمۂ خورشید مین مُنھ دھوے سحر آج

روکا ہی کیا رشک ٹھہاتا ہی رہا ضعف
بیتابی دل لے ہی گئی غیر کے گھر آج

جس دوست کو دیکھا مجھے دشمن نظر آیا
جبتک مری نظرون مین ہی تیری نظر آج

اندیشۂ فردا نہ رہے حضرت زاہد
میخانے مین پی جیے تھوڑی سی اگر آج

ہر نقش قدم مین ہے اثر خون جگر کا
تلوون سے ترے کسنے ملے دیدۂ تر آج

لالچ بھی ہے قاصد کو مرے خوف و خطر سے
سو مرتبہ خط باندھکے کھولی ہے کمر آج

ہم ہجر کے دن جا نہ سکے سوے عدم بھی
سب کہتے ہین اچھا نہین یہ سمت سفر آج

بسمل ہی کیا اُسکو جسے خواب مین دیکھا
سوتے مین بھی لڑتی ہی قاتل کی نظر آج

داغِ دلِ سوزان پہ رکھا مرہم کافور
کس شمع کو افسوس بجھاتی ہے سحر آج

وعدے ترے اُنکے قیامت کی ہے تکرار
اور بات ہے اتنی کہ اُدھر کل ہے ادھر آج

یان قصد عدم کا ہے وہان قتل کا سامان
دیکھین تو سہی پہلے بندھی کس کی کمر آج

یہ شوق یہ ارمان یہ حسرت یہ تمنا
کیا ہو مرے قابو مین تم آجاؤ اگر آج

معلوم نہین کل مری تقدیر مین کیا ہے
لے نالۂ دل عالم بالا کی خبر آج

قطعہ

وہ مین کہ میسر تھا مجھے ساغر جمشید
پیتا ہون تو کرتا ہے کمی خون جگر آج

وہ مین کہ مرا قصر ہر اک رشکِ ارم تھا
بستر ہے گدایانہ سر راہ گذر آج

وہ مین کہ مری عرش پہ تھی منزل عالی
کرتی ہے زمین بھی مرے قدمونسے حذر آج

وہ مین کہ مجھے عالم بالا کی خبر تھی
اے بیخبری خاک نہین اپنی خبر آج

وہ مین کہ مجھے سیر گلستان سے غرض تھی
ہے خون جگر اور مرا دیدۂ تر آج
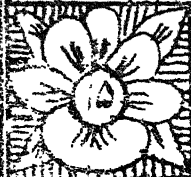
سامان تھا دنیا کا مرے واسطے موجود
دنیا سے گزرنے کو نہین زاد سفر آج

بازارِ محبت مین لیا غیر نے کیا کیا
ہمکو نہ ملا ایک بھی پتھر کا جگر آج

۱۰۵

تھی کل سے تلاش انکی مرے قتل پہ اے داغ
نکلے وہ عدو اور سبنے غیر کے گھر آج

۱۵

آیا ہے جھوم جھوم کے ابر بہار آج
توبہ کو خشت خم سے کرون سنگسار آج

بیوقت کی چڑھی ہے نہ ہوگا اُتار آج
ہوتے ہین تیرے مست کوئی ہوشیار آج

اے بیخودی وہ آئین تو مین آپ مین آؤن
وہ بھی تو میری طرح کرین انتظار آج

خالی نہ تھی خراش دل کاوش جگر
لایا ہے رنگ دیدۂ خونناببار آج

شاید لگی ہے انکو مرے نزع کی خبر
وہ پوچھتے ہین حال مرا بار بار آج

بیطرح ہے نگاہ سے دل کی کٹی چھنی
بیڈھب ہے گرم معرکۂ کارزار آج

آئینہ ہوگیا ترے دل مین ستم شعار
کتنا ہوا ہے صاف ہمارا غبار آج

ناصح نے میرا حال جو مجھسے بیان کیا
آنسو نکل پڑے مرے بے اختیار آج

سچ ہے کھٹک ہی جاتی ہے صورت حریف کی
بلبل نے مجھکو دیکھکے کھایا ہے خار آج

فریاد درد عشق مین کچھ آگیا اثر
ہوتی ہے اپنی آپ صدا دلکے پار آج

ہم خاک ہوکے اتنے گرانبار غم رہے
آندھی اُڑا رہی ہے ہمارا غبار آج

برسون سے لگ رہی تھی لب بام ٹکٹکی
تھک تھک کے گر پڑی نگہ انتظار آج

اب تیرے دردمند کا بس ہوچکا علاج
کل سے زیادہ اور ہے وہ بیقرار آج

کل جائیگا پیامبر اپنا یہان بہ شوق
خط کے جواب کا ہے ہمین انتظار آج

(۱۰۶) اے داغ دھن بندھی ہے تجھے کوے یار کی
کمبخت موت ہے ترے سر پر سوار آج (۹)

ردیف جیم فارسی

غربت کے رنج فاقہ کشی کے ملال کھینچ
اے داغ پر زمانہ سے دست سوال کھینچ

نازک بہت ہے رشتۂ الفت نہ ٹوٹ جاے
اتنا نہ اپنے آپ کو اے مہ جمال کھینچ

ہو جائے تو نہ طائرِ دل کی طرح اسیر
صیاد اپنی سمت کو آہستہ جال کھینچ

ظالم کھینچ آئیگا مرا دل بھی سنان کے ساتھ
سینے سے دیکھ بھال کے برچھیکی بھال کھینچ

امت دکھا کے آج صنوبر کو کر قلم
سولی پہ سروِ باغ کو اے نونہال کھینچ

ھینچی تھی جب مصورِ قدرت نے دلکی شکل
کہتا یہ کون تو نہ اسے بے خیال کھینچ

ہ ٹھنڈے ٹھنڈے چمن سے گھر کو چلے گئے
لے اور آہ سردِ دلِ پرملال کھینچ

صبح قمارگاہ محبت مین جی نہ ہار
دل کو لگا کے نفع اُٹھا خوب مال کھینچ

۱۰۷

اے داغ جذب عشق کی دیکھینگے اب کشش
کی اس کشیدہ رو نے تو ہم سے کمال کھینچ

۱۵

یون مصور یار کی تصویر کھینچ
کچھ ادا کچھ ناز کچھ تقریر کھینچ

لیکے دشمن سے خطِ تقدیر کھینچ
یہ حصار اے دل پے تسخیر کھینچ

ہے گدازِ دل سے نالہ ہر خدنگ
مین ہی کھینچون تو نہ قاتل تیر کھینچ

کیون کھٹکتا ہے عبث اے خارِ عشق
یا نکل یا دامنِ تاثیر کھینچ

کھینچ یون رمال میرا زائچہ
شکل کی جا یار کی تصویر کھینچ

اے مصور کاش لڑجائے نصیب
اُس جبین پر یہ خطِ تقدیر کھینچ

لے اُڑے بو جسکی اے پیرِ مغان
اب کی ایسی تند پُرتاثیر کھینچ

ہو چکا سفاک عذرِ ناز کی
تو کمان کی طرح دلسے تیر کھینچ

تیرہ بختون کا خطِ تقدیر دیکھ
آنکھ مین اُس سرمہ کی تحریر کھینچ

دامنِ یوسف اگر کھینچا تو کیا
اے زلیخا دامنِ تاثیر کھینچ

ہو چکا تقدیر کے لکھے کو مین
اب تو ہاتھ اے کاتب تقدیر کھینچ

سنگ مقناطیس ہین ہم سخت جان
کھنچ چکے اے قاتل ذرا شمشیر کھینچ

اے فغان کر دو دو دلکو بھی شریک
یون اثر کو باندھکر زنجیر کھینچ

خواب میرا سنکے ہمدم منھ سے بول
یون نہ تو آہین دمِ تعبیر کھینچ

داغ کو تو نیم بسمل چھوڑ دے
دل سے اے سفاک آدھا تیر کھینچ

ردیف حاے حطی

(۱۰۸) (۶۶)

پکارتی ہے خموشی مری فغان کی طرح
نگاہین کہتی ہین سب راز دل زبانکی طرح

بگڑ گئی ہے یہان بیطرح جہان کی طرح
کہان کی وضع کہان کی ادا کہانکی طرح

چھڑا دے قید سے اے قید ہم اسیرون کو
لگادے آگ قفس کو بھی آشیانکی طرح

کبھی تو صلح بھی ہو جاے زہد و مستی مین
الٰہی شیخ بھی میخوار ہو مغانکی طرح

جلا کے داغ محبت نے دل کو خاک کیا
بہار آئی مرے باغ مین خزان کی طرح

حیا نے روک لیا جذب دل نے کھینچ لیا
چلے وہ تیر کی صورت کھنچے کمانکی طرح

جواب خضر ہین وہ مردہ دل کہ جنکو یہان
ملی ہے مرگ ابد عمر جاودان کی طرح

تلاش یار مین چھوڑی نہ سرزمین کوئی
ہمارے پاؤن مین چکر ہے آسمانکی طرح

جو سمجھے خضر تو قول شہید الفت کو
گرہ مین باندھ رکھے عمر جاودانکی طرح

سُنے جو حضرتِ زاہد سے وصف جنت کے
تو صاف پھر گئی آنکھون مین اُس مکانکی طرح

جھکی ہی جاتی ہے کچھ خود بخود حیا سے وہ آنکھ
گری ہی پڑتی ہے بیمار ناتوانکی طرح

یہ سدِ راہ ہوا کس کا پاس رسوائی
رُکے ہوے ہین مرے اشک کاروانکی طرح

ادائے مطلب دل ہمسے سیکھ جائے کوئی
اُنھین سُنا ہی دیا حال داستان کی طرح

مزے ہین اُس دہن زخم کے لیے کیا کیا
جو چوسے تیر کے پیکان کو زبان کی طرح

سمجھ کے کیجیے برباد میرا مشت غبار
پھرے نہ آئے کوئی چکر آسمان کی طرح

یہ دل ہے آپکا گھر رہیے شوق سے لیکن
شکیب و راحت و صبر و قرار جان کی طرح

قیامت آئی شبِ وصل میرے گھر کے پاس
رقیب نے اُسے آواز دی اذان کی طرح

شب اُسکی بزم مین تھا شمع پر بھی رشک ہمین
کہ منھ مین شعلے کو گلگیرے زبان کی طرح

مجھے یہ حکم ہے زنہار تم نہ کرنا عشق
نصیحتین بھی وہ کرتے ہین امتحان کی طرح

ہم اپنے ضعف کے صدقے بٹھا دیا ایسا
ہلے نہ در سے ترے سنگ آستان کی طرح

کچھ اُنسے کہنے کو بیٹھے تھے ہم کہ خلوت مین
رقیب آ ہی گیا مرگ ناگہان کی طرح

شکستہ بال ہون وہ مرغ ناتوان و ضعیف
کہ مین تو مین نہ اُٹھے میرے آشیان کی طرح

نہ ہونگے سوز محبت کے دل جلے ٹھنڈے
بھری ہے آتشِ غم مغز استخوان کی طرح

نچھوڑ صید محبت کو خاک پر صیاد
اُسے بھی ڈال لے تو دوش پر کمان کی طرح

زبان خار ہوئی تر ہماری وحشت سے
کہ چھالے پھوٹ گئے چشم خونفشان کی طرح

۱۰۹
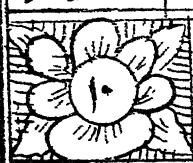
خدا قبول کرے داغ تم جو سوے عدم
چلے ہو عشق بتان لے کے ارمغان کی طرح

۱۰
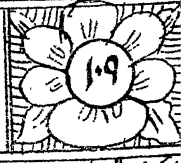
دل نہ رہا سینے مین دم کی طرح
لوٹ گیا تری قسم کی طرح

تم مرے دل مین رہو دم کی طرح
دم نہ سہی حسرت و غم کی طرح

خامہ گر ضعف سے پر انگلیان
چلتی ہین کاغذ پہ قلم کی طرح

کوچۂ دشمن کو وہ جنت کہین
مٹ نہ گیا باغ ارم کی طرح

عہد کسی طرح گوارا نہ تھا — اُسنے قسم کھائی ہے سم کی طرح

اختر داغ دل و بخت سیہ — عمر کٹی ہے شب غم کی طرح

میری وفا بھی عجب اُستاد ہے — تم کو سکھاتی ہے ستم کی طرح

جب یہ کہا مرتے ہین کہتے ہین وہ — مر گئے اہلِ عدم کی طرح

غیر کے آگے وہ مرے حال پر — لطف بھی کرتے ہین ستم کی طرح

داغؔ در یار ہے کعبہ اگر — بچ نہ گئے صید حرم کی طرح

ردیف خاے معجمہ

۱۱۰ ۱۱

ہوئی جب سے زبان یار گستاخ — خوشامد گو ہوے ناچار گستاخ

وہ بدخو بدزبان اغیار گستاخ — ہوا دربار کا دربار گستاخ

نگاہ دست کچھ یون کہہ رہی ہے — کہ جیسے ہو کوئی میخوار گستاخ

الٰہی حضرت ناصح کی ہو خیر — وہ بت ہے بے ادب اغیار گستاخ

رہون چپ تو کہین چپ لگ گئی ہے — اگر بولون بتائین یار گستاخ

کیا کیا کیا دم عرضِ تمنا — ہوا سو بار چپ سو بار گستاخ

مجھے پاس ادب نے روک رکھا — کیا تھا شوق نے ہر بار گستاخ

خبر اچھی سُنائی نامہ بر نے — کہ بیٹھے تھے وہان دو چار گستاخ

رکھا دل نے لب جان بخش پر حرف — مسیحا سے ہوا بیمار گستاخ

تری رحمت اگر حامی نہ ہوتی — نہ ہوتے کافر و دیندار گستاخ

تلے خنجر رہے پاس ادب داغ — نہ ہوتا مرتے دم زنہار گستاخ

ردیف دال مہملہ

۱۱۱

اُس نے اگر کرم بھی کیا تو جفا کے بعد
آیا مری خبر کو ستمگر قضا کے بعد

ہمدرد کونسا ہے پھر اس آشنا کے بعد
ہم جی کے کیا کرینگے دلِ مبتلا کے بعد

آخر بشر کے واسطے کچھ شغل چاہیے
کیجیے گا آپ کیا ستمِ ناروا کے بعد

حسرت سے تک رہا ہون جو تجھکو سبب یہ ہے
خاک اُڑتے دیکھتا ہون اپنی وفا کے بعد

یہ چاہتا ہے شوق کے جائین حالِ وصل
جبتک ہماری زیست ہو روزِ جزا کے بعد

بھاگون علاج دردِ محبت سے کیون نہین
دینگے طبیب زہر یقین ہے دوا کے بعد

دیتے ہین داغ لطف و عنایت سے بیشتر
دل مانگتے ہین کینہ و جور و جفا کے بعد

بھوے ہم اُنکو پہلے ہی ناراض کر دیا
چوکے ہم اُنسے کرتے تھے شکوے دعا کے بعد

خاموش ہین جو ہون تو جہان کامیاب ہے
تاثیر پھر ملے گی نہ میری دعا کے بعد

کہتے ہین وہ شکایت بیداد ظلم پر
عاشق وہ ہے جو چاہے کسیکو جفا کے بعد

۱۱۲ — ۹

آرام کے لیے ہے تمھین آرزوے مرگ
اے داغ اور چین نہ آیا فنا کے بعد

ہے قہر اگر اب بھی نہ ہو رازِ نہان بند
لب بند نفس بند دہن بند زبان بند
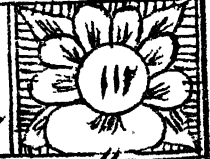
جس دلکو لگی ہو وہ کرے خاک فغان بند
کیجیے تری فریاد یہ کس کس کی زبان بند

موت آئی ہمین ہائے دمِ عرض تمنا
دل کھلنے نہ پایا کہ ہوئی اپنی زبان بند

اس عشق نے کیا قفل لگایا ہے دلون پر
کینہ ہے وہان بند تو حسرت ہے یہان بند

ہر دلبر مہ پارہ خریدار ہے تیرا
اکبار ہوئی حسن فروشون کی دکان بند

اس زلف کا بطرح جما دل مین تصور
اندھیرا ہے اس گھر مین ہوا گھٹ گھٹ کے دھوان بند

مقبول نہوگی کسی میکش کی دعائین
میخانہ کا دروازہ نہ کر پیر مغان بند

کیا جانے گئے چھپ کے شب وصل کدھر سے
تھا صبح جو دیکھا تو رہا قفل مکان بند

۱۱۳ وہ زیست نہین موت ہے اے داغ پھر اسکو
زندان علائق مین جو ہے کوئی جوان بند **۱۱**
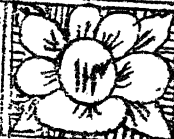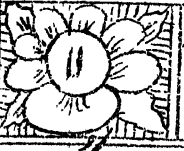
دلمین ہے غم و رنج و الم حرص و ہوا بند
دنیا مین قفس کا ہمارے نہ کھلا بند

موقوف نہین دام و قفس پہ ہے اسیری
ہر غم مین گرفتار ہون ہر فکر مین پابند

ہم دام مین پھنستے ہی ہوے عاشق صیاد
یہ اور بھی اک بند پہ مضبوط لگا بند

اے حضرت دل جائیے میرا بھی خدا ہے
بے آپکے رہنے کا نہین کام مرا بند

اک حرف محبت پہ بگڑتے ہین وہ سو بار
اب دفتر افسانۂ الفت ہی ہوا بند

اس کوچے مین جاتے ہی اجل آئی ہماری
جنت مین بھی یارب نہوئی راہ قضا بند

اے محتسب اکدم سے ترے کتنی جفائین
شیشے کا ہے دم بند صراحی کا گلا بند

دم رکتے ہی سینے سے نکل پڑتے ہین آنسو
بارش کی علامت ہے جو ہوتی ہے ہوا بند

تقریر سے ناصح کی ہو دل خاک شگفتہ
کرتا نہین کمبخت لب ہرزہ سرا بند

رک جائے جو رونے سے وہ نالا نہین اپنا
محشر مین بھی ہوگا نہ یہ آزاد ذرا بند
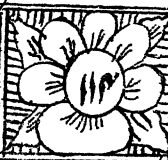
۱۱۴ کہتے تھے ہم اے داغ وہ کوچہ ہے خطرناک
چھپ چھپ کے مگر آپ کا جانا نہ ہوا بند **۹**
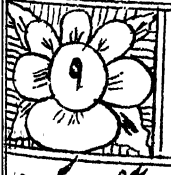
آنکھ سے گرتی ہے خون دل افگار کی بوند
اسکی ہمسر ہو کہان ابر گہر بار کی بوند

صحن گلشن مین ہے مے پینے کا ساقی لطف جب
پڑتی ہو کوئی کوئی ابر گہر بار کی بوند

زاہدا چشمۂ کوثر ہو مبارک تجھکو
ہم کو بس کافی ہے میخانۂ خمار کی بوند

شربت خضر کو منھ بھی نہ لگاؤں ہرگز
ہو میسر جو لعاب دہنِ یار کی بوند

ناصحا جانتے ہیں اہل نظر ہی اُسکو
لعل ہے اصل میں اس دیدۂ خونبار کی بوند

ہے مشابہ دل ویران سے ہمارے کیا کیا
جس زمیں پہ نہ پڑے ابر گہربار کی بوند

تاب انجم کی دکھاتی ہے فلک بنکے زمیں
خشک ہوتی نہیں گر کر عرقِ یار کی بوند

صبح گلشن میں جو وہ مہر لقا آتا ہے
خشک ہوتی ہے ہر اک شبنمِ گلزار کی بوند

۱۱۵

ہو گیا خشک لہو دیکھتے ہی قاتل کو
داغ ٹپکی نہ مرے خونِ تنِ زار کی بوند
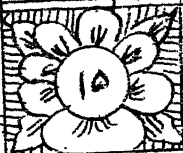
۱۵

چھپتی ہے کب چھپانے سے اے خوبرو پسند
آنکھیں یہ کہہ رہی ہیں کہ آیا ہے تو پسند

ناکام جاوداں کی مجھے آرزو پسند
گم کردہ کارواں کی مجھے جستجو پسند

اے غم معاف کر کہ یہ حصہ ہے عشق کا
مہماں کو نہ آئے گا جھوٹا لہو پسند

خاموش سنتی رہتی ہے پہروں شب فراق
تصویر یار کو ہے مری گفتگو پسند

زاہد بڑی کریم ہے پیر مغاں کی ذات
واں سب عبادتیں ہیں جو ہیں بے وضو پسند

آفت ہے محتسب کی نظر سے خدا بچائے
ٹوٹا اگر ایاغ تو آیا سبو پسند

جی چاہتا ہے روز بدل جائے روزگار
مٹ جائے وہ زمانہ جسے آئے تو پسند

کہتے ہیں ہمنشیں کو مرے غیر کے عوض
ایسوں سے تم کو ربط ہے ایسوں کی خو پسند

پہلے اسی کو چشمِ خریدار مول لے
یارب دلوں کے ساتھ بکے چارسو پسند

ن درد واں ہے نالۂ دل خوں گیا وہ تیر
زخم جگر پسند نہ زخم گلو پسند

نسو گرا جو آنکھ سے تقدیر نے کہا
ملتے ہیں دیکھ خاک میں یوں آبرو پسند

بدنام کردیا ہے تمھین عشق غیر نے
اب ہوگیا خطاب تمھارا عدو پسند

حسرت کا یہ مزہ ہے کہ دلمین خلش رہے
تلخی ہوئی ہمین تو نہین آرزو پسند

گُل شمع کا بنے تری محفل مین سب حسین
آیا نہ ایک کا بھی ہمین رنگ و بو پسند

(۱۱۶) پھرون پڑھی ہے حضرت اوّل پر درود
جب آگیا ہے داغ کوئی خوش گلو پسند (۱۵)

ہوتی ہے جنس مہر و وفا چارسو پسند
آگے ترے پسند کرے جس کو تو پسند

ظاہر بگاڑ دل سے تجھے ہے عدو پسند
یہ جنگ زرگری تو نہین جنگجو پسند

ممکن کہ تجھسا دیکھ لے چشمِ غلط نگر
اسکا کہان جواب جسے آئے تو پسند

میری طرح سے جائیگی تجھپر کسی کی جان
میری طرح سے آئیگا عالم کو تو پسند

جنت مین پھول پھول کو مین سونگھتا پھرا
دنیا مین تھی کسی گلِ عارض کی بو پسند

افسانہ کلیم و تجلی بہت سنا
وہ آنکھ آنکھ ہے جسے آجائے تو پسند

اے عرض مدعا تری تاثیر دیکھ لی
قاصد کو بھی نہ آئی مری گفتگو پسند

اے شیخ جسکو جوش ملے گا بڑھے گا شوق
جنت کو مین پسند جہنم کو تو پسند

کیا کیا بُری طرح سے ملایا ہے خاک مین
آنکھونکو بھی نہین مرے دل کا لہو پسند

دینے لگے اخیر وہ باتون مین گالیان
جانا کہ اسکو آئی مری گفتگو پسند

رگ رگ سے دم نکال لیا ڈھونڈ ڈھونڈ کر
دردِ فراق کی ہے مجھے جستجو پسند

سو حسرتون مین ایک تو معلوم ہو مجھے
یہ شوق ناپسند ہے یہ آرزو پسند

محشر مین خلق اپنی مصیبت مین مبتلا
یان یہ تلاش آئے کوئی خوبرو پسند

رغبت ہے ہجر مین اسے آب و طعام سے
آنسو عزیز زہر گوارا لہو پسند

(۱۱۷) اے داغ ہچکچاتے ہو ذلت سے عشق کی
دنیا مین ہو تمھین تو بڑے آبرو پسند (۹)

نہو کیونکر افضل ہمارا محمدؐ — کہ ہے اپنے پیارے کا پیارا محمدؐ

الٰہی یہ محشر میں ہم کہتے جائیں — کہاں ہے کہاں ہے ہمارا محمدؐ

وہیں کشتی نوح بھی ڈوب جاتی — نہ دیتے جو اسکو سہارا محمدؐ

ابھی فرش سے عرش ملجائے جھک کر — کریں گر طلب کا اشارا محمدؐ

یہی بات عاشق نے معشوق سے کی — نہیں تیری فرقت گوارا محمدؐ

کہینگے یہی اوس شہ انبیا سے — ق — وہاں ہوں گے جب آشکارا محمدؐ

شفیع امم روز محشر تمہیں ہو — نہیں ہے تمہارا سہارا محمدؐ

صدا خیر مقدم کی کعبے سے آئی — حرم سے جب آئے دوبارا محمدؐ

بلالو مدینہ میں پھر داغ کو تم — نہیں ہند میں اب گذارا محمدؐ

ردیف ذال معجمہ
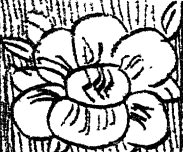
[illegible]اکھ لکھئے اونمیں نہ وہ محن کا کاغذ — کب وہ پڑھتے ہیں کسی سوختہ تن کا کاغذ

[illegible]اصد آکے بنا جاتے ہیں جھوٹی باتیں — لائیں ٹھہری کوئی اس سیم بدن کا کاغذ

[illegible]نقش رنگ حنا سے ترے ہاتھوں میں نگار — جل نہ جائے کہیں اوس سوختہ تن کا کاغذ

[illegible]وئی مضمون نہیں دل شکنی سے خالی — کس نے لکھا تھا خط عہد شکن کا کاغذ

[illegible]تنک خونی سے میں لکھہ لکھ کے مٹا دیتا ہوں — اپنے حال دل پر رنج و محن کا کاغذ

[illegible]خط گلزار ہے وہ حرف جو کاغذ پہ لکھے — رشک گلزار ہوا اس پہ شک چمن کا کاغذ

[illegible]ہنے مضمون گرانباری غم لکھا تھا — دست قاصد میں ہوا اسکو وزن من کا کاغذ

[illegible]توان ہوں گلے میں مرے باندھ ہو تعویذ — توڑ ڈالے مری گردن کا نہ من کا کاغذ

غور سے بیٹھے جو دیکھا تو صفت سے تیری — کوئی خالی نہیں ارباب سخن کا کاغذ
آئی پیری تو کہاں پھر وہ جوانی کی بہار — کہ بگڑ جاتا ہے تصویر سخن کا کاغذ

ہو ورق دل پہ کھنچی داغ صنم کی تصویر — تھا اسی کام کا یہ اور اسی فن کا کاغذ

چاہوں جو پئے مزار تعویذ — ہوں سنگ ستم ہزار تعویذ
ہیں میرے گلے کے ہار تعویذ — اک درد جگر ہزار تعویذ
کھینچی ہیں زمین پہ لکیریں — یوں لکھتے ہیں خاکسار تعویذ
دشمن مرے زہر گھولتے ہیں — اور مونس و غمگسار تعویذ
ہیں بحر جمال دونو بازو — کھلتے ہیں نہ اے نگار تعویذ
قرطاس فلک جو مجکو ملتا — لکھتا پئے حب یار تعویذ
لائے گا اوسے یہ گردنامہ — ہے دیدۂ انتظار تعویذ
ان بازؤں پر فدا ہیں جوشن — صدقے قربان نثار تعویذ
جوڑا جو کھلا تو کھل پڑا دل — ہم سمجھے تھے اے نگار تعویذ
پردے میں رقیب کے ہے تصویر — سینے پہ ہے آشکار تعویذ
آیا دم نزع بھی جو قاصد — بن جائے گا خط یار تعویذ
دیکھا نہیں نقش دل سا کوئی — چلتا ہوا سحر کار تعویذ
تسخیر پری کے واسطے داغ — لکھتا ہوں میں بار بار تعویذ

ردیف راے مہملہ

تمام عالم کی خاک چھانی یہ عشق آخر کو تنگ ہو کر
جب آدمی کو بنایا تو وہ تو دل پہ بیٹھا خدنگ ہو کر

وہی تو ہے شعلۂ تجلی کہ دشت ایمن سے تنگ ہو کر
جب اس نے اپنی نمود چاہی کھلا حسینوں پہ رنگ ہو کر

نہ دیکھو دیکھو تم آئینے کو کہ مجکو رہتا ہے ہول ہردم
کہیں نہ جم جائے عکس اسکا رخ مصفا پہ زنگ ہو کر

نگاہ دزدیدہ کس نے دیکھی دکھاؤ آنکھیں کرو نظارے
لڑے گی میدان میں نگہ کیا لڑی اگر خانہ جنگ ہو کر

وہ ہم ہیں مجنون دشت پیما جنون کو ہوتا ہے ہم سے سودا
کہ چشم آہو میں بیٹھی وحشت ہماری وحشت سے تنگ ہو کر

بہار گل کیا ہے اوسکو پھولنکو چمن میں چل کر یہ سیر دیکھو
کہ شمع رخسار پر تمھارے جلے گی بلبل پتنگ ہو کر

برنگ حسرت مثال ارمان جو آگیا یان سے پھر نہ نکلا
رہے گا سینے میں تیر تیرا اسیر قید فرنگ ہو کر

کچھ ایسے فتنوں پہ فتنے اوٹھے کہ شور محشر بھی چیخ اوٹھا
اوٹھی قیامت بھی ساتھ میرے تو تیرے کوچے سے تنگ ہو کر

دم قلق وقت بیقراری جو دل پہ رکھا بھی ہاتھ ہم نے
تو ناتوانی سے رہگیا ہے ہمارے سینے پہ سنگ ہو کر

نہ وہ نظارے نہ وہ اشارے نہ ویسے غمزے نہ ویسی چشمک

عضب ہے پابند شرم ٹھہری نگاہ کچہہ شوخ و شنگ ہوکر

وہ قتل کرتے ہوے جو جھجکے تو یاد آغاز عشق آیا
کہ بار بار یون ہی رکگئی تھی ہمارے دل مین اومنگ ہوکر
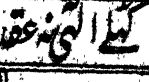
کھلے الٰہی نہ عقدۂ دل کہ اس سے امید بندھ رہی ہے
عجب نہین آرزوئین نکلین جو دلکی تنگی سے تنگ ہوکر
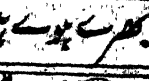
بھرے ہوے ہین ہزار ارمان پھر او سپر ہی حسرتونکی حسرت
کہان نکل جاؤن یا الٰہی مین دل کی وسعت سے تنگ ہوکر

جھجکی ذرا چشم جنگجو ہی نکل گئی دل کی آرزو دیکھے
بڑا مزہ اوس ملاپ کا ہی جو صلح ہوجاے جنگ ہوکر

۱۲۱

رہیگا خنجر پہ تیرے دہبا کہ تونے بیجرم اسکو مارا
یہ داغ کا خون ہے ستمگر چھٹےگا ہرگز نہ زنگ ہوکر

۱۹

مرے ہی واسطے بیٹھا ہے پاسبان در پر
ملے جو راہ مین کہتے ہین آیئے گھر پر

گمان بگوے یہ تہا کچہہ یقین صرصر پر
کسی نے خاک نہ ڈالی مرے مقدر پر

سنا ہے مجھنے یہ آتا ہے موت کا آنا
الٰہی آئے نہ وہ وعدۂ مقرر پر

رکا جو ہاتہہ دم ذبح اوس ستمگر کا
نگاہ تیز سے چھریان لگائین خنجر پر

نہ رکھو حشر پہ موقوف داستان تیری
کرو خدا کے لیے رحم اہل محشر پر

اڑی ہے خاک زمانے مین جسقدر اتبک
جمی ہے آکے ہمارے دل مکدر پر

وہ چشم مست سیہ اور وہ پنجۂ مژگان
کہ جیسے ہاتہہ کسی نازنین کا ساغر پر
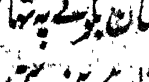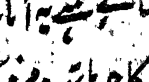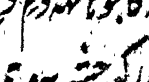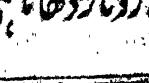
نیاز و ناز دکھاتا ہی نشیب و فراز
زمین ہے زیر قدم آسمان ہی سر پر

عجب نہیں تپش داغ معصیت سے مرے
حباب آبلے بنجائیں آب کوثر پر

کرینگے خوب ہم آزردہ خاطر احباب
پڑیگا صبر کسی کا نہ جان مضطر پر

شب فراق میں کانٹوں پہ میں لٹاؤں اُسے
سلاؤں طالع خفتہ کو اپنے بستر پر

نگاہ ملتے ہی تلوار کا اُٹھایا ہاتھ
رکھیں نہ تم نے کبھی چار اُنگلیاں سر پر

ہمارے نالوں سے اُٹھ اُٹھکے حشر بیچ اُٹھا
اخیر بیٹھ رہا تھک کے یار کے در پر

امید وصل ہو کیا ایک وعدۂ دیدار
اُسے بھی تو نے تو رکھا ہے روز محشر پر

کہاں کرشمہ برق جمال و طور کہاں
پڑی تھی آہ کسی دل جلے کی پتھر پر

نہیں ہے ہوش سے خالی ہماری بیہوشی
کہ بیخودی میں گرے ہم جو ایک ساغر پر

نفس نفس ہے غبار سیاہ کی صورت
پڑی ہے خاک کہاں کی دل مکدر پر

فلک کرے بھی جو سامان عیش کو برباد
تو جام جم یہ گرے آئینہ سکندر پر

اُلجھ رہا ہے وہ دیوانہ داغ دربان سے
بپا ہے حشر کا ہنگامہ آپ کے در پر

کوئی ہائے اُس بزم سے کیا نکلکر
کہ رہ رہ گیا ہے مرا ذکر چلکر

کیا دل کا چور رنگ غم نے مسلکر
کسی پھول کو دیکھ چٹکی میں ملکر

وہ نازک بدن جامہ سے باہر نکلکر
تھکے اس طرح جس طرح کوئی چلکر

رکھوں گا کہاں ہاتھ قاصد کے دل پر
کہ ادھر سے کہیں چار باتیں سنبھلکر

مری تشنگی دیکھ کر روز محشر
چھلک جائیگا آب کوثر اُبلکر

محبت نے کی جب مری دستگیری
مقدر نے رد رو دیا ہاتھ ملکر

ہماری گواہی نہ دی حشر کے دن
ہوئے کچھ ادھر کچھ اُدھر لوگ ٹلکر

نہ اوٹھنے دیا دل نے اس انجمن سے
کیا قصد سو بار زانو بدل کر

لکھا خط میں جب اونکا القاب میں نے
قلم حرف مطلب پہ آیا پھسل کر

مجھے شمع رو بزم میں جنکو دیکھوں
گری ہے کوئی شے بغل سے نکل کر

شب ہجر آخر ہوئی پر ہے اتنی
بنی خضر کی عمر یہ رات ڈھل کر

مرے دلکو پانو نہیں بھلا رکھا ہے
قیامت کرے گا یہ فتنہ مچل کر

ہوے ایک دیر و حرم کے مسافر
کچھ اِس راہ چلکر کچھ اُس راہ چلکر

رہِ عشق کی ٹھوکریں ہمسے پوچھو
کہ سنبھلے ہیں گر گر گرے ہیں سنبھل کر

مجھے یاد ہے اپنی صحرا نوردی
گیا تھا گریبان سے پہلے نکل کر

یہ پوچھو شب ہجر کیونکر بسر کی
یہ کروٹ بدلکر وہ کروٹ بدل کر

شب بادہ کا لطف اے شیخ جب ہے
کہ ہالا بنے تیری پگڑی اچھل کر

گناہوں سے پھیریہ کافر فرشتے
کہ اعمال نامہ لکھا خط بدل کر

ہوئی بے اثر سرد مہری بتوں کی
نہ ٹھنڈے ہوے حضرت داغ جل کر

عمر کیونکر نہ بسر کیجیے غافل ہو کر
کہ بلا ہے ہمیں اک قطرۂ مے دل ہو کر

جب تڑپ دیکھتے ہیں اسکی وہ مائل ہو کر
لوٹتے آپ بھی جی چاہتا ہے دل ہو کر

ہم وہ ہیں گوش برآواز ہمیں چاہتے ہیں
شور محشر بھی اوٹھے شورِ عنادل ہو کر

نہ کھلی ناخن تدبیر سے قسمت کی گرہ
ہمکو عقدہ بھی ملا ہے تو مشکل ہو کر

صدقے اس ابروے پر خم کی تمنا ہے یہی
حشر تک لوٹیے اس تیغ کے بسمل ہو کر

پاؤں اٹھتا ہی نہیں وحشت بھی زندان ہے مجھے
جادۂ راہ لپٹتا ہے سلاسل ہو کر

لیگئی دل کو چرا کر تری دزدیدہ نگاہ
آ گیا مفت کے چکر مین ازل سے ناحق

لٹ گئے ہم تو رہِ عشق مین غافل ہو کر
اے فلک تو مری تقدیر کے شامل ہو کر

۲۵

قدر دان کوئی نہین اہل سخن کا اے داغ
کیا کرین آہ کسی کام مین شامل ہو کر

۱۵
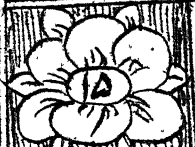
بخار اچھا انکالا سوز دل نے چشم گریان پر
کہ ہر آنسو برنگ آبلہ ہے نوک مژگان پر

رہے تھے ایکجا پابند ہو کر جب دیوانے
الٰہی گر پڑے بجلی کہین دیوار زندان پر

نمود صبح تک کیا جانے کیا کیا رنگ بدلیگی
ابھی سے بیکسی چھائی ہے میری شام ہجران پر

اڑا اتنا نہ تو لطف خلش جاتا ہے آوحشت
قدم ٹکنے نہین پاتا مرا خار بیابان پر

الٰہی خیر ہو بیڈھب جنون نے ہاتھ دوڑایا
کہ اک آفت ہے دامن پر قیامت ہے گریبان پر

ملے تھے لب ہی اُس لب سے کہ مارا تیغ ابرو نے
یہ ناکامی کہ مجکو موت آئی آب حیوان پر

ہجوم یاس نومیدی و فور حسرت و ارمان
چڑھائی لشکر غم کی ہے اک جان پریشان پر

یقین ہے ہمکو ہونگے سب یہی نذر جنت کے
فرشتو نکی نگاہین ہین تری مجلس کے سامان پر

وہ پیکان تشنہ خون ہے جگر دم مین نہین باقی
غضب ہے مفلسی ثابت ہوئی جاتی ہے مہمان پر

نگاہ و غمزہ و ناز و ادا نے دلکو گھیرا ہے
کیا ان کافرون نے حملہ بیچارے مسلمان پر

الٰہی آبرو رکھ لے مرے رشکِ مسیحا کی
اجل کے ساتھ جھگڑے ہو رہے ہین پیکر دربان پر

کہان ہین داغ اے محتسب کچھ بھی خبر ہے تجکو
ٹپک کر اشک خونی رنگئے ہین جیب و دامان پر

ملاتے خاک مین اس قالب خاکی کو ادل ہی
اگر یہ جانتے ایسی جفائین ہون گی انسان پر

ملا لطف خلش پائے نگہ کو اسکا احسان ہے
لگائے جسنے کانٹے ہر طرف دیوار زندان پر

۲۶

یہ خون داغ ہے ہرگز نہین چھٹنے کا اے قاتل
کہ اسکا حشر تک دھبّا رہیگا تیرے دامان پر

۹

ڈالتے ہو کیون دوپٹے کا تم آنچل دوش پر
بار تھے پہلے ہی گیسوے مسلسل دوش پر

رب ہمارا غیب دان ہے یہ کراما کاتبین
رات دن تحریر کیا کرتے ہین مہمل دوش پر

پہلے افعی تھین وہ زلفین اب ہوئین مار سیاہ
آ ہین اب زیر کمر رہتی تھین اول دوش پر

یہ سُنا تھا آج منے آپنے کھینچی تھی تیغ
جیسے گردن کو مری بھاری ہی ہیکل دوش پر

شاخ گل پر کچھ نظر کیجئے کہ سنبل کی طرف
دیکھئے اوسکی کمر یا زلف کا بل دوش پر

میکدے سے ہم چلے بیہوش ہو کر اسطرح
ہاتھ مین کہا خم مے اور بوتل دوش پر

کشتگان ابرو و خنجر کی دلداد و نیاز
تمنے رکھی ہے کمان عجز اول دوش پر

یہ تجلی بر ہے اُسکے عارض پُر نور کی
جم گیا ہے نور گویا دو دو انگل دوش پر

۱۲۶ ۔ ۱۱

لیگئے ہین آج تو اے داغ وہ سینے سے دل
سر سلامت ہے پائین گے نہین کل دوش پر

یان دلمین خیال اور ہے وہان مد نظر اور
ہے حال طبیعت کا ادھر اور ادھر اور

ہر وقت ہی چتون تری اے شعبدہ گر اور
اک دم مین مزاج اور ہے اک پل مین نظر اور

ناکارہ و نادان کوئی مجھسا بھی نہوگا
آیا نہ بجز بے ہنری مجھکو ہنر اور

دل دیکے لیا رنج و الم واے ری قسمت
ہم سمجھے تھے کچھ اور ہوا ہاے مگر اور

جیتا نہ بچے ایک بھی جلنبر نہو کوئی
دو چار ستمگار ہون تیرے سے اگر اور

ہون پہلے ہی مین عشق مین غرقاب خجالت
کیون مجھکو ڈبوتے ہین مرے دیدۂ تر اور

ٹھہرا ہے وہان مشورۂ قتل ہمارا
لو حضرت دل آ کے سنو تازہ خبر اور

اور اور ہین آب آپ ہین کیا آپسے نسبت
ہون لاکھ زمانے مین اگر رشک قمر اور

بھر بھر کے جو دیتے ہین وہ جام اورکسی کو
لے لیکے مزے پیتے ہین یان خون جگر اور

ہم جانتے ہین خوب تری طرزِ نگہ کو
ہے قہر کی آنکھ اور محبت کی نظر اور

۱۲۷
اے داغ مئے عشق سے کیا زہر کو نسبت
ہے اسمین اثر اور وہ رکھتا ہے اثر اور
۹

حیف شرمندہ نہین تو ستم آرا ہوکر
ہم یہ کرتا ہے ستم یار ہمارا ہوکر

یہ تمنا ہی شہیدونکو ترے اے قاتل
کہ یوہین قتل ہون ہم زندہ دوبارا ہوکر

جوش گریہ بھی تماشا ہی کہ میری مژگان
رو رہین اشک فشان ایک ہزارا ہوکر

کل کچھ اقرار بھی تھا آج ہی بالکل انکار
مٹ گیا حیف ہی اتنا بھی سہارا ہوکر

دلکو جب بخش دیا تم نے یہ پھر جائیگا
کیا ہمارا نہین ہونیکا تمھارا ہوکر

خاک کس سوختہ جانکی ہے تری کوچے مین
کہ ہر اک ذرہ جو اٹھتا ہے شرارا ہوکر

بیزہ عشق کا آغاز سے انجام ہوا
ناگوارا دلِ نازک ہے گوارا ہوکر

چھد گئی سوزنِ مژگان سے نقاب اُنکی
رہ گیا گر کبھی پردے مین اشارا ہوکر

۱۲۸
غیر کے سر مین وہ کرتے ہین جو کنگھی اپنی
رشک دل چیرتا ہے داغ کا آرا ہوکر
۱۱

رکھئے اب پھر عیادت نہ قدم گن گن کر
مر رہا ہے یہ مریض آپکا دم گن گن کر

دے خوشی کے عوض اندوہ و الم گن گن کر
لے شب وصل کے بدلے شب غم گن گن کر

یاد آتی ہے اگر اک نگہ لطف تری
بھول جاتا ہون تری لاکھ ستم گن گن کر

چلتے ہین ساتھ جنازے کے جو چالیس قدم
تو نزاکت سے وہ رکھتے ہین قدم گن گن کر

پیچ تقدیر کے کیا کیا مجھے یاد آتی ہین
شب کو اُس کاکل پرپیچ کے خم گن گن کر

تھا ہمین ہجر مین اک ایک مہینا برسون
دن گذارے ہین ترے سر کی قسم گن گن کر

انگلیون پر جو ہوا کرتی ہے گنتی ہر روز
یاد کرتے ہین وہ انداز ستم گن گن کر

چار ہی داغ دیے تو نے فلک لالے کو
جو سخی ہین نہین دیتے ہین درم گن گن کر

دس کے دو کہتے ہین جب لیتے ہین بوسے انکے
بھول ہم ڈال دیا کرتے ہین کم گن گن کر

ابر گھر آتا نہین ہوتا ہے تو ہم فرقت مین
صبح کر دیتے ہین تارے شب غم گن گن کر

۱۲۹

ہمکو مطلب نہین دینار و درم سے اے داغ
شاد ہین داغ جگر عشق مین ہم گن گن کر

۹
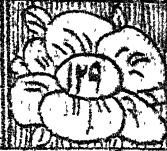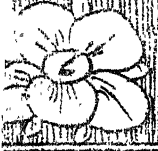
روتا ہے تجھ بغیر دل زار زار زار
اور کھینچتا ہے آہ دل شرربار بار بار

اے دل قمار عشق مین شاید ہو تیری جیت
سیلے نکال منھ سے نہ زنہار ہار ہار

بیمار عشق کا نہ کسیکو خدا کرے
عیسے کو بھی رلاے یہ آزار زار زار

ہمکو اسیر کرکے جو صیاد لے چلا
کیا روے دیکھ کر سوے گلزار زار زار

بیدہب ہے یہ خرام عجب کیا کرے اگر
دامان حشر کو تری رفتار تار تار

وہ گل اگر نہ پاس ہو وقت شناوری
ہو ہمکو موج قلزم زخار خار خار

۱۳۰
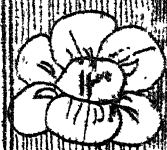
اب داغ سے علاقہ رہا کیا وہ کون ہے
اب تو ہوے ہین آپ کے اغیار یار یار
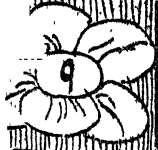
کیا ہے دیدار اوس صنم کو ہزار طوفان اوٹھا اوٹھا کر
لگائین وہ تہمتین کہ بولا خدا خدا کر خدا خدا کر

کہا نہ کچھ عرض مدعا پر وہ سلے رہے دم کو مشکرا کر
سُنا کئے حال چپکے چپکے نظر اوٹھائی نہ سر اوٹھا کر
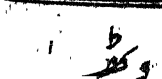
نہ طور دیکھے نہ رنگ برتے غضب مین آیا ہون دل لگا کر

وگرنہ دیتا ہے دل زمانہ یہ آزما کر وہ آزما کر

تمہری محبت نے مار ڈالا ہزار ایذا سے مجکو ظالم

رولا رولا کر گھلا گھلا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر

عجیب یہ تیرہ خاکدان ہے اسی کی ہو روشنی جہان ہے

فلک نے اختر بنا لیے ہین چراغ ہستی بجھا بجھا کر

جہان لگی آنکھہ کچھہ لوہین سی وہین چبی پہانس سی جگر مین

کہ درد دل کی چمک نے کیا کیا دکہاے صدمے جگا جگا کر

تمھین تو ہو جو کہ خواب مین ہو تمھین تو ہو جو خیال مین ہو

کہان چلے آنکھہ مین سما کر کدہر کو جاتے ہو دل مین آکر

ستم کے جو لذت آشنا ہون کرم سے بے لطف بے مزا ہون

جو تو وفا بھی کرے تو ظالم یہ ہو تقاضا کہ پھر جفا کر

شراب خانہ ہے یہ تو زاہد طلسم خانہ نہین جو ٹوٹے

کہ توبہ کرتی گئی ہے توبہ ابھی یہان سے شکست پاکر

جو ظلم کرنا تھا سر پہ میرے تو اور فتنے اوٹھاے ہوتے

اوٹھائی ہے تم نے تو قیامت رقیب کو بزم مین بٹھا کر

خیال مین سد راہ زندان نگاہ مین دیدۂ نگہبان

ہمیشہ ہاتھون مین تولتا ہون سلاسل اپنی اوٹھا اوٹھا کر

نگہ کو بیجا کیان سکھاؤ حجاب شرم و حیا اوٹھاؤ

بھلا کے مارا تو خاک مارا لگاؤ چوٹین جتا جتا کر

نہ ہر بشر کا جمال ایسا نہ ہر فرشتے کا حال ایسا
کچھ اور سے اور ہو گیا تو مری نظر مین سما سما کر
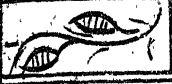
یہ امتحان ہے کہ جو سخی ہین ہمیشہ محتاج تر وہی ہین
دعا نے میری اثر دیا ہے تمام عالم کو ہاتھ اوٹھا کر

خدا کا ملنا بہت ہے آسان بتون کا ملنا ہے سخت مشکل
یقین نہین گر کسیکو ہمدم کوئی تو لائے اوسے منا کر
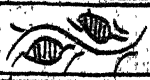
الٰہی قاصد کی خیر گذرے کہ آج کوچے سے فتنہ گر کے
صبا نکلتی ہے لڑکھڑا کر نسیم چلتی ہے تھر تھرا کر

رقیب اچھے یہ مانا مین نے برا مجھے تو نے دل سے جانا
بھلون سے کرتے ہین سب بھلائی کسی برے کا تو کچھ بھلا کر

فریب دلدار کا ہوا احسان کہ ہم کو گردش سے باز رکھا
بچے ہزارون بلاؤن سے ہم بچا سکے اوسکے دم مین آ کر

جناب سلطان عشق وہ ہین کہ جن سے اے داغ اک اشارا
فرشتے حاضر ہون دست بستہ ادب سے گردن جھکا جھکا کر

رہے گی اک روز جان جا کر رہے نہین ہوش دل لگا کر
عدو سے کہتا ہون تنگ آ کر کہ تو مرے حق مین کچھ دعا کر
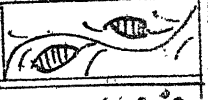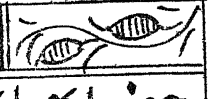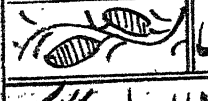
بچے گی یارون مین کوئی آ کر یہ توبہ زاہد خدا خدا کر
کہان کی حجت ہے فیصلہ کر شتاب نادان پی پلا کر

طبیب کہتے ہین کچھ دوا کر حبیب کہتے ہین بس دعا کر

رقیب کہتے ہین التجا کر غضب مین آیا ہون دل لگا کر
یہین جب انصاف کچھ نہ دیکھا تو روز محشر کو خاک ہوگا

یہ پک کے اعمال نامہ اپنا بھرون گا مشعل جلا جلا کر
غضب ہے چین جو سر جبین ہے یہ نقش دل کندہ نگین ہے

لکیر دینا نے کی نہین ہے جو صاف کر لو مٹا مٹا کر
جفا پھر ایجاد ہی نہو گی کسی کی فریاد ہی نہ ہو گی

فلک کی بنیاد ہی نہو گی کیا جب اک نالہ دل لگا کر
ہوئی ہے اب موت زندگانی کہان سے لاؤن تجھے جوانی

کہ روز کرتی ہے ناتوانی نحیف و کمزور مجھکو پا کر
تلاش تھی مجھکو نامہ بر کی خبر نہ تھی ہاے اس خبر کی

نہ پاؤن کی سدھ رہی نہ سر کی گئی ہے ایسی صبا سُنا کر
تمام ہو خاک اپنا مطلب کہ یار پڑھتا ہے شوق سے ڈھب

لکھا ہے اک حرف آرزو اب سو وہ بھی ہم نے مٹا مٹا کر
یہ جی مین یان ٹھن گئی ہے بالکل کہ حال دل کہئے بے تامل

غضب کیا کیون کیا تغافل گھٹا دیا حوصلہ بڑھا کر
وہ بدگمان نکتہ چین ہے بیڈھب کہین نہ قاصد ہو قتل یارب

اگرچہ لکھا ہے حرف مطلب ہزار پہلو بچا بچا کر
خدنگ دل دوز سے خدا یا بچا نہ پہلو بہت بچایا

اگر جگر سے مین کھینچ لایا تو دل مین بیٹھا یہ گھر بنا کر

جو سوز الفت کے دل جلے ہین اونھین قیامت کے دلولے ہین
یہ تفتہ دل آپ سے چلے ہین لغل مین دوزخ دبا دبا کر

نگاہِ دزدیدہ پر شرارت اور اوسپہ دزدِ حنا ہے آفت
مکر دہ عیار ہے قیامت کہ چھوڑ دین جسکو دل چرا کر
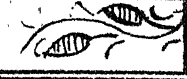
یہان سنو خیر جسم و جان کی بچے کہین جان اک جہان کی
ہوس رہیگی نہ امتحان کی اونھین مرا عشق آزما کر
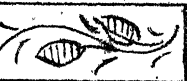
ملا کوئی بھی ایسا ہمدم جو دل کا ہو پاسبانِ شبِ غم
وہ بخت خفتہ نہین کہ اک دم ہم آپ سوئین جسے جگا کر

نثار اس طرز گفتگو پر نہین کہین داغ سا سخنور
ہنسا دیا ہے رلا رلا کر رلا دیا ہی ہنسا ہنسا کر

۱۳۲ ۱۱

زہے تلاش کہ سرگرم جستجو ہو کر
ملا ہون رنگ مین رنگ اور بو مین بو ہو کر

تری گلی مین ترے دل کا نقش ہو کے رہا
رقیب بیٹھ نہ گیا میری آبرو ہو کر

وہان کھلے ہے۔ نا زبان پہ دعوے ہین
کبھی حجاب نہو ہم سے گفتگو ہو کر

نگاہ شوق نے کیا خواب مین نہین دیکھا
بنا حجاب ہے چھپتے ہو روبرو ہو کر

نگہ نگہ سے ترے دار تھا کہ دل میرا
مژہ مژہ سے ٹپکتا رہا لہو ہو کر

ذرا سی چھیڑ پہ جامے سے باہر آپ ہوے
یہ عیب ہے کہ نہو جیین خو برو ہو کر

لگی ہے پنجہ مژگان مین خون لسے حنا
ہماری آنکھ ملی سب سے سرخرو ہو کر

سوال وصل پہ دو گالیان ہی دین لیکن
کوئی تو بات ٹھہر جاے گفتگو ہو کر

بچاے جذب محبت کو دیکھنا قاتل
کہ رکگیا ترا خنجر رگِ گلو ہو کر

بتون کے خوف سے ڈر ڈر کے رہ گیا ہون مین
ہزار مرتبہ آمادۂ وضو ہوکر

۱۳۳ ۹
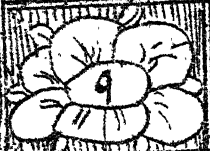
ہوا ہون مین بھی اب اے داغ اپنا دشمن آپ
زمانہ دوست ہے اوسکا مرا عدو ہوکر

بزم اغیار کا ظاہر ہے اثر آنکھون پر
مہربان آپکی خفت مرے سر آنکھون پر

دہن اوسکا مگر اوسکی نظر آتی نہ کبھی
ہو اگر عینک خورشید و قمر آنکھون پر

گہ نظر جانب درگاہ نظر سوے فلک
شب کو صدمے یہ رہے تا بہ سحر آنکھون پر

رحم آجاے دم ذبح نہ جبتک قاتل
اپنے دامن کو بچھا دے مری تر آنکھون پر

ہوگیا باغ مین گلشن کو تماشا اُسکا
چشم گل لب پہ تو نرگس کی نظر آنکھون پر

تیری زلفون پہ بلائین جو بلاگردان ہین
فتنے قربان ہین اے شعبدہ گر آنکھون پر

مرتبہ دیکھنے والے کا ترے ایسا ہے
کہ بٹھاتے ہین جسے اہل نظر آنکھون پر

صبح اُس فتنۂ محشر کو جو دیکھا ہم نے
ایک آشوب رہا چار پہر آنکھون پر

۱۳۴ ۱۷
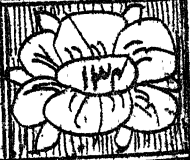
داغ کے دل کا تو کچھہ بھید نہ پایا ہم نے
ایک حسرت سی برستی ہے مگر آنکھون پر

دوستی کا ہو زمانہ مین بھروسا کس پر
تو مجھے چھوڑ چلا ہے دل شیدا کس پر

امتحان نالۂ دل کا تو دکھا دون لیکن
یہ تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑے گا کس پر

یون تو معشوق گل و شمع بھی کہلاتے ہین
دیکھنا یہ ہے کہ مرتا ہے زمانا کس پر

فتنہ پرداز دغاباز فسون گر عیار
ہاے افسوس دل آیا بھی تو آیا کس پر

مجھسے کہتے ہین لگا لینگے ہمین کچھہ تدبیر
صاف کہدو کہ دل آیا ہے تمہارا کس پر

لیکے دل بھی نہ دیا بوسہ جو مانگا تو کہا
کوئی سنتا بھی ہے کرتے ہو تقاضا کس پر

غرق خون ہے مری مژگان ہی اور پیکان بھی
رنگ کھلتا ہے مگر دیکھیے اچھا کس

حور کے ناز و ادا کو تو فرشتے سمجھین
خلد مین کھائینگے ہم آپ کا دھوکا کس

وہی قاتل وہی مخبر وہی منصف بھی ہے
اقربا میرے کرین خون کا دعوا ک

اُسکی تصویر جو یوسف کے مقابل رکھدو
دیکھیے گرتے ہین پھر اہل تماشا ک

جو کیا ہے کیا کس نے ترے ساتھ سلوک
جو ہوا مجھپہ ہوا ہے ستم ایسا ک

دے دیا اُسکے مریضونکو خدا نے بھی جواب
آپ پھولے ہوے بیٹھے ہین مسیحا ک

سامنے غیر کے تم فتنہ مجھے کہتے ہو
چھائی جاتی ہے یہ دیکھو تو سرای

کوئی گل باغ مین بے غیرتِ گل سا تو نہین
آنکھ پڑتی ہے تری نرگس شہلا

جانب چرخ اشارے سے بتایا اُس نے
جب کہا مینے مرا صبر پڑے گا کس

دل چرایا ہے مرا آپ بھری محفل مین
اور رکھتے ہین کہ ہے شبہہ تمہارا ک

داغ جاتے تو ہین مقتل مین پر اول سب سے
دیکھیے وار کرے وہ ستم آرا کس پر

۱۳۵

تنگ ہے دل وسعتِ دامان محشر دیکھکر
اے جنون ہم پاؤن پھیلاکے ہین چادر د

چلتے پھرتے بھولے بھٹکے بارہا پوچھے ہین ہم
ہائے ظالم غیر کے دلمین ترا گ

حسرتین اترا رہی ہین آرزوئین شاد ہین
میری قسمت دیکھکر میرا مقدر د

دشنۂ قاتل ہلال عید ہے اپنے لیئے
ہم تو ملتے ہین گلے یار روا ہے خنج

لن ترانی سے غرض کیا حسن عالم سوز کو
ہم نظر آپہی چرا جاتے ہین اکثر د

خشک ہوتی ہے زبان زاہد کی استغفار سے
منہ مین بھر آتا ہے پانی د

روز جاکر اُسکے کوچے سے پلٹ آتے ہین ہم
دیدۂ حسرت سے پھرون جانب

سنتے ہی نالہ مرا وہ رہگئے خنجر بکف
کچھہ سمجھکر سوچکر ڈرکر سنبھل کر دیکھکر

دید کے قابل ہے ای زاہد تماشا حشر کا
جا ئینگے جنت مین لیکن سیر دن بھر دیکھکر

وہ خوشی بھی دید کے قابل ہے جب ہو تا ہے شاد
مضطرب کو مضطرب مضطر کو مضطر دیکھکر

حضرت زاہد خدا کو آپ نے دیکھا نہین
بندگی کرتے ہین ہم ای بندہ پرور دیکھکر

کر سکے کیا لاگ اُنسے میری آہ ناتوان
جو لگا ہین تیز ہو جاتی ہین خنجر دیکھکر

خوگر رنج و بلا ہون مجکو کچھہ پروا نہین
تمکو سناٹا گذر جاے گا محشر دیکھکر

دیکھنا یارو جگر کو رو رہا تھا نیند مین
وہ لیے جاتا ہے کوئی دل مکرر دیکھکر

کیسے جلسے چھوڑکر ہم آئے ہین ای اہل حشر
دل بھرے گا سیر سے دو چار محشر دیکھکر

۱۳۶ سخت جانی سو نے کیا داغ دیکھا چاہیے
آج لائے ہین وہ سو دو سو مین خنجر دیکھکر ۹

ردیف زای منقوطہ

جو دکھاوے بھی نہ دیکھون رخ پر حجاب ہرگز
یہ وہ آنکھہ ہے کہ دیکھا نہین جسنے خواب ہرگز

مری کثرت گنہ کی کوئی حد نہین رہی
نہ غم عذاب مجکو نہ غم حساب ہرگز

مری آہِ آتشین ہے کہ دماغ مہ جبین ہے
یہ بلند آسمان پہ نہین آفتاب ہرگز

وہ ہے تیرا مصحفِ رخ اگر اسکو دیکھہ پائین
تجھے کافر کتابی نہ چھوئین کتاب ہرگز

اگر آپ مول لیتے تو تمیز نشہ ہوتی
ملے مفت کی جو زاہد وہ نہین شراب ہرگز

نہ مزاج یار بدلا نہ مرا نصیب پلٹا
نہین اے فلک ہمیشہ تجھے انقلاب ہرگز

وہ اثر سے مین ڈرتا ہون جو دعائین مانگتا ہون
کہ مری دعا الٰہی نہ ہو مستجاب ہرگز

یہ بجا کہ منع ہوگا رمضان مین آب و دانہ
یہ غضب کہ تیس دن تک نہ ملین شراب ہرگز

دریاے الفت مین ملے کیا جائے آگ کیا بلا
چین جبین یار ہی جو موج ہو ساحل کے پاس

قربان جاؤن یاس کے یہ کیا ملی دنیا ملی
اک دولت جاوید ہے اک سلطنت ہو دلکے پاس

جھٹکے دئیے ہین قیس نے اُسکو سبھی اپنی ہر طرف
اوڑکر غبار کاروان پہنچا ہے جب محمل کے پاس

غربت مین عادت ہو گئی صحرا نوردی کی مجھے
کترا کے پھر جاتا ہون آتا ہون جب منزل کے پاس

بیٹھے تھے زلفین چھوڑکر اک وزدہ بھر شکار
اُسدن سے ساری مچھلیان ہین لگین ساحل کے پاس

ہے تجکو بعد امتحان کیون وہم ٹھرا نیکا گمان
یہ دل سے اپنے دور رکھ رکھا نہین کچھ دلکے پاس

نالون سے ناوک ہین وہ ان ہونٹوں پہ آتے ہین تنگ
ترکش مین قاتل کے نہین جو تیر ہین بسمل کے پاس

خط آگیا رخ پر ترے یہ ہے نظر اپنی وہان
رہتا ہے ابتک پاسبان کشت ہے جا حاصل کے پاس

دیکھی ہے اس چتاب نے نور تجلی کی جھلک
برسون کیا ہے امتحان آئینہ رکھکر دل کے پاس

دیکھے ہین حسن و عشق کے ہمنے نرالے شعبدے
موسیٰ کی جو مٹی ہے تھا وہ داغ نکلا دل کے پاس

١٣٨ — ## ردیف شین معجمہ — ٣١

وہ سمجھے کیا فلک کینہ خواہ کی گردش
ادھر تباہی ہے جسنے تمہاری نگاہ کی گردش

طریق عشق مین ہو راہ راہ کی گردش
کبھی کبھی کا سکون راہ راہ کی گردش

بلا ہے قہر ہے چشم سیاہ کی گردش
کہ پھیرتی ہے چھری اُس نگاہ کی گردش

جو اُف کرون ابھی چکرائین آسمان و زمین
بجری بلا ہے مری دود آہ کی گردش

شب فراق جو میرے ہی گرد پھرتی ہے
مگر شریک ہے بخت سیاہ کی گردش

بنا ہے یار کا ناصح بیا میسر دیکھو
مرے لیے مری اس خیر خواہ کی گردش

بلا سے جل گئے دل سخت لوٹتا ہوتا
کہ پیستی اسے چشم سیاہ کی گردش

کبھی زمین پہ کبھی آسمان پہ چھائی شبِ غم
رہے گی یاد مجھے برقِ آہ کی گردش

الٰہی دم مری آنکھوں میں پھیر کھا کے نہ آئے
کہ راہ رو کو قیامت ہے راہ کی گردش
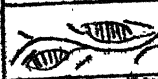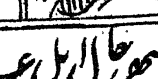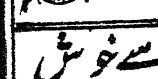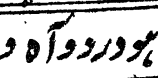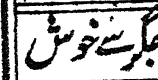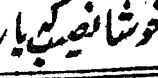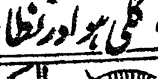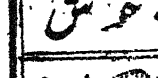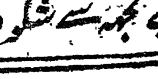
ابھی دور اسے میں اپنے تو پاؤں چھوٹ گئے
کہ ہر سون دیر سے تا خانقاہ کی گردش

کسی کو گردشِ کعبہ کسی کو گردشِ دیر
ہمیں پسند تری جلوہ گاہ کی گردش

اُسے جو ڈھونڈھیے بیٹھے بٹھائے ملتا ہے
نہ یہ کہ خضر سے گم کردہ راہ کی گردش

اُٹھے نہ غیر کے پہلو سے آپ کیا جانیں
کسی غریب خراب و تباہ کی گردش

وہ اور ہو گئے یوں میرے گھر چلے آئیں
مگر نصیب سے آئی راہ کی گردش

حصولِ محفلِ زنداں سے کیا ہوا اُنکو
مگر حبابِ مشیخت پناہ کی گردش

اگر یہی ہے نزاکت تو وقتِ نظارہ
نہ لے اوڑے تمھیں دیکھو نگاہ کی گردش

یہ دل تو کیا ہے کہ طوفِ حرم کو چکرا دے
مژہ کی جنبش و کافر نگاہ کی گردش

جنھیں فروغ ہے عالم میں ہیں وہی سرگردان
یہ دیکھو آئینہ سے مہر و ماہ کی گردش

زمین و چرخ کوئی دم ہیں تہ و بالا
یہی رہی جو تمہاری نگاہ کی گردش

اشارے کر کے ملا غیر سے وہ روزِ حساب
مری نظر میں ہے چشمِ گواہ کی گردش

۱۵ — ۳۹

پھرینگے داغ نہ دہلی کے دن یقین مانو
نہیں ہے چرخ میں دولابِ چاہ کی گردش

مری موت خواب میں دیکھکر ہوے خوب اپنی نظر سے خوش
اُنھیں عید کی سی خوشی ہوئی رہے شام تک وہ سحر سے خوش

کبھی شاد و درہم داغ سے کبھی آبلوں کے گہر سے خوش
یہ بڑی خوشی کا مقام ہے غمِ ہجر یار رہے گھر سے خوش

اُدھر انھیں بزم غیر میں تھا گمان کہ یہ سادہ لوح بہل گیا
مجھے خوف عزت و آبرو کہ رہا فقط اسی ڈر سے خوش

کہوں وصف بادۂ ناب کیا انھیں زاہد ایسی کوئی دوا
جو دماغ اسکی مہک سے تر تو مزاج اس کے اثر سے خوش

اگر آبلہ ہے بھرا ہوا تو ہر ایک داغ جلا ہوا
جنھیں ہم نے سینے میں دی جگہ نہ وہ دل سے خوش نہ جگر سے خوش

وہی دوست ہیں وہی آشنا وہی آسمان ہے وہی زمین
عجب اتفاق زمانہ ہے کہ بشر نہیں ہے بشر سے خوش

مجھے چشم تر سے نہیں گلہ مرے دل کا داغ مٹا دیا
کہ لیا ہے نور بصر اگر تو کیا ہے لخت جگر سے خوش

کبھی حال اہل عدم سنا تو انھیں یہ وہم سما گیا
کسی بے نشان کا تو ذکر کیا نہ رہی وہ اپنی کمر سے خوش

نہ ہو درد و آہ و غم و الم کبھی تنگ اپنے مقام سے
یہ ہو سر سے خوش وہ زبان سے خوش یہ ہو دل سے خوش وہ جگر سے خوش

یہ خوشا نصیب کہ یار نے مری موت غیر سے سُن تو لی
یہ اگرچہ جھوٹ اڑائی تھی وہ ہوا تو ایسی خبر سے خوش

وہ گلی ہو اور نظارہ ہو یہ نظر ہو اور اشارہ ہو
کبھی شاد جلوۂ بام سے کبھی سیر روزن و در سے خوش

مجھے تجھ سے شکوہ ہے اے فلک کبھی تو نے سیر کی خوشی کی

کوئی یہ بھی کام مین کام ہے جو کبھی ہو اہل ہنر سے خوش
دل و دین لیا جو رقیب سے تو مبارک آپ کو یہ خوشی
مجھے فائدہ مجھے نفع کیا کہ جو ہون پراے ضرر سے خوش
وہ تو حوریان بہشت ہین کہ ہر اک فقیہہ سے شاد ہون
یہ بتان ہند ہین زاہدو یہ حریص ہوتے ہین زر سے خوش

یہ سنا جو حضرت داغ نے کہ حضور کعبہ کو جائینگے
یہی ذکر ہے یہی فکر ہے شب و روز عزم سفر سے خوش

ردیف صاد مہملہ
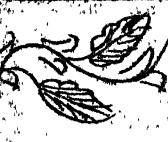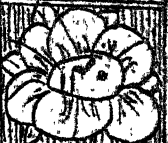
یہ نہ کہیے کہ نہین کام کی حرص
اور جو کافر کو ہوا سلام کی حرص

ہم نے توبہ مین یہ لذت پائی
ہوگئی بادۂ گلفام کی حرص

اوس نگہ سے مجھے فتنہ کی طمع
اوس دہن سے مجھے دشنام کی حرص

ہوگیا جان کا خواہان قاصد
دے نہ اتنا جو ہوا انعام کی حرص

ہاے ساقی کا تغافل مجھہ سے
اور مجھہ رند مے آشام کی حرص

فتنہ گر وہ بھی ہوئی ہے مشہور
تھی قیامت کو ترے نام کی حرص

آنکھہ پھرتی ہے تری لیل و نہار
ہے اسے گردش ایام کی حرص

مل گئی میری سیہ بختی مین
دیکھنا زلف سیہ فام کی حرص
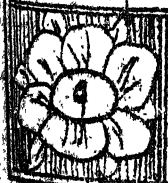
غیر کے ڈھنگ اوڑاؤ اے داغ
ہے اگر راحت و آرام کی حرص
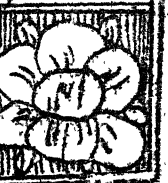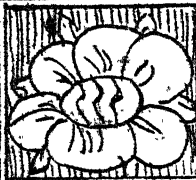
ردیف ضاد معجمہ
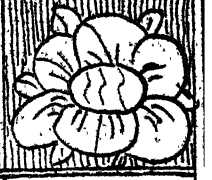
آے وہ بیوفا یہان اُسکی بلا کو کیا غرض — جائے در قبول تک میری دعا کو کیا غرض

موت کو اے دل حزین اوسنے بہانے ہین بہت — آئے جو اُسکے ہاتھہ سے میری قضا کو کیا غرض

دعوی دین اگر کیا کہنے لگا وہ بُت بجا — تجھ بندے آپکو خدا ایسے خدا کو کیا غرض

جبکہ ہو خانۂ رقیب خانۂ یار سے قریب — لائے جو میری راہ پر راہ نما کو کیا غرض

جوش ہے اب شباب کا خاتمہ ہے حجاب کا — اُس نگہ شریر سے شرم و حیا کو کیا غرض

اُسکی گلی سے آئے کیون نکہت زلف لائے کیون — مجکو صبا سے کیا امید مجھسے صبا کو کیا غرض

یہ تو مرا ہی کام ہے سجدے کرون تو مین کرون — کیون ترے پاؤن پر گرے زلف رسا کو کیا غرض

بعد فنا یقین ہے کھائیگا استخوان مرے — سایہ فگن ہو کسلیے بال ہما کو کیا غرض

ماتم داغ مین شریک ہو نہو اغیار سے — گھر سے تمھین بلائین کیون اہل عزا کو کیا غرض

ردیف طاے مہملہ

مین اور حرف شکوہ غلط اے صنم غلط — واللہ جھوٹ ہے یہ خدا کی قسم غلط
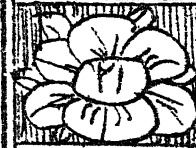
دیکھے ہزار آئینہ و جام عمر بھر — افسانۂ سکندر و احوال جسم غلط

آتا ہے وہم لغزش مستانہ دیکھکر — پڑتے ہین نامہ بر کے ہزارون قدم غلط

معشوق کس طرح نہ کرم کی عوض کرین ستم — ہے اونکی سر نوشت مین نقطہ کرم غلط

مطلب نکال لیتے ہین سب حرف حرف سے — پڑھتے ہین وہ صحیح جو کہتے ہین ہم غلط

تعریف حسن سنکے وہ بولے بہت بجا — مضمون شوق پڑھکے کہا یک قلم غلط

سُن سُنکے عرضِ حال کی تکرار بار بار
کہنا کسی کا ناز سے وہ دمبدم غلط

مصحف نہین ہے نامۂ اعمال ہے مرا
یارب یہ ہے ہزار جگہ کم سے کم غلط

وہ نیم وعدہ کرتے ہی دلمین پلٹ گئے
آدھی قسم صحیح تھی آدھی قسم غلط

قطعہ

کل چھیڑتے جو مینے کہا کیون ستم شعار
کہتے ہین یہ فسانۂ رنج والم غلط

کیا رسم وراہ غیر سے رکھتا نہین ہے تو
کیا جھوٹ ہے یقین ہمارا بھرم غلط

تجھسے امید ہو تو خدا سے ہون نا امید
کیا جانتے نہین ترے وعدے کو ہم غلط

کیا کوچۂ رقیب مین چھپ کر نہین گیا
ہوجائیگا سُراغِ نشانِ قدم غلط

مشہور کسکا نام ہے جھوٹا جہان مین
کھاتا ہے روز کون قسم پر قسم غلط

دیکھا ہے تجکو آخر شب پاس غیر کے
کہتے ہین خواب صبح کا ہوتا ہے کم غلط

ایسے ہی خوش گئے ہین ترے کشتۂ فراق
تڑپین گے تیری یاد مین اہل عدم غلط

اپنے ہی گھر کو آپ سمجھنا کہ ہے بہشت
اسکے سوا حکایتِ خلدِ ارم غلط

کہنا یہ نامہ بر سے مرے وہ تو مرگیا
جھوٹا ہے تو نامہ غلط یہ رقم غلط

تجھسے یقین کینہ و جور و جفا بجا
چشمِ وفا و الفت و مہر و کرم غلط

بولے وہ داغ آپ ہین جھوٹوں کے بادشاہ
معشوق سے حکایتِ جور و ستم غلط

حور وہین ملے خلد برین کو سدھاریے
دنیا مین آپکا نہین ہونیکا غم غلط

ردیف ظاے معجمہ

غم جاوید ہے ہم سے محفوظ
اور ہم تیرے ستم سے محفوظ

دلمین رہتے ہین جو رہنے والے
کب ہوے خلدِ ارم سے محفوظ

کیون ہون چشم کرم کے مشتاق
ہوتے ہین اہل کرم سے محظوظ

کیون نہ پس جاے قیامت ظالم
فتنے ہین تیرے قدم سے محظوظ

نامہ بر تجھ سے وہ مسرور ہوے
یا مری طرز رقم سے محظوظ

واے تقدیر کہ مر کر بھی ہم
نہوے سیر عدم سے محظوظ

نہ ملے وہ تو کہین بھی کیا خوب
پھر ہون ہم دیر حرم سے محظوظ

وصل مین شاد ہون کیسا کیسا
جو ہو جھوٹی بھی قسم سے محظوظ

۱۳۴ بیکسی مین ہے غنیمت اے داغ
کیون نہون عشق کے غم سے محظوظ ۱۰

ول و قسم کی شرط ملاقات کا لحاظ
انسان کو ضرور ہے ہر بات کا لحاظ

وڑی سی پی ہی لی ہے بہت جستجو کے بعد
آ ہی گیا ہے پیر خرابات کا لحاظ

امن جھٹک جھٹک کے چھڑایا ہزار بار
تمکو ہوا نہ خاک مری بات کا لحاظ

شیخ یاد دوست مین ہون مست رات دن
لازم ہے مجھسے رند خوش اوقات کا لحاظ

ل غیر کے بھی سامنے جھپکے گی تیری آنکھ
دنکو مزا دکھائیگا اس رات کا لحاظ

یکھو ادھر ادھر نظر ہے جھکی حیا
کیا جانتا نہین کوئی اس گھات کا لحاظ

ن بھی خدا کے واسطے رکھنا خیال مین
ان نعمتون کی شرم مدارات کا لحاظ

ار بھی ہے وصل پر انکار بھی او نہین
اس بات کا لحاظ نہ اس بات کا لحاظ

ریاد نالہ شور فغان شیون اشک آہ
ساتون فلک بھی کرتے ہین اس بات کا لحاظ

۱۴۵ اے داغ میکدے مین گئے ہین جناب شیخ
ٹوٹا ہے آج قبلۂ حاجات کا لحاظ

ردیف عین مهمله

اس شوق کی نہین محبت قاتل کو اطلاع
افسوس ہے کہ دل کی نہو دل کو اطلاع

سارے جہان کو گردش مجنون کی ہو خبر
لیکن نہو تو صاحب محمل کو اطلاع

مین ناتوان چلا ہون دبے پاؤن اسطرح
میری نہین ہے رہبر منزل کو اطلاع

صورت دکھا کے آئینے کو نام بھی بتا دے
ہوجائے خوب مدمقابل کو اطلاع

جانکاہ عاشقون کو ہو یون ہجر کی خبر
جسطرح ہو خزان کی عنادل کو اطلاع

ہے آدمی کی پردہ غفلت سے زندگی
مرجائے گر ذرا بھی ہو غافل کو اطلاع

چھپتی ہے کب چھپائے سے اہل کرم کی شان
ہوتی ہے خود بخود دل سائل کو اطلاع

ہم تشنہ کام بزم سے اٹھ آئے لاکھ بار
اسکی نہین ہے ساقی محفل کو اطلاع

مرتا ہے کون عشق مین کسنے کیا ہے وار
قاتل کو اطلاع ہے نہ بسمل کو اطلاع

وہ بہلوے رقیب مین ہے مست بیخبر
دے اے فغان پکار کے غافل کو اطلاع

۱۳۶ رات کو چھپکے جب وہ گئے ہین عدو کے گھر
اے داغ ہو گئی مرے دل کو اطلاع ۹

ردیف غین معجمه

مانند گل ہین میرے جگر مین چراغ داغ
پروانے دیکھتے ہین تماشائے باغ داغ

لب تنگدل کے دل مین سماتا ہی داغ عشق
میدان حشر چاہیے بہر فراغ داغ

بھرجائے سوز دل کا مزہ آنکھ مین اگر
ہو مثل لالہ دیدۂ نرگس ایاغ داغ

قطرہ ہو داغ دل مدد اے ناخن جنون
لبریز خون سے رہے ہر دم ایاغ داغ

مرگ عدو سے آپ کے دلمین چھپا ہو — میرے جگر مین اب نہین ملتا سراغ داغ

دلمین قمر کے جیسے ملی ہے اُسے جگہ — اوسد نشے ہو گیا ہے فلک پر دماغ داغ

جائین جو لیکے داغ جنون دشتیان عشق — ہوجاے نام گلشن فردوس باغ داغ

تاریکی لحد سے نہین دل جلے کو خوف — روشن رہیگا تا بقیامت چراغ داغ

۱۲۷ مولا نے اپنے فضل و کرم سے بچا لیا — رہتا وگرنہ ایک زمانہ کو داغ داغ ۱۲

ردیف فا

کیسی حیا و شرم طبیعت ہے برخلاف — بولے ہزار بار وہ مجھسے مگر خلاف

باہم تمہارے عشق مین یہ پھوٹ پڑ گئی — آنکھون سے دل خلاف ہوا دل سے جگر خلاف

کشتی تہو ستاہ کسی نامراد کی — چلتی ہے آج صبح سے باد سحر خلاف

مجکو گمان تھا کہ ملے کا رقیب سے — یہ اتفاق ہے کہ ہوا نامہ بر خلاف

بے مہر تیرے جور سب سنے بہلا دیے — کس درجہ برخلاف ہے دل کس قدر خلاف

افسوس کچھ نباہ کی صورت نہین رہی — قسمت ادھر خلاف طبیعت ادھر خلاف

تجویز چارہ گرنے تو کی ہے دواے عشق — یارب مرے مزاج کے ہو نشتر خلاف

اس سے زیادہ اور علم نہین کوئی — ہے خوش نصیب جسکے زمانہ ہو برخلاف

مجھسے مری نگاہ پھری دیکھنا اثر — دیکھی تھی آج مینے کسی کی نظر خلاف

لیا شعبدے اٹھائینگی یہ بدگمانیان — لکھے ہین مینے اونکو گلے سر بسر خلاف

ایسا نہو کہ مجھسے بگڑ جاے راہ مین — ہے مرا طریق ہواے راہبر خلاف

۱۴۷ اے داغ زندگی کی توقع ہو کسطرح — قسمت خراب سخت مرض چارہ گر خلاف ۹

کیون نہین تم مجھ سے میری جان صاف
چاہیئے انسان سے انسان صاف

موت کی صورت نظر آئی سبھے
ہے جو تیرے تیر کا پیکان صاف

چھٹ گئی سب بھیڑ مشتاقون کی آج
کر دیا سفاک نے میدان صاف

کینہ جو اک صاف باطن تو نہین
ہین ترے محفل مین سب سامان صاف

حفظ نہ دیکھا مصحف رخ پر ترے
یہ نظر آیا عجب قرآن صاف

انکے گھر مین مجمع اغیار رہتا
ہم یہ سمجھے تھے کہ ہے میدان صاف

خانہ دل کی صفائی ہو گئی
پھر نہین مجھ سے مرا ارمان صاف

اسکے ہاتھون خاک مین ملجائین گے
دل کدورت سے نہین اک آن صاف

مشغلہ ہے یہ جناب داغ کا
ہو رہا ہے آج کل دیوان صاف

دیکھا نہ ہم نے رشک سے اغیار کیطرف
منھ پھیر بیٹھے بزم مین دیوار کی طرف

اے دل خوشا وہ دل جو پھرے یار کیطرف
دونون جہان مین ایسے طرفدار کی طرف

وہ دیکھتے ہین بزم مین اغیار کی طرف
مین دیکھتا ہون چرخ ستمگار کی طرف

سیل سرشک اپنے ہی گھر مین بہاینگے
کیون جاے یہ بلا تری دیوار کی طرف

بیٹھے بٹھاے آئی جو شامت کیا علاج
دل نے کہا کہ آؤ چلین یار کی طرف

شوخی سے دیکھنا نہین آتا ابھی انہین
غرفے سے جھانک لیتے ہین بازار کی طرف

جادو کیا رقیب پر اوس نے تو کیا کیا
دیکھو تم اپنی چشم فسون کار کی طرف

بیکس رہینگے حشر مین کب مجرمان عشق
رحمت کھنچے گی ہم ہین گنہگار کی طرف

چاہی تھی داد ہم نے دل صاف کی مگر
آئینہ ہو گیا ترے رخسار کی طرف

تصویر کو بھی اسکی یہانتک غرور ہے / دیکھے کبھی نہ طالب دیدار کی طرف

تقصیر سیفروش کی اے محتسب نہین / یہ چیز اڑکے جاتی ہے میخوار کی طرف

آتا نہین قریب کوئی دور دور سے / اوٹھتی ہین اونگلیان ترے بیمار کی طرف

بولے وہ آپ کیسے بنے ہین حمایتی / یہ کہکے جھک پڑے مرے غمخوار کی طرف

چلتے ہین وہ شرم سے نیچی نظر کیے / آنکھیں لگین ہین شوخی رفتار کی طرف

[...]ی جان کس خوشی سے تری تیغ داغ نے / لب پر تبسم اور نظر یار کی طرف

ردیف قاف

[...]م اوٹھانے کے ہین ہزار طریق / [...]کہ زمانے کے ہین ہزار طریق

[...]یر کے ذکر پر نہین موقوف / جی جلانے کے ہین ہزار طریق

[...]ہین جنابی تسلیان اونکی / آزمانے کے ہین ہزار طریق

[...]ہر بانی کی ایک راہ تو ہو / گر ستانے کے ہین ہزار طریق

[...]اب مین تمکو کس نے روکا ہے / آنے جانے کے ہین ہزار طریق

[...]ین آیا ہزار راہ سے غم / اس ٹھکانے کے ہین ہزار طریق

[...]نکو سو بہانے آتے ہین / ہر بہانے کے ہین ہزار طریق

[...]ن سے جائینگے ہم اے دربان / قید خانے کے ہین ہزار طریق

[...]ہے اوس نے غیر کو جھوٹی / منہ لگانے کے ہین ہزار طریق

[...]ی کمسن ہو تم نہین واقف / دل دکھانے کے ہین ہزار طریق

داغ اب فاقہ مست بن بیٹھے / مال کھانے کے ہین ہزار طریق

ردیف کاف تازی

دعا مانگے دل غمگین کہان تک
کہون مین دمبدم آمین کہان تک

مسلمانون سے بغض وکین کہانتک
کہانتک اے بت بیدین کہان تک

ترے بیمار کو آتی نہین موت
پڑھے جائے کوئی یٰسین کہان تک

تڑپنے دو ابھی مین بھی تو دیکھون
وہ دیتے ہین مجھے تسکین کہان تک

مجھے چھوڑین خدا پر دوست میرے
یہ ہنگامہ سر بالین کہان تک

خدا اوس بت کی باتونکا ہے مشتاق
گیا شور لب شیرین کہان تک

مرا منہ تھک گیا شکر جفا سے
کرون مین آفرین تحسین کہان تک

پریشانی سیہ بختون کی دیکھو
بنے گا طرہ مشکین کہان تک

تصور مین عدو کے تم ہو بیدار
ستاؤن قصہ رنگین کہان تک

بجا ہے عشق مین بے صبر مین ہون
رہیگی آپ کی تمکین کہان تک

رہے گا مصطفے آباد مین داغ
غریب و عاجز و مسکین کہان تک

۹ ۱۵۲

جا سکے جو نہ آپ کے در تک
جائے وہ دادخواہ محشر تک

دل کا آئینہ خوب صاف کیا
اور ہمنے ستائے جوہر تک

پہنچا ناسور سینہ تا بہ جگر
ہم نے پہنچایا چوٹ کو گھر تک

ہجر مین یون بھی تو ہوا نہ وصال
پھر دیکھے گلے پہ خنجر تک

اور ہے اور خرام ناز ترا
یہی فتنہ بہت ہے محشر تک

آتش تو بہ سوز خاک لگے — آنچ آئے نہ دامن تر تک

کیا ٹھکانا ہے اس کدورت کا — خاک اڑتی ہے دیدۂ تر تک

میں نے جب غیر کا سلام لیا — ہاتھ آ آکے رہگیا سر تک

۱۵۲

کوئی ملتا ہے داغ دل اے داغ
یہ جلے گا چراغ محشر تک

۱۳

ساقیا ابر ہے دے جام شتاب ایک پر ایک — آج محفل میں گرے مست خراب ایک پر ایک

ہے ترے عشق میں سرگرم عتاب ایک پر ایک — اور کھینچے ہوئے شمشیر پر آب ایک پر ایک

گل بازی ہے حسینوں میں مرا افسانہ — پھینک دیتا ہے محبت کی کتاب ایک پر ایک

جوش پر ہے جو ترا حسن تو اے پردہ نشین — زور کرتا ہے غضب بند نقاب ایک پر ایک

توڑا اسطرحسے لے نالۂ دل ساتوں فلک — کہ گریں ٹوٹ کے یہ خانہ خراب ایک پر ایک

تہ و بالا جو کیا دل بھی نگاہوں نے تری — تو پڑا ہوگا یوہیں روز حساب ایک پر ایک

گر گئے بزم طرب میں مرے آہنگ فغاں — چڑھ کے بولے نہ کبھی تار رباب ایک پر ایک

دلکو سو داغ نہ دو جان کو سو رنج نہ دو — منصفی شرط ہے لازم ہے عذاب ایک پر ایک

کبھی پورا ہوا تیری جفاؤں کا شمار — ہم بڑھاتے ہی گئے وقت حساب ایک پر ایک

لب جو سیر کو آیا ہے جو وہ بحر جمال — ٹوٹا پڑتا ہے تماشے کو حباب ایک پر ایک

جور پر جور غضب پر بھی غضب ظلم پہ ظلم — ہائے قہر ایک پر ایک اُف رے عتاب ایک پر ایک

یاد آتی ہیں ادائیں دمبدم اک بات نئی — روز آتا ہے مرے خط کا جواب ایک پر ایک

جب کبھی داغ کیا ہم نے سوال بوسہ
سیکڑوں اسنے دیے سخت جواب ایک پہ ایک

۹

ب عشق کے الٹے ورق اول سے آخر تک — مگر سمجھے نہ ہم اسکا سبق اول سے آخر تک

ہی ابتدا بھی انتہا بھی تیری الفت کی — کہ اسمین ہین غم و رنج و قلق اول سے آخر تک

ں ہے عرش اعلیٰ پر کبھی تحت الثریٰ مین ہے — کھلے ہین شیخ پر چودہ طبق اول سے آخر تک

انگور تحفے مین تجھے دیتا ہون اے زاہد — رہیگا تیز یکسان یہ عرق اول سے آخر تک

ردن دوست و دشمن بزم مین اسکی رہے لیکن — رہا اک شکل پر یون نظم و نسق اول سے آخر تک

ہے تا ابد باقی نہ راحت اس جراحت نے — رہا ہم بسملون کا سینہ شق اول سے آخر تک

رعارض گلگون سحر تیری اسکو کیا نسبت — نہین اک رنگ پر رہتی شفق اول سے آخر تک

ر کو گر نہ ملتی کسکو ملتی عشق کی دولت — نہین تھا کوئی اسکا مستحق اول سے آخر تک

لکھا ان اسکو جواب اے داغ کیا مین حیران ہون — لکھے ہین چودہ طبقین مضمون ابتدا اول سی آخر تک ۱۳

ردیف کاف فارسی

ین نہ جہان مین ہو عیان عیب و ہنر الگ الگ — دیکھتے ہین بچشم غور اہل نظر الگ الگ

کی تلاش مین مگر ایک کا ہیگا ایک رقیب — پھرتے ہین روز و شب جو یون شمس و قمر الگ الگ

ہ مین انکو وہم تھا کوئی نہ بدگمان ہو — آکے نہ ساتھ ساتھ وہ مجھسے مگر الگ الگ

غ نگاہ یار کو دیتے ہین ہر گھڑی دعا — پارۂ دل جدا جدا لخت جگر الگ الگ

ح فرق اسکو ہے روح گر اسکو ہے — بادۂ عشق نے کیا اپنا اثر الگ الگ

سکا یقین کیجیے کسکا یقین نہ کیجیے — لائے ہین اسکی بزم سے بار خبر الگ الگ

ح شب وصال مین پاؤن پر اسکے گر پڑا — کہنے لگے وہ ناز سے وقت سحر الگ الگ

ناہون ادھر تو ادھر جا ہین یہان تو وہ وہان — رہتے ہین مجھسے وہ دو دو اٹھ پہر الگ الگ

تے ہیں نہ کیونکر اُن کے جگر پہ عجب اتفاق ہے
جاتے ہیں جانبِ عدم یاس سے بشر الگ الگ

فرق دیا ہی صدمۂ روزگار بھی
ایک دل و داغ غم چاہیے گھر الگ الگ

قاتل کا مرتبہ کیا تو نے نہیں تیغ کا
کٹ کے گرے ہیں دست و پا سینہ و سر الگ الگ

یہ ہے کہیں ایک سے ایک مل نہ جائے
لوگ بہت ہیں بزم میں سب ہیں مگر الگ الگ

کر آئے چمن سے داغ گنہگار عشق
تاڑ گئی ہزار میں اُس کی نظر الگ الگ

ردیف لام

بسمل دے زمانہ کو پروردگار دل
آشفتہ دل فریفتہ دل بیقرار دل

ہر بار مانگتی ہے نیا چشم یار دل
اک دل کے کس طرح سے بناؤں ہزار دل

مشہور ہو گئی ہے زیارت شہید کی
خون گشتہ آرزو کا بنا ہے مزار دل

صیدگاہ عشق ہے ٹھہرا لیے نگاہ
صیاد مضطرب ہے ہو گا شکار دل

طوفان نوح بھی ہو تو مل جائے خاک میں
اللہ رے غبار ترے پُر غبار دل

پوچھا جو اوسنے طالب روز جزا ہے کون
نکلا مری زبان سے بے اختیار دل

کرتے ہو عہد وصل تو اتنا رہے خیال
پیمان سے زیادہ ہے نا پائدار دل

تاثیر عشق یہ ہے ترے عہد حسن میں
مٹی کا بھی بنائیں تو ہو بیقرار دل

اسکی تلاش ہے کہ نظر آئے آرزو
ظالم نے روز چاک کئے ہیں ہزار دل

عالم ہوا تمام رہا اسکو شوق جور
برسا دے آسمان سے پروردگار دل

پہلے پیل کی چاہ کا کیجے نہ امتحان
آیا تو دیکھ لے ابھی دو چار بار دل

نکلے مری بغل سے وہ ایسے تڑپ کے ساتھ
یاد آ گیا انہیں مجھے بے اختیار دل

اے عندلیب مجھکو گئی کب ہوائے عشق
گلچین کی طرح مجھ میں نہ پھوٹے ہزار دل

عاشق ہوئے وہ جیسے عدو پر یہ حال ہے
رکھ رکھ کے ہاتھ دیکھتے ہیں بار بار دل

اوسنے کہا ہے صبر پڑیگا رقیب کا
ہے اوس سے بیقرار ہوا ہے بقیہ دل

بیتاب ہو کے بزم سے اوسکی اٹھا دیا
غافل ہوئے نہیں مگر ہے بہت ہوشیار دل

۱۵۰

مشہور ہیں یہ سکۂ صد جسم کی نشانیاں
اے داغ چھوڑ جائیں گے ہم یادگار دل

۲۰

ہوا نہ مادۂ پیری عذاب میں داخل
جوان تھے تو جوانی تھی خواب میں داخل

پڑھی نماز جنازے کی میرے قاتل نے
گناہ کر کے ہوا ہے ثواب میں داخل

غلط رہا ہے وہی ابتدائے آخر تک
ہوئی ہے دل کی رقم جس حساب میں داخل

کسی نے دست تسلی سے ایسی چٹکی لی
سکون دل بھی ہوا اضطراب میں داخل

بہت ہے ناز تمہیں خال مصحف رخ پر
مگر یہ نکتہ نہیں انتخاب میں داخل

ہوا ہے شرم معاصی سے پانی پانی میں
تمام خلق عناصر ہیں آب میں داخل

رقیب کو مرے آگے پلائی مے ساقی
کیا نہ ہم کو ذرا سا شراب میں داخل

بتوں کا روئے کتابی ہمارے کیوں مقبول
خدا کا نام نہیں اس کتاب میں داخل

وہ لطف خاص تو اچھا ہے جان پر بنجائے
نہ ہو کہیں ستم بے حساب میں داخل

اگر نہیں مے و مینا و ساقی و معشوق
بہشت بھی ہے جہان خراب میں داخل

یہ رشک مانع توبہ ہوا ہے اے زاہد
برے بھلے ہیں سبھی اس ثواب میں داخل

دکھا کے منہ جو چھپاتے ہو کوئی چھپتا ہے
نگاہ شوق رہے گی نقاب میں داخل

کسے مجال جو دیکھے وہ حسن عالم سوز
وہاں ہے برق تجلی حجاب میں داخل

مقام اہل خرابات اور ہے زاہد
نہیں یہ لوگ جہان خراب مین داخل

یہان ادائے خموشی کو ہم جفا سمجھے
وہان جواب نہ دینا جواب مین داخل

زمانہ بخت جوان لائیگا کہان تجھسا
کہن ہوئی بھی ہے پیری شباب مین داخل

وہ لطف توسن عمر روان کے کیا جانے
ہوا ہے پاؤن خضر کا جواب مین داخل

دوبارہ ہمکو کبھی بھول کر نہ لکھنا خط
یہ شرط ہے مرے خط کے جواب مین داخل

غش آگیا جو مجھے راحت اسکو وہ سمجھے
ہوئی ہے بیخودی شوق خواب مین داخل

۱۵۸

گئے تھے داغ تلاش صنم مین کعبے کو
خدا نے مفت کیا ہے ثواب مین داخل

۱۴

کیون کھکے دل کا حال کرین ہائے ہائے دل
اچھی کہی کہ ہم سے کہو ماجرائے دل

افسوس مین نے روز ازل یہ نہ کہدیا
دے مجھکو سب جہان کی نعمت سوائے دل

گھبرا کے بزم ناز سے آخر وہ اٹھ گئے
سُن سُن کے ہائے ہائے جگر ہائے ہائے دل

بہر عیادت آج وہ آکر یہ کہہ گئے
ہو زندگی عزیز جسے کیون لگائے دل

رہتا ہو دم خفا مرے سینے مین ہر گھڑی
روٹھے ہوئے کو ہائے کہانتک منائے دل

یہ دلربا ہے اپنے لیکر نہال ہون
پروا نہین رہی ہین جاتا ہے جائے دل

کیا اب بھی مشق ظلم کے ارمان رہگئے
اک ایک دن مین تو نے ہزارون مٹائے دل

آئینہ جان کر انھین اغماض ہوگیا
یہ کیا کیا برا ہو ترا اے صفائے دل

شکوہ کیا کہ شکر کیا تیرا بار بار
تھم تھم کے نرم نرم کچھ آئی صدائے دل

پایا نہ اس گلی مین دل اپنا کسی جگہ
یون ہم گرے پڑے تو بہت ڈھونڈھ لائے دل

تعریف انکی ہوتی ہے کیون میرے روبرو
تم چاہتی ہو یہ کہ رقیبون پہ آئے دل

جور سپہر ظلم بتان سہ گئے بہت / رنج و ستم وہی ہے جسنے اٹھائی جفائے د

ایسا بنا دین ٹھیک کہ یہ یاد ہی کرے / ابکی کسی طرح مرے قابو مین آئے د

(۹۱) کہتے تھے ہم کہ بر زبان جائینگے / اے داغ اٹھئے اور کہو ماجرائے دو

(۹۱۲) ردیف میم (۹۱۱)

چھلک گئے ہین آج اک ساغر سے ہم / ہاتھ دھو بیٹھے ہین کوثر سے ہم

بتکدے مین جاکے اُس بت کا پتا / پوچھتے پھرتے ہین ہر پتھر سے ہم

قصد صحرا ہے دل ویران کے ساتھ / اک بیابان لیچلے ہین گھر سے ہم

جب رگ جان سے کمی کرتا ہے خون / چھیڑ دیتے ہین اسے نشتر سے ہم

تیر تیر ابرو کے مژگان سے نہین / کچھہ کھٹکتے ہین اسی نشتر سے ہم

کسقدر کٹتی ہے راہ شوق جلد / تیز چلتے ہین ترے خنجر سے ہم

کیا کہین کس سے کہین کس کے لیے / پھرتے ہین چارون طرف مضطر سے ہم

حضرت واعظ نے جو چاہا کہا / پر نہ بولے کچھہ خدا کے ڈر سے ہم

دل جو اپنا ہم نے مانگا تو کہا / کیا چرالائے تمہارے گھر سے ہم

ہمسری تجھہ سے کرے گر آسمان / صدقہ کر ڈالین ترے سر پر سے ہم

(۱۶۰) وہ ستمگر روبرو ہوگا تو داغ / کیا کہین گے داور محشر سے ہم

ڈرتے ہین چشم و زلف نگاہ و ادا سے ہم / ہر دم پناہ مانگتے ہین ہر بلا سے ہم

حشوق جاے حور ملے بجاے آب / محشر مین دو سوال کرینگے خدا سے ہم

گر تو کسی بہانے سے آجائے وقت نزع
ظالم کریں ہزار بہانے قضا سے ہم

گو حال دل چھپاتے ہیں پر اسکو کیا کریں
آتے ہیں خود بخود نظر اک مبتلا سے ہم

ناچار اختیار کیا شیوۂ رقیب
کچھ بیحیا ہے خوب ہیں گذری حیا سے ہم

مانگی نہو گی خضر نے یون عمر جاوداں
کیا اپنی موت مانگتے ہیں التجا سے ہم

دیکھیں تو پہلے کون مٹے اسکی راہ میں
بیٹھے ہیں شرط باندھکے ہر نقش پا سے ہم

مجبور اپنے شیوۂ شرم و حیا سے ہم
ناچار اضطراب دل مبتلا سے ہم

(۱۶۱) یہ آرزو ہے آنکھ میں سرمہ لگائیں گے
اے داغ خاک پائے رسول خدا سے ہم (۹)

شب وصال نہ چلے بتو حیا کے تم
جفا کے تم سے گلے ہم کریں وفا کے تم

کوئی خوشی تو ہوئی ہے کہ ہنستے آتے ہو
گئے تھے کیا کسی مردے پہ آشنا کے تم

مزا ہو حشر میں دونوں ہوں ایکبار طلب
ہمارے ساتھ چلو سامنے خدا کے تم

کسی طرح نہیں ٹلتے بغیر ول کے لیے
یہ ڈھنگ سیکھ گئے کسکی التجا کے تم

مجھے جو ناز ہوا اپنی بیگناہی پر
کہا انہوں نے سزاوار ہو سزا کے تم

مری زبان جلانے سے کیا چلے گا اثر
کہ جانتے ہی نہیں ہتکنڈے دعا کے تم

کیا جو شکوہ عزیزوں نے میرے قاتل سے
کہا انھوں نے کہ قائل نہیں قضا کے تم

کہیں نہ حضرت دل ہم سے تم دغا کرنا
ہمارے دوست ہوئے ہو ابتدا کے تم

(۱۶۲) تمہارے شعر میں گرمی ہی کس قیامت کی
جلے ہوئے ہو مگر داغ انتہا کے تم (۱۹)

ردیف نون

بیکسی صدمۂ ہجران کی مجھے تاب نہیں
کاش دشمن ہی چلے آئیں جو احباب نہیں

قبر میں بھی کبھی آتش غم دے نہ نصیب
ہم جہاں دفن ہیں واں زیر زمیں آب نہیں

بخت بیدار نہ دیدۂ دربان یارب
چشم مشتاق کی تقدیر میں کیوں خواب نہیں

تجکو اے بخت سیہ آگ لگا کر دیکھوں
شب ہجران میں اگر جلوۂ مہتاب نہیں

جام کوثر بھی پیش کرے گا زاہد
بول اٹھا جو کوئی ہمکو مے ناب نہیں

چھیڑ لگتی ہے کوئی نالہ کوئی رکھتا ہے
چارہ گر ناخن وحشت پہ یہ مضراب نہیں

اب لفافہ بھی نہیں خط کا خدا کی قدرت
پہلے اتنی ہی شکایت تھی کہ القاب نہیں

واں یہ ٹھہری ہے کہ اسکو بھی نظر میں رکھیے
اب جو ٹھہرے تو ہمارا دل بیتاب نہیں

دیکھ بتخانے میں تصویر کا عالم اے شیخ
یاں مصلا نہیں منبر نہیں محراب نہیں

آنکھ لگتی ہے تو کہتے ہیں کہ نیند آتی ہے
آنکھ اپنی جو لگی چین نہیں خواب نہیں

راز دل کس سے کہوں حضرت ناصح کہیے
جو مرے دوست ہیں کیا غیر کا احباب نہیں

نامہ بر مجھسے یہ کہتا ہے کہ تم تو کیا ہو
بادشہ بھی تو وہاں قابل القاب نہیں

منہ لگے مجکو مرے حال پہ رونے والے
عیش کیسا کہ یہاں غم کے بھی اسباب نہیں

مجھسے عنقا کی بیت پہ ملیں کیوں کاوز
کیا میسر مرے احباب کو سیماب نہیں

جستجو چاہیے گو خون جگر ہی ملجائے
رزق انسان کا کمیاب ہے نایاب نہیں

پوچھتے کیا ہو کہ دیکھا شب وعدہ کیا کیا
تمسے تعبیر نہ آئے وہ مرا خواب نہیں

موت اب کو جو آتی میں کھڑی رہتی ہے
یہ بھی قسمت کہ تری اے دل بیتاب نہیں

طعنے دینے کو محبت میں برا کہنے کو
کونسے روز یہاں مجمع احباب نہیں

وصل میں ان سے کہا میں نے کہا تھا بس ہوش
داغ اب ڈر کے سخن سننے کی ہمیں تاب نہیں

ایسا کیا فریب دلکو دیے اضطراب مین — انکی طرف سے آپ لکھے خط جواب مین

شوخی نے تمکو ڈال دیا اضطراب مین — کچھ تمکنت کا لطف نہ دیکھا شباب مین

ہے پائدار رشتۂ عمر مسیح سے — میرا بھی تار جیب لگاتا نقاب مین

کچھ شان مغفرت سے نہین دور نا ہو — ڈوبین گناہ بادۂ گلگونکے شراب مین

کیا جانین کیا سکھائینگے از نگ صلاح کار — ہر روز گفتگو ہے نئی میرے باب مین

اے اہل حشر جمع ہین یان ہر طرحکے رند — دو کچھ صلاح مجکو طبیعت کے باب مین

حورون کا انتظار کرے کون حشر تک — مٹی کی بھی ملے تو روا ہے شباب مین

پیر مغان کی دل شکنی کا رہا خیال — واقف ہوا ہون توبہ سے پہلے ثواب مین

ہر وقت انتظار طلب مین ہین مستعد — رہتا ہے ایک پاؤن ہمارا رکاب مین

گر وہ نہ آئین گے تو اجل آئیگی ضرور — تسکین ملی ہوئی ہے مرے اضطراب مین

جی چاہتا ہے چھیڑ کے ہون اُس سے ہمکلام — کچھ تو لگے گی دیر سوال و جواب مین

دنیا کی بازپرس سے ابتک نہین نجات — اُلجھا ہوا ہون حشر کے دن حساب مین

کوئی گلہ کرے گا نہ غصے کی بات کا — کہنا ہو جو کسی کو دکھ لو عتاب مین

رکھنا قدم تصور جانان سنبھال کر — کائی ہے جا بجا مری چشم پرآب مین

اے شیخ جو بتاے ہے عشق کو حرام — ایسے کے دو لگاے بھگو کر شراب مین

۱۲۴

اے داغ کوئی مجھ سا نہوگا گنہگار
ہے معصیت سے میرے جہنم عذاب مین

۱۱

سوز و گداز عشق کا لذت چشیدہ ہون — مانند آبلہ ہمہ تن آبدیدہ ہون

سرو سہی ہون اور نہ شاخ خمیدہ ہون — تسلیم و راستی کے لیے آفریدہ ہون

گر دنیا ہو کبھی کا غم کا دل سے لگے
دوزخ مین آ رمیدہ ارم سے رسیدہ ہون

نازک مزاجیون نے مجھے تنہا کر دیا
اے بخیہ مین اپنے سے آپ ہی کشیدہ ہون

تھمدے کن آتش درد جسم کر مین
عالم ہزار ہاتھ سے دامن دریدہ ہون

پروانہ ہین شمع کے بلبل ہے گل کے پاس
اک مین کہ تیری بزم مین خلوت گزیدہ ہون

بیتاب درد ہون تو دل راز دار ہون
لبریز شکوہ ہون تو زبان بریدہ ہون

افتادگی یہ بھی نہ گئی اسکی جستجو
گویا زمین پہ سایۂ مرغ پریدہ ہون

اے آرزوے تازہ نکر مجھسے چھیڑ چھاڑ
مین پائے شوق دست تمنا بریدہ ہون

صیاد برہمن یا تو مین باغبان کو خار
آزاد دام و تا بہ چمن نارسیدہ ہون

۱۶۵

اے داغ جس کے واسطے روز جزا بنا
وہ کون ہے وہ مین ہی تو آفت رسیدہ ہون

۲۶

الہی کیا کرین ضبط محبت ہم تو مرتے ہین
کہ نالے تیر بنکر کلیجے مین اتر تے ہین

بجا ہے جان دیتے ہین ستم پر تیرے مرتے ہین
یہی نا کام محبت سچ تو یہ ہے کام کرتے ہین

نہین کیا ہمیشہ جسطرح گذرتے ہین گذرتے ہین
لگایا جسگھڑی دل اسگھڑی کو یاد کرتے ہین

تماشا جسے دیکھا ہم مرے دلکے تڑپنے کا
تماشا ہے کہ وہ اپنی نظر سے آپ ڈرتے ہین

نہ پے تعظیم اوٹھتی ہے قیامت کوے جانا مین
اجل کہتی ہے بسم اللہ جہان ہم پاؤن دہرتے ہین

تڑپا ہے دل اسکا یہ کہکر دم بسمل
لگا یک تیغ اے قاتل کہین قاتل بھی ڈرتے ہین

مزہ ہے نامہ بر مین کیا جسوقت پڑھتا ہون
تو سنکر کاتب اعمال اسکو حفظ کرتے ہین

نہ کرنا مشغلہ اے ناصح غم تیغ قاتل سے
کہ رنگ گریہ کہتا ہے جگر کے زخم بھرتے ہین

نہین آتے نہ آئین وہ گئے تاب و توان جانے
تجھی پر آج ہم اے بیقراری صبر کرتے ہین

یہ خنجر یہ کہتا تھا ستمگر سے گلو اپنا　　جو یون کٹ کٹ کے لڑتے ہین وہ کب گھٹ گھٹ کے مرتے ہین

تسلی دلدہی دلجوئی اک حیلہ بہانہ ہے　　مرا دل دیکھتے ہین وہ جو دلپر ہاتھ رکھتے ہین

نہ پوچھو کچھ مصیبت دردمندان محبت کی　　خدا پر خوب روشن ہے گذر جسطرح کرتے ہین

قیامت ہی نکیون گذرے ہین وان سنگ رہ ہوتا　　سنا جب رہگذر کو یہ ادھر سے وہ گذرتے ہین

یہانتک بدگمان ہین میکہ مرغ نامہ بر سے وہ　　کہ پہلے ذبح کرتے ہین تو پیچھے پر کترتے ہین

صدا ہے کوئی پوچھے حشر مین سب سے تری آگے　　کہ وان تم کس پہ مرتے تھے کہین ہم اسپہ مرتے ہین

ہم اس غفلت کے صدقے کوئی دم چھٹتے تو ہین غم سے　　کہ جبدم ہوش آتا ہی تو پہرون فکر کرتے ہین

مرے ہر زخم دلپر بدنصیبی سی برستی ہے　　وہ کسکی شور بختی سے نمکدان اپنا بھرتے ہین

گلی کوچون مین تمنے اشتہار عشق پھیلائے　　کہ اوڑ اوڑ کر مرے مکتوب کے پرزے بکھرتے ہین

کبھی یہ دل تماشا گاہ تھا عیش و مسرت کا　　اب اسمین حسرت و شوق و تمنا سیر کرتے ہین

زبان سے گر کیا بھی وعدہ تو نے تو یقین کسکو　　نگاہین صاف کہتی ہین کہ دیکھو یون مکرتے ہین

کبھی جھکتا ہون شیشون پر کبھی گرتا ہون ساغر پر　　مری بیہوشیون سے ہوش ساقی کے بکھرتے ہین

الٰہی دیدۂ دل تو نہ ٹھہرے رہگذر ٹھہرے　　کہین حسرت گذرتی ہے کہین صدمے گذرتے ہین

کوئی کہدے کہ تمنے دل لیا پھر دیکھئے کیا کیا　　ادا چھپتے ہین اکڑتے ہین بل پڑتے ہین مکرتے ہین

ادا بیساختہ ان گیسوؤن کی کچھ نرالی ہے　　بنانے سے بگڑتے ہین سنوارے سے نکھرتے ہین

تمہاری بدمزاجی سے ہمین کیونکر نہ خوف آئے　　مثل مشہور ہے جابر سے سب ہی ڈرتے ہین

ستم دیکھو بیان نزع پہ کہتا ہے وہ ظالم　　یہ صدمہ تو نہین آخر کسی پر ہم بھی مرتے ہین

۱۶۷

نہ پوچھو داغ ہم سے انتظار یار کی صورت
یہ آنکھین جانتی ہین خون جو نقشے گذرتے ہین

۱۱

اس چمن مین گو برنگ سبزۂ بیگانہ ہون
گل بھی رنگین ہو مین نیرنگ کا دیو

مین تو ہر انداز معشوقانہ کا دیوانہ ہون
گل پہ بلبل ہون اگر تو شمع پر پر

غفلت خوابیدگان خاک کے اُڑتے ہین ہوش
مین شرابِ بیخودی سی اسقدر مستا

مجھہ سو سو ظلم دل کے واسطے اک اضطراب
اور پھر کہتا ہی مین ہی عشق مین مر

غیر ناکامی ہوا حاصل نہ اس میخانے مین
جا کے مے حسرت بھری ہی مجھہ مین وہ

جیسے عاشق ہی صبا اُس خاک کا ذرہ ہو نمین
برق جیسے لوٹ ہی اُس کھیت کا مین دا

گو رہنگی کام کچھہ آخر مری ناکامیان
جسقدر نادان ہون اُتنا ہی مین

مجھہ سے ای گبر و مسلمان کس لئے اتنا تپاک
قابل مسجد نہ ہر گز لایق بتخانہ

وصل کی گرمی بھی ہی بار اپنی نازک طبع پہ
شمع سی کافور ہو جاتا ہون وہ پروا

مین اگر ہو درد کے دلمین تو اک درد ہون
مین زبان پر ہو ہر زبان کے ہون تو اک اف

١٦٧

ہے سراسر تیرگی اے داغ میری روشنی
گو چراغ خانہ ہون پر آفتِ کاشانہ ہون

میرا جی جانا ہوا نہ کس کس مین
مین بنا چور اُن کی مجلس مین

ہائے کس طرح رسے بنے وہ کام
ہو قدم دل کا درمیان جس مین

ہے کسی کا تو انتظار تجھے
آنکھہ ملتی ہے تیری نرگس مین

دل کا ویرانہ ہو گیا لیکن
اب بھی ہے تیری آرزو اس مین

درہم داغ دل کو ہاتھہ لگا
مال آیا ہے دست مفلس مین

دل بیتاب کے تڑپنے سے
آ گئی جان جسم بے حس مین

ہم ستم سے بھی خوش ہین ای ظالم
وہ ستم کوئی لطف ہو جس مین

آنکھ اُسکی صبانے دیکھی تھی
ڈال دی خاک چشمِ نرگس مین
تم یہ عاشق نہون تو کسپہ ہون
تم مین جو بات ہے وہ ہر کس مین
گر کہا تم گلے سے مل جاؤ
مل گیا زہر کون ساس مین

۱۶۸
مجھکو دشمن سے کیا گلا ای داغ
انس پاتا نہین ہون مونس مین
۹

جب کہا اور بھی دنیا مین حسین اچھے ہین
کیا ہی جھنجلا کے وہ بولے کہ ہمین اچھے ہین
نہ اُٹھا خواب عدم سے ہمین ہنگامہ حشر
کہ بڑے چین سے ہم زیر زمین اچھے ہین
کس بھروسے پہ کرین تجھسے وفا کی امید
کون سے ڈھنگ تری جان حزین اچھے ہین
خاک مین آہ ملا کر ہمین کیا پوچھتے ہو
خیر جس طور ہین وہ خاک نشین اچھے ہین
ہمکو جنت سے تمھارے نہ اُٹھائے اللہ
صدقے بس خلد کے کچھ ہم تو یہین اچھے ہین
نہ ملا خاک مین تو ورنہ پشیمان ہوگا
ظلم سہنے کو ہم ای چرخ بربن اچھے ہین
دلمین کیا خاک جگہ دون تری ارمانونکو
کہ مکان ہے یہ خراب اور مکین اچھے ہین
مجکو کہتے ہین رقیبونکی بُرائی سُن کر
وہ نہین تم سے بُرے بلکہ کہین اچھے ہین

۱۶۹
بت کافر ہین کہ اے داغ خدا اُنسے بچائے
کون کہتا ہے یہ غارت گر دین اچھے ہین
۱۹

بھر دین عجب ادائین اس شوخ سیمتن مین
اک ٹیڑھ سادگی مین اک سدھر بانکپن مین
مطلب کی جھیڑ اُنسے پنہان سخن سخن مین
سچ ہے یہ کہ داغ ہر فن یکتا ہے اپنے فن مین
جبسے لیا ہے بیٹے اے شوخ نام تیرا
مشکل ہوا زبانکو رہنا مرے دہن مین
ہین سر بسر ہونٹ شکوہ اے تیغ یار تجھسے
سو سو گلے بھرے ہین ایک ایک عضو تن مین

مین ناتوان نہ پہونچا مگر کبھی تا بمنزل — زنجیر ہے مجھے وہ جو تار ہے کفن مین

پوچھو نہ کچھ کدورت اس داغدار دل کی — آتی ہے خاک لینے آندھی اسی چمن مین

یہ گرم سرد عالم دیکھین جو کھائین کیا اب — شعلے تھے پیرہن مین کافور ہین کفن مین

دست جنون ہمارا چھوڑے نہ تار باقی — گردامن قیامت پیوند ہو کفن مین

آفت ہے میکشون کا پیاسا ہلاک ہونا — پھرتی ہے روح میری ساقی کی انجمن مین

مجنون کا حوصلہ تھا جو راز دل چھپاتا — اک مشت استخوان ہی کھٹی پیرہن مین

میت پہ آئینگے وہ یان دم ہے مجھ مین باقی — یارو لپیٹ دینا زندہ مجھے کفن مین

اچھی بھلی اسیری مجھ سے شکستہ دل کی — اچھا شکن بڑھایا گیسوے پر شکن مین

اس رنج بیکسی کی یارب خبر نہ پہونچے — جائے نہ شام غربت سر پیٹتی وطن مین

خط کو کمر سے باندھا آخر تو بوجھ اُٹھایا — میری زبان بھی رکھ لے اے نامہ بر دہن مین

ہے چارہ ساز گلچین گلہاے داغ دل کا — شامت بہار کی ہے آئے جو اس چمن مین

اک دن حریف محشر ہوتا ہے اس سبب سے — بھرتے ہین وہ فتنے وہ چشم سحر فن مین

یہ شوق خود نمائی کیا کچھ جنون سے کم ہے — بیتاب تجکو لایا خلوت سے انجمن مین

یہ کیا کہ دل مین آؤ تو خاک مین ملاؤ — رونق ہوا انجمن کی بیٹھو جب انجمن مین

۱۷۱

اے داغ ہم نہایت سمجھے اُسے غنیمت
جو دم خوشی سے گذرا یاران ہم وطن مین

۹

سازِ یہ کینہ ساز کیا جانین — ناز والے نیاز کیا جانین

شمع رو آپ گو ہوے لیکن — لطف سوز و گداز کیا جانین

کب کسی در کی جبہ سائی کی — شیخ صاحب نماز کیا جانین

جو رہِ عشق مین قدم رکھین
وہ نشیب و فراز کیا جانین

پوچھئے میکشون سے لطف شراب
یہ مزا پاکباز کیا جانین

بلبلے جیتون تری غضب کی نگاہ
کیا کرین گے یہ ناز کیا جانین

جن کو اپنی خبر نہین اب تک
وہ مرے دل کا راز کیا جانین

حضرتِ خضر جب شہید نہون
لطف عمرِ دراز کیا جانین

۱۲ جو گذرتے ہین داغ پر صدمے
آپ بندہ نواز کیا جانین ۱۳

مانا کہ لطف عشق مین ہے ہم مگر کہان
کیا سوجھتا نہین کہ پڑی ہے نظر کہان

زاہد مری شراب کے چسکے ہی اور ہین
توبہ مئے طہور مین ایسا اثر کہان

پھرتا ہزار غنچۂ پیکان کو توڑ کر
آتا اگر یہ دامنِ زخمِ جگر کہان

اے آہ دل مین رہ کہ جو پردہ رہے ترا
جاتی ہے دوڑ دوڑ کے تو بے اثر کہان

الفت چھپائیے تو غلط جھوٹ نا درست
دل لگ گئے تو کہتے ہین کیسا کدھر کہان

تھم تھم کے وار کر کہ مرا دم مٹ نہ جائے
جب مین نہین تو لذتِ زخمِ جگر کہان

بھولا ہون راہ فرطِ محبت مین دیکھئے
ہوتی ہے آج شام غریبی سحر کہان

اب آہ بے ثمر سے جلے خاک آسمان
گل ہی نہین شجر مین ہمارے ثمر کہان

اُس زلف مین بھی اے دل مضطر نہ رہ سکا
خانہ خراب تیرے ٹھکانے کو گھر کہان

دیتے ہین یار کنکی خبر کیا ہین بیخبر
یہ تو کہین ہم اس سے رہے بیشتر کہان

صورت مین اتحاد تو سیرت مین اختلاف
تجھسا ہوا و رجھسا نہو وہ بشر کہان

آغاز شوق مین نہین انجام کی خبر
اس مبتدا کی دیکھئے نکلے خبر کہان

۱۷۲ — ۱۱

میخانے کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ
ہر ایک پوچھتا ہے کہ حضرت ادھر کہاں

دل میں گھر یار کے پیکان کئے بیٹھے ہیں
مجھ پہ قبضہ مرے مہمان کیے بیٹھے ہیں

تیرے وعدے کے جو ارمان کیے بیٹھے ہیں
تین دن پہلے ہی سامان کیے بیٹھے ہیں

اللہ اللہ رے انہیں میری نظر سے پرہیز
کہ رقیبوں کو نگہبان کیے بیٹھے ہیں

اس طرح بیٹھے ہیں سرکار کی میر سر بزم
مجھ پہ گویا کہ یہ احسان کیے بیٹھے ہیں

ایسی وحشت نہیں اپنی کہ ہو محتاج بہار
پہلے ہی چاک گریبان کیے بیٹھے ہیں

دیکھ اے دشمن ایمان کہ وفا پر تیری
کسقدر صبر مسلمان کئے بیٹھے ہیں

منہدی ملنے کے بہانے میں عبث یوں کہئے
آج اغیار سے پیمان کئے بیٹھے ہیں

دیکھئے کون گرفتار بلا ہوتا ہے
آج وہ زلف پریشان کئے بیٹھے ہیں

اب ہی کیا ہم ہیں جو لیگی نگہ ناز تری
پہلے ہی جان کا نقصان کئے بیٹھے ہیں

حسرت و یاس تمنا کے لیے اک دل تھا
ہم اسے پہلے ہی ویران کئے بیٹھے ہیں

۱۷۴ — ۹
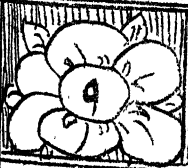
حضرت داغ پھر کیا کہیں وحشت اچھلی
آج گھر کو جو بیابان کئے بیٹھے ہیں

نالے کرنے دل ناکام برے ہوتے ہیں
کہ برے کاموں کے انجام برے ہوتے ہیں

ذبح کیجئے نہ مجھے میں تو یونہیں مرتا ہوں
آپ کیوں لیتے یہ الزام برے ہوتے ہیں

خوب ہوں اہل ہوس کیا کہ نہیں پختہ مزاج
ہے یہ ظاہر ثمر خام برے ہوتے ہیں

ہو تسلی تو گذار دن شب ہجران ساری
طور میرے تو سر شام برے ہوتے ہیں

چھیڑ شوق سے کیجئے تو ذرا تھم تھم کر
روز کے نامہ و پیغام برے ہوتے ہیں

مہربانی نہ کرو اور غضب آئے گا
اس بھلائی مین کہ کام برے ہوتے ہین

ہر قدم پر کوہ عشق مین اک منزل ہے
طور اپنے سر ہنگام برے ہوتے ہین

راہ پر حضرت زاہد کو لگا ہی لائے
سچ تو یہ ہے مے آشام برے ہوتے ہین
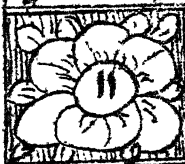
۱۷۴
در پہ ہم داغ نہو داغ کو کس طرح عزیز
چارہ گر مفت کے کیا دام برے ہوتے ہین
۱۱

پھرا دیا مرا اپنا خراب رستے مین
دیا نصیب نے اچھا جواب رستے مین

وہ یون رقیب سے ہو بیحجاب رستے مین
کرے جو سائے سے بھی اجتناب رستے مین

یہ سچ ہے راہ محبت بڑی ہی ٹیڑھی کھیر
نہ آئے خضر کبھی اس خراب رستے مین

وہ گھر پہ آکے مری عرض حال بھول گئے
رہا وہ رستے کا سارا حساب رستے مین

بھٹکتے پھرتے ہین اُس رہگذار مین عاشق
مسافرون کی ہے مٹی خراب رستے مین

لگا کے باتون مین لے آئے ہم اُنہین گھر تک
ہزار ہمیں یہ ہوئے گو عتاب رستے مین

عجب نہین کشش دل سے میرے اے قاصد
ملے اگر تجھے خط کا جواب رستے مین

گلی سے یار کی ہم اوٹھ کے چل چکے تھے مگر
مچل گیا دل پر اضطراب رستے مین

یقین ہے زندہ نہ پہونچینگے کوی جانان تک
جو شوق کا ہے یہی اضطراب رستے مین

وہ رستہ کاٹ کے چلتے ہین اسلئے مجھ سے
کہ کچھ کہے نہ یہ خانہ خراب رستے مین
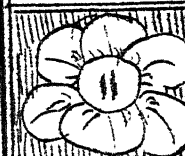
۱۷۵
بغل مین داب کے لیچل عدم کو شیشۂ مے
ملے گی داغ نہ تجھکو شراب رستے مین
۱۱

زاہد نہ کہہ بری کہ یہ مستانے آدمی ہین
تجھکو لپٹ پڑینگے دیوانے آدمی ہین

غیرون کی دوستی پر کیون اعتبار کیجے
یہ دشمنی کرینگے بیگانے آدمی ہین

جو آدمی یہ گذری وہ اک سوا تمہارے
کیا جی لگا کے سنتے افسانے آدمی ہین

کیا جو رہین جو ہمکو دربان تمھارا ٹوکے
کہدو کہ یہ تو جانے پہچانے آدمی ہین

مے بوند بھر پلا کر کیا ہنس رہا ہے ساقی
بھر بھر کے پیتے آخر پیمانے آدمی ہین

تمنے ہمارے دلمین گھر کر لیا تو کیا ہے
آباد کرتے آخر ویرانے آدمی ہین

جب داورِ قیامت پوچھیگا تمپہ رکھکر
کہدینگے صاف ہمتو بیگانے آدمی ہین

ناصح سے کوئی کہدے کیجے کلام ایسا
حضرت کو تاکہ کوئی پہچانے آدمی ہین

مین وہ بشر کہ مجسے ہر آدمی کو نفرت
تم شمع وہ کہ تم پر پروانے آدمی ہین

محفل بھری ہوئی ہے سودائیون سے اُسکی
اوس غیرت پری پر دیوانے آدمی ہین

۱۲۷ — ۱۳

شاباش داغ تجھکو کیا تیغ عشق کھائی
جی کرتے ہین وہی جو مردانے آدمی ہین

میکشو مژدہ کہ گھنگھور گھٹائین آئین
تمپہ رحمت ہوئین تو یہ بلائین آئین

مجمع افلاک سے میری ہی بلائین آئین
سیفیان پڑہتی ہوئین پھر کے دعائین آئین

موت نے مجکو پکارا کہ مرے قاتل نے
آئیے آئیے مقتل سے ندائین آئین

کسکی زلفین مجھے یاد آئین شب ہجر الہی
کہ بلائین مری لینے کو بلائین آئین

آئے دلمین بھی وہ ہمراہ نگہبانون کے
برچھیان تانے ہوے ساتھہ ادائین آئین

جب ہوئی خاک مری جمع ترے کوچے مین
شرط باندہی ہوے اوڑ اوڑ کے ہوائین آئین

گو محبت سے مری خاک نہ آیا مجکو
ایسے مرتا ہون کہ تمکو تو ادائین آئین

ناز ہے انکو کرم پر کہ نہین جسکا حساب
کس خطا دار کی گنتی مین خطائین آئین

کیا بڑی بات تھی یا تو نہین اُسے بہلانا
شہر گلے آئے زبان پر نہ دعائین آئین

کوئے قاتل کی زمین پر جو رکھا ہے قدم
آسمان سے مرے ماتم کی صدائین آئین

آئینہ دیکھتے ہی بیٹھ گئے تھام کے دل
پھر کہا آہ مجھے کیون یہ ادائین آئین

داورِ حشر سے اتبک ہے اُمید انصاف
کیا کرینگے جو نپید اُسکی جفائین آئین

۱۷۷ ۱۱

درد دل کچھ نہ کھلا داغ مگر وقت اخیر
داد بیداد کی دو چار صدائین آئین

ہم تری بزم سے ای یار چلے جاتے ہین
لے چلے جاتے ہین ناچار چلے جاتے ہین

اُسکا کوچہ ہے کہ ہے عرصۂ محشر یارب
سیکڑون طالبِ دیدار چلے جاتے ہین

حضرت دلکی قضا آئی ہے اُس کوچے مین
کہ یہ وو ٹرے ہوکے ہر بار چلے جاتے ہین

مرض عشق سے بگڑا ہو کچھہ ایسا کہ مجھے
دور سے دیکھکے غمخوار چلے جاتے ہین

منتظر دیر سے ہین جلوہ دکہاے ظالم
ورنہ یہ طالبِ دیدار چلے جاتے ہین

اسطرح جاتے ہین اُس بزم مین لکے ہاتھون
کہ بندے ہے جیسے گنہگار چلے جاتے ہین

بل بے ضد آپکی اللہ ری ہٹ اُف رے مزاج
آج تک وصل کے انکار چلے جاتے ہین

گرچہ سو سو ہین تغافل کہ نہ جانے کوئی
ان نگاہون کے مگر وار چلے جاتے ہین

ہم نہین جانتے کچھہ دیر و حرم کا رستہ
ہم مۓ عشق مین سرشار چلے جاتے ہین

بھولکر راہ چلے آتے ہین اللہ بخشو
ہم خطاوار گنہگار چلے جاتے ہین

۱۷۸ ۱۱

داغ اس ضعف نے کی اپنی تو منزل کھوٹی
ہم رہے جاتے ہین سب یار چلے جاتے ہین

شوخی نے ترے کام کیا اک نگاہ مین
صوفی ہے بتکدے مین صنم خانقاہ مین

آنکھین چھپائین ہم تو عدو کی بھی راہ مین
پر کیا کرین کہ تو ہے ہماری نگاہ مین

بڑھتا ہون آگے بڑھکر اس سے مقام عشق
جو فتنہ مجھہ غریب کو ملتا ہے راہ مین

دلمین سما گئین ہین قیامت کی شوخیان
دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ مین

راتین مصیبتونکی جو گذری ہین آجتک
ماتم کو آئے ہین مرے روز سیاہ مین

اس توبہ پر ہے ناز تجھے زاہد اسقدر
جو ٹوٹ کر شریک ہو میرے گناہ مین

آتی ہے بات بات مجھے یاد بار بار
کہتا ہون دوڑ دوڑکے قاصد سے راہ مین

تاثیر بچکے سنگ حوادث سے آئے کیا
میری دعا بھی ٹھوکرین کھاتی ہے راہ مین

کیسا نظارہ کسکا اشارہ کہانکی بات
سب کچھہ ہے اور کچھہ نہین نیچی نگاہ مین

جو کینہ آج ہے ترے دلمین ستم شعار
جائیگا کل یہی تو دل دادخواہ مین
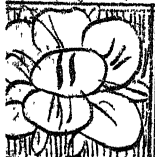
۱۸۰
مشتاق اس ادا کے بہت دردمند تھے
اے داغ تم تو بیٹھ گئے ایک راہ مین
۱۱
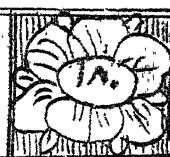
پھولے پھلے جو ترے گھر مین چلے آتے ہین
اپنی تقدیر کے چکر مین چلے آتے ہین

تجھہ مین تاثیر ہو گر ای کشش دل کچھہ بھی
تو وہ دوڑے ہوے دم بھر مین چلے آتے ہین

وحشت ایسی ہے کہ سائے سے بھی مین کہتا ہون
آپ کیون میرے برابر مین چلے آتے ہین

ہمسری کون کرے فتنہ خرامی سے تری
سیکڑون کبک سے ٹھوکر مین چلے آتے ہین

چشم بدمست سے پھر ہکو نہ دیکھو دیکھو
غش یہان ایک ہی ساغر مین چلے آتے ہین

روز سنتے ہین نیا ایک نہ اک شیدائی
نام نکلے ترے دفتر مین چلے آتے ہین

سیر بازار بھی ہے انکے لئے ایک شکار
دل بندھے زلف معنبر مین چلے آتے ہین

آپ حسرت ہین نہ ارمان ہین ہین سوز و گداز
کس لئے پھر دل مضطر مین چلے آتے ہین

تفتہ جان ہون دم ذبح کہا ای قاتل دیکھہ
جوش آب دم خنجر مین چلے آتے ہین

تھک کے بیٹھوں بھی جو وحشت میں تو یون سر پہ ہے ۔ پاؤں کے چرخ مرے سر میں چلے آتے ہیں

(۱۸۱)
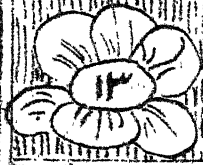
داغ جا کر نہ پھرے سوے عدم اپنے رفیق
ہم یہ سمجھے تھے کہ دم بھر میں چلے آتے ہیں
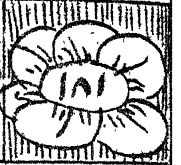
(۱۳)

کشتۂ یاس ہوں مقتول تمنا ہوں میں ۔ اور اس زندگی اس عشق پہ مرتا ہوں میں

کچھ خبر ہی نہیں اللہ ری مری بیخبری ۔ کسکا مشتاق ہوں میں کون ہوں میں کیا ہوں میں

نظر آتا نہیں کچھ جوش سرشک اپنا شباب ۔ کشتی نوح نہیں ہوں کف دریا ہوں میں

ظالم و قاتل و سفاک و غضبناک ہو تم ۔ عاشق و شیفتہ و والہ و شیدا ہوں میں

ہیں اٹھوں تو طرف غیر لگا ہیں او بیٹھیں ۔ مگر اس بزم میں اس چشم کا پردا ہوں میں

تو وہ تیر حوادث نکریں کیوں افلاک ۔ کہ اسی واسطے ہوں خاک کا پتلا ہوں میں

شمع ساں گھلتے ہی گھلتے سحر آجائیگی ۔ اے شب ہجر کوئی منہ کا نوالا ہوں میں

اب کہ تجھکو بغل میں دل مضطر لیجاؤں ۔ پر یہ ڈر ہے نہ رقیبوں میں تماشا ہوں میں

آپ کی جنبش لب سے تو کیا کام تمام ۔ اسی اعجاز پہ کہتے تھے مسیحا ہوں میں

جان دینے پہ اجازت ہے وہاں بسم اللہ ۔ دل بیتاب پہ لو فاتحہ پڑھتا ہوں میں

آرزو سنکے رہا ہوں کہ لگا لے نہ فلک ۔ اس گلی میں ہمہ تن آج تمنا ہوں میں

چپ نہ رہ ناصح مشفق مجھے غافل نہ سمجھ ۔ ہاں کہے جا جو ترے دل میں ہے سنتا ہوں میں

(۱۸۲)
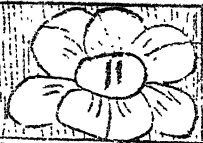
داغ کیا پوچھتے ہو میں نہیں کچھ کہہ سکتا
خیر جس حال میں ہوں شکر ہے اچھا ہوں میں
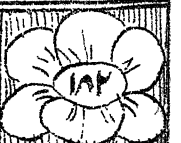
(۱۱)

دل مجبور کو آزردہ جو پاتا ہوں میں ۔ اپنے روٹھے کو شب و روز مناتا ہوں میں

جبہہ سائی تری دہلیز پہ کچھ فرض نہ تھی ۔ اپنی تقدیر کے لکھے کو مٹاتا ہوں میں

ایک نظارۂ گلشن کی ہوس باقی ہے
رخصت ای کنج قفس پھر ابھی آتا ہون مین

فرقتِ یار مین بہوت جوم جاتا ہون
ملک الموت کو دیوانہ بناتا ہون مین

دیکھنا شوق شہادت کہ جو وہ بھول بھی جائے
جرم اپنا اُسے خود یاد دلاتا ہون مین

قفس تنگ سے چھٹنا تو بہت مشکل ہے
نو جگر پر سوے گلزار اڑاتا ہون مین

میر اسامان ہے تری بزم مین ہنگامۂ حشر
اپنی تعظیم کو سو فتنہ اُٹھاتا ہون مین

آسمان ٹوٹ پڑا ہی ستم بیجا کا
یہ ہے میرا ہی کلیجا کہ اُٹھاتا ہون مین

دیکھکر شکل زبون اُس سے نہ دل پھر جائے
اسلئے آئینے سے آنکھ چراتا ہون مین

چپ کھڑا ہون پس دیوار جو اس کوچے مین
شور محشر کی طرف کان لگاتا ہون مین

۱۸۳ کتنے ہمدرد ہواخواہ ہین یون تو اے داغ
پر یہ کوئی نہین کہتا اُسے لاتا ہون مین ۵

باغ مین گل کھلے جاتے ہین کہ وہ آتی ہین
او کلیان سر اوٹھاتی ہین کہ وہ آتے ہین

جیتے جی کون عیادت کا اوٹھائے احسان
اسلئے جان سے جاتے ہین کہ وہ آتے ہین

دیر قاصد کو لگی اے دل مشتاق جمال
دیکھیے ہمکو بلاتے ہین کہ وہ آتے ہین

سیکڑون دو دو قدم آگے ہین جلو مین فتنے
ساتھہ اک حشر کو وہ لاتے ہین کہ وہ آتے ہین

ساتھہ دشمن کے وہ کیا آئے قیامت آئی
خاک مین ہمکو ملاتے ہین کہ وہ آتے ہین

دل و جان پاس سے جاتے ہین کہ چھٹ جاتی ہین
صبر و ہوش و خرد آتے ہین کہ وہ آتے ہین

جان مشتاق مری آنکھون مین آجاتی ہے
یار جب مژدہ سناتے ہین کہ وہ آتے ہین

نہین منظور جو بچنا تو دم چارہ گری
ہم مسیحا کو ڈراتے ہین کہ وہ آتے ہین

۱۸۴ کون آتا ہے ہر وقت کسی پاس اے داغ
لوگ دیوانہ بناتے ہین کہ وہ آتے ہین ۱۱

واہ اے جوش جنون آخر الجھکر ضعف سے
انگلیان ہاتھونکی بھی تار گریبان ہوگئین

وہ نہ آئے جب شب وعدہ نہ آئی مجھکو نیند
آرزوئین دلکی سب خواب پریشان ہوگئین

شکوے غیر نکلے اگر بیجا ہین بیجا ہی نہین
ابتو یہ گستاخیان مجھسے مری جان ہوگئین

۱۸۶
داغ اب یوسف کہان لیلی کہان شیرین کہان
جو حسین شکلین تھین زیر خاک پنہان ہوگئین
۱۲

دلکو بہلاؤن کہانتک کہ بہلتا ہی نہین
یہ تو بیمار سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہین

آپ کا ذکر مرے دل پہ نہ کیون کر چلتا
کیا مرا حب کا عمل تھا کہ جو چلتا ہی نہین

چمن دہر مین عاشق ناکام ترا
وہ شجر ہے کہ کبھی پھولتا پھلتا ہی نہین

نالہ نکلا کبھی دل سے تو کبھی آہ و فغان
پر مرے وصل کا ارمان نکلتا ہی نہین

اسکے ہاتھون سے ہو جبتک کسی مظلوم کا خون
اپنے ہاتھونمین حنا وہ کبھی ملتا ہی نہین

ہین تری راہ محبت مین ہزارون فتنے
دیکھ مجھکو بجز اس راہ کے چلتا ہی نہین

دن ڈھلے آپکا وعدہ ہے کسی سے لیکن
آج یہ دن وہ قیامت ہے کہ ڈھلتا ہی نہین

شمع کی طرح سے روتا بھی ہے عاشق تیرا
مثل پروانہ فقط آگ مین جلتا ہی نہین

موم ہوتا ہے مری آہ سے پتھر لیکن
سنگدل ایک ترا دل کہ پگھلتا ہی نہین
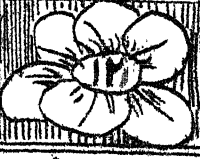
خضر بھی تو اسی گرداب سے چکراتے ہین
ڈوب کر بحر محبت مین اوچھلتا ہی نہین

تیر [illegible] نہ گئی اپنی تو جانا ہم نے
کہ کبھی رنگ زمانے کا بدلتا ہی نہین

۱۸۷
کس طرح دل خم ابرو سے نکالون اے داغ
پڑ گیا پیچ کچھ ایسا کہ نکلتا ہی نہین
۹

[illegible] دل [illegible] حسن پشیمان مین
مر گئے لاکھون اسی ارمان مین
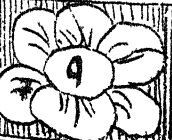
عشق جس کشتی کا ہو تو ناخدا — وہ نہ آئے کس طرح طوفان مین

اُس سے پوچھو تم مری آشفتگی — زلف کہدے گی تمہارے کان مین

میرے مرنے کی خبر سنکر کہا — واقعی کچھ بھی نہین انسان مین

گر فرشتہ وش ہوا کوئی تو کیا — آدمیت چاہیئے انسان مین

دلکی قیمت اک نگہ ہے ای صنم — آگئے جو آئے ترے ایمان مین

جس نے دل کھویا اُسی کو کچھ ملا — فائدہ دیکھا اسی نقصان مین

لیجئے دیتا ہون مین دل کے سوا — اور جو کچھ ہے مرے امکان مین

۱۴۸

کس نے ملنے کا کیا وعدہ کہ داغ
آج ہو تم اور ہی سامان مین

۱۴

کس مصیبت سے بسر ہم شب غم کرتے ہین — رات بھر ہائے صنم ہائے صنم کرتے ہین

برسون ترساتے ہین تب تیغ الم کرتے ہین — کس تکلف سے وہ تکلیف ستم کرتے ہین

دلکو ہو لاگ تو ہو کچھ کسی صورت کا لگاؤ — لطف کیسا کہ وہ اب جور بھی کم کرتے ہین

اشک خون خجلت عصیان سے نہین بے تاثیر — نار دوزخ کو یہ گلزار ارم کرتے ہین

ڈر ہے منھ پھیر کے دم ذبح نہ خنجر اُسکا — پڑھ کے ہم سورہ اخلاص کو دم کرتے ہین

شوخ تم شیفتہ ہم دونون ہین بیچین مگر — پھر ذرا صبر جو کرتے ہین تو ہم کرتے ہین

آپکو دوست کے مرنے کی خوشی یان یہ ملال — کوئی دشمن بھی جو مرتا ہے تو غم کرتے ہین

ہاے اُس کشتے کی تربت کا مقدر جس کو — سجدے مٹ مٹ کے ترے نقش قدم کرتے ہین

ہمین بدنام ہین جھوٹے بھی ہمین ہین بیشک — ہم ستم کرتے ہین اور آپ کرم کرتے ہین

خوف ہے انکو یہانتک تو ہم آغوشی کا — میری تصویر کے بھی ہاتھ قلم کرتے ہین

بانکپن کرتی ہین فتنون سے نگاہین تیری
چال محشر سی ترے نقش قدم کرتے ہین

مجہسے کہتا ہے یہ احسان جتا کر ظالم
ہم سوا تیرے کسی پر بہی ستم کرتے ہین

۱۸۸ — ۱۱
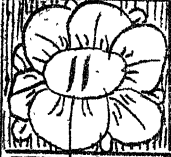
جنکو تم داغ بڑا عہد شکن کہتے تہے
لو مبارک ہو وہ پہر قول و قسم کرتے تہے

دل ہی تو ہے نہ آئے کیون دم ہی تو ہے نجائے کیون
ہمکو خدا جو صبر دے تجہسا حسین بنائے کیون

تیری تلافی جفا جب نہو تا بروز حشر
عاشق نامراد عشق اپنی کیے کو پائے کیون

جائے رفیق ہمطریق رہزن راہ عشق ہین
سایہ خضر کیون نہو ساتہہ ہمارے آئے کیون

گو نہین بندگی قبول ہے ترا آستان تو ہے
کعبہ و دیر مین ہے کیا خاک کوئی اڑائے کیون

آگ ہو یا لگاؤ ہو کچہہ ہی نہو تو کچہہ نہین
جنکے فرشتہ آدمی بزم جہان مین آئے کیون

جرات شوق ہے کہان وقت ہی جب نکل گیا
اب تو ہین ہم ندامتین صبر کیا تہا ہائے کیون

رونے پہ میرے وہ ہنسین رنج پہ میرے شاد ہون
چہیڑ مین کچہہ مزہ ہی ہو ورنہ کوئی ستائے کیون

عشق جنون ہے مجہکو لاگ ہوش و خرد سے اتفاق
پر یہ کہون تو کیا کہون مینے ستم اوٹہائے کیون

ہان نہین غیرت رقیب خیر مین سہہ چکا سہی
جو نہ دوبارہ آسکے بزم سے تیری جائے کیون

فکر مین ہم تو رہ گئے اور وہ آج کہہ گئے
عیب نہین تو راز دل ہمسے کوئی چہپائے کیون

۱۸۹ — ۲۱

پردہ عشق ہو چکا داغ ہی قرار تہا
صبر پر آہ آہ کیا ضبط پر ہائے ہائے کیون

کیا کہا پہر تو کہو دل کی خبر کچہہ بہی نہین
کیون یہ کیا ہے خم گیسو مین اگر کچہہ بہی نہین

نہ یہ خورشید قیامت نہ یہ مہر لب غیر
کچہہ تو ہو وال مگر داغ جگر کچہہ بہی نہین

جوش ہے اہل ہوس کا مگر الطاف ترا
ابہی سب کچہہ ہے ابہی شعبدہ گر کچہہ بہی نہین

نہ بصارت نہ اشارت نہ خجالت نہ حیا
تجھ میں تو دیکھنے کو دیدۂ تر کچھ بھی نہیں

آنکھ پڑتی ہے کہیں پاؤں کہیں پڑتا ہے
سب کی ہے تمکو خبر اپنی خبر کچھ بھی نہیں

دل ہے سینہ میں نہاں دل لیں نہاں کیا کیا کچھ
چھوڑنے کی ترے دزدیدہ نظر کچھ بھی نہیں

رات کی رات کا مہماں ہے مریض ہجراں
صبح تم آئے تو کیا آئے سحر کچھ بھی نہیں

دھوم ہی حشر کی سنتے ہیں یوں ہی یوں ہے
فتنہ ہے اک تری ٹھوکر کا مگر کچھ بھی نہیں

انکو بیتاب کیا کچھ نہ کیا نالۂ دل
یہ تو کچھ بھی ہوا یہ تو اثر کچھ بھی نہیں

نہ کروں نالہ تو کس شغل میں کاٹوں اوقات
یہ تو مانا کہ یہ نالوں میں اثر کچھ بھی نہیں

کعبے جانا بھی تو بتخانہ سے ہو کر زاہد
دور اس راہ سے اللہ کا گھر کچھ بھی نہیں

لامکاں میں بھی تو کچھ جلوہ نظر آتا ہے
بیکسی میں تو اُدہر ہے نہ اِدہر کچھ بھی نہیں

اک جفا تیری جو کچھ بھی نہیں تو سب کچھ ہے
اک وفا میری کہ سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہیں

خواب میں دیکھ لیا خلد کو ہم نے واعظ
اجی بس بیٹھو وہاں لطف بشر کچھ بھی نہیں

کچھ سیریاں خاک تو اک جنبش داماں کیلئے
تیری موجونکے لیے باد سحر کچھ بھی نہیں

آئینہ دیدۂ اعمیٰ ہی سہی پر اے چشم
وہ بھی کچھ دیکھتے ہیں جنکی نظر کچھ بھی نہیں

میرے ہی جوش طبیعت نے اٹھائے ہیں فساد
خیر ہے آپکی طینت میں تو شر کچھ بھی نہیں

عیب بے عیب ہے جب حد سے گذر جاتا ہے
اب بجز بے ہنری مجھ میں ہنر کچھ بھی نہیں

اے نگاہ غلط انداز ادہر کچھ تو بھی
اے تغافل اثر وعدہ مگر کچھ بھی نہیں

غیر کے وصل کا انکار مزہ دیتا ہے
پھر اسی طرح کہو بار دگر کچھ بھی نہیں

۱۹۰

حشر میں دست جنوں سے نہ خجل ہو اے داغ
کہ مرے پاس بجز دامن تر کچھ بھی نہیں

۲۲

دست وحشت کے لیے تار رگِ جان مین نہین
ہاتھ اُس تار مین اُلجھا جو گریبان مین نہین

لذت دل کو نہ کبھی دن غنچہ فرشگا مین نہین
سینے وہ پھول چُنے ہین جو گلستان مین نہین

تیرے اقرار مین انکار تری ہان مین نہین
عہد مین عہد یہ پیمان کسی پیمان مین نہین

بے حیائی کے سوا اور کوئی کیفیت
میری توبہ مین نہین آپکے پیمان مین نہین

راہ مین ہم سے ملا دیتی ہے شوخی اُن کو
کہ ابھی ہین تو ابھی چشم نگہبان مین نہین

ہم نہ مدت سے یہ کہتے تھی کہ مرجائین گے
تم نہ برسون سے یہ سنتے تھے کچھ انسان مین نہین

گل کو ملکر ترے عارض سے ملا حسنِ قبول
ورنہ کیا سبزہ بیگانہ گلستان مین نہین

خاک دیکھون تجھے اے چاک جگر کیا دیکھون
اُنکے دامن مین نہین آنکے گریبان مین نہین

مجکو حیرت کا گمان دل مین تمنا کا یقین
نالہ کہتا ہے کچھ اس خانہ ویران مین نہین

سیلے تھی دل مین کھٹک اب تو ہے رگ رگ مین کسک
جل سے درد تجھے بھی شب ہجران مین نہین

جلوہ ہوش ربا دیکھ لیا اے موسےٰ
یان تحیر مین وہ لذت ہے جو عرفان مین نہین

نگہِ شوخ جو ٹھہرے تو مرا دم نکلے
نیشتر مین وہ تڑپ ہے جو رگ جان مین نہین

داد بیداد ہے گر خاطرِ سفاک مین ہے
درد بیدرد ہے گر اس دلِ ویران مین نہین

دیکھیے راہ مین ٹھوکر سے نہ کھلجائے گرہ
ایک فتنہ ہے یہ دل گوشہ دامان مین نہین

تار کو فتنہ سا وٹ کو بلا کہتے ہین
سادگی اک تری گنتی کسی سامان مین نہین

اب کب اس چشم نظر باز نے دھوکا کھایا
جوڑ کیا آپکے ٹوٹے ہوے پیمان مین نہین

اُف رے جلوہ کہ نہین اور نگہ شوق مین ہے
بل بے پردہ کہ وہ ہے اور دل حیران مین نہین

رنگ گل نغمۂ بلبل اثر باد بہار
جیسے ہم قید ہوے کوئی گلستان مین نہین

مانگتا قرض ترے واسطے اے چشم غزال
پر سیاہی ہے سفیدی شب ہجران مین نہین

ہو جو تاثیر تو ہیرے کی کنی قاتل ہے
کیا کرون اشک مرا ایسی نمکدانمین نہین

خار ہین بلبل و پروانہ سر بزم و چمن
یہ کھٹکتے ہوے کانٹے تو بیابانمین نہین

اب تغافل ہی سے ہم چھیڑ کرینگے ناچار
آج لڑتی ہوئی نظرین صف مژگانمین نہین

۱۹۱
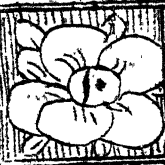
داغ ہم تربت مجنون پہ چڑھاتے چادر
پر یہان تار کفن کو بھی گریبانمین نہین
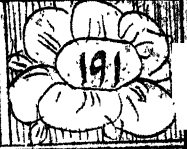
۱۰

کہان وہ گئے عیش و عشرت کے دن
مصیبت کی راتین ہین آفت کے دن

خبردار اے دل خبردار ہو
نہین اب نہین تیری غفلت کے دن

فزون روز محشر سے ہی ہر گھڑی
کٹین کس طرح تیری فرقت کے دن

گذر جائے ہنس بول کر کوئی دم
کہ نزدیک آئے ہین رخصت کے دن

افسانہ ہوا تو ہوگا جبھی
جو دو چار ہونگے قیامت کے دن

ستم کر نہ پہلے ہی اے نوجوان
ابھی آئے ہین تیری شہرت کے دن

جوانی کو ترسا کرین خضر آپ
پھرینگے قیامت مین حضرت کے دن

بھلاوا تجھے دے دیا اے اجل
بلا لینگے ہم تجکو فرقت کے دن

وہ راتین وہ باتین وہ گھاتین غضب
جوانی مین تھے کس شرارت کے دن

۱۹۲

یہ ہے داغ کی عرض یا مصطفیٰ
نہ محروم ہون مین شفاعت کے دن

۱۳

بست گلچین سے چھٹا آیا کف صیاد مین
مین گل بازی ہون کیا اس گلشن ایجاد مین

کتنی خوبی نہین تیرے قد آزاد مین
شاخ ہی کیا سرو مین طرہ ہی کیا شمشاد مین

حشر مین انکا مرا اب دم سہی ہوگا جواب
اہل محشر لوٹ کٹے گا دن مبارکباد مین

یارب انداز ستم کوئی نیا نکلا آج
عشق ہے وہ بیداد گر خود لذتِ بیداد مین

بنتی ہین تیری کمر کی کیا خیالی صورتین
چھنتی ہین باریکیان کیا مانی و بہزاد مین

ناتوانی ناتمامی ناامیدی نارسی
ہمنے بھر رکھا ہے کیا کیا دامنِ فریاد مین

ہم اسیرون کی ہے اک بادِ صبا پرسان حال
پوچھ جاتی ہے کہ کیا باقی رہا میعاد مین

آگے یہ گردش کہان تھی پر کوئی گردش زدہ
آگیا تیرے نگاہِ خانمان برباد مین

ہے یہی ذوقِ اسیری تو اسیری ہو چکی
مین نہین پھولا سمانے کا کفِ صیّاد مین

ہے جگر مین داغ یا ہے گنج قارون زیر زم
غم ہے دل مین یا ہے قیدی قلعۂ فولاد مین

عشق کے کوچے نے ہمکو وہ دکھایا ہے بہشت
حضرتِ آدم نے جو دیکھا نہ اپنی یاد مین

محتسب پتھر ہے دل تیرا تری کس کام کا
ڈال دے اسکو کسی میخانہ کی بنیاد مین

۱۹۴

میرے دل سے داغ پوچھے کوئی دہلی کے مزے
لطف تھا دونون جہان کا اک جہان آباد مین

۹

مین کہان اور بزم خواب کہان
لائی اے ہستیِ خراب کہان

اُن سے کہدی ہے آرزو دل کی
اب مری بات کا جواب کہان

ہمنے بھی صبر دل کو دے ہی لیا
اب وہ اگلا سا اضطراب کہان

دل پہ گرمی سی تیرے ہے بلبل
یون کلیجا ہوا کباب کہان

رات اور رات بھی جدائی کی
اب نکلتا ہے آفتاب کہان

بات کرنی جسے نہ آتی ہو
بات سننے کی اسکو تاب کہان

وعدۂ حشر آپ کرتے ہین
چار دن بعد یہ شباب کہان

کافرون سے ہی جب بھری دوزخ
غیر کے واسطے عذاب کہان

١٩٤ — ١١

کعبہ و دیر میں جو داغ نہیں
پھر ہے یہ خانمان خراب کہاں

جلوے مری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں
مجھسے کہاں چھپینگے وہ ایسے کہاں کے ہیں

کھلتے نہیں ہیں راز جو سوز نہاں کے ہیں
کیا پھوٹنے کے واسطے چھالے زباں کے ہیں

کرتے ہیں قتل وہ طلب مغفرت کے بعد
جو تھے دعا کے ہاتھ وہی امتحان کے ہیں

جسدن سے کچھ شریک ہوئی میری مشت خاک
اُس روز سے زمین پہ ستم آسمان کے ہیں

قاصد یہاں سے برق تھا پر ضعف راہ سے
بیمار کی ہی چال قدم ناتواں کے ہیں

بازو دکھائے تمنے لگا کر ہزار ہاتھ
پورے پڑیں تو وہ بھی بہت امتحان کے ہیں

ناصح کے سامنے کبھی سچ بولتا نہیں
میری زباں میں رنگ تمھاری زبان کے ہیں

کیسا جواب حضرت دل دیکھیے ذرا
پیغامبر کے ہاتھ میں ٹکڑے زبان کے ہیں

کیا اضطراب شوق نے مجکو خجل کیا
وہ پوچھتے ہیں کہیے ارادے کہاں کے ہیں

عاشق ترے عدم کو گئے کسقدر تباہ
پوچھا ہر ایک نے یہ مسافر کہاں کے ہیں

١٩٥ — ١١

ہرچند داغ ایک ہی عیار ہے مگر
دشمن بھی تو چھٹے ہوے سارے جہان کے ہیں

کھو یا گیا ہوں دیکھ کے تیہ نامہ بر کو میں
اپنی خبر کو جاؤں الٰہی کدھر کو میں

مجکو تباہ چشم مروت نے کردیا
ملجائے تو چراؤں کسیکی نظر کو میں

بس جاؤ کیا کروگے نظر سے جگر میں چھید
لو آؤ تم اُدھر کو کھڑے ہو ادھر کو میں

خاموش اب تو شکوہ ہمسایہ نے کیا
پھر تو ہے آہ نیم شبی اور سحر کو میں

جاکر در قبول پہ جھڑکی گئی دعا
صد شکر جا کے آپ نہ لایا اثر کو میں

مہر و وفا و راحت و آرام کو رقیب
جور و جفا و کاوش خون جگر کو مین

میرا طریق عشق خدا ہے جہان سے
چلتا ہون چھوڑ چھوڑ کے ہر رہگذر کو مین

تم تو وہ یار سا ہو کہ دیر تک کبھی نہ آؤ
آتا تھا منھ چھپائے کہین سے سحر کو مین

دل خوش کیے انکو اور بھی امید بڑھ گئی
جاتا تھا یہ کہ چھوٹ گیا عمر بھر کو مین

دونو مین ایک تو نکل آئیگا سخت جان
دیکھون گا آج دل سے لڑا کر جگر کو مین

۱۹۶ — ۹
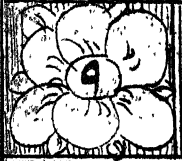
اے داغ صبح حشر تھی صبح شب وصال
جب یہ کہا کسی نے کہ جاتا ہون گھر کو مین

بات میری کبھی سنی ہی نہین
جانتے وہ بری بھلی ہی نہین

دل لگی اونکی دل لگی ہی نہین
رنج بھی ہے فقط ہنسی ہی نہین

لطف مے تجھ سے کیا کہون زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہین

اوڑ گئی یون وفا زمانے سے
کبھی گویا کسی مین تھی ہی نہین

جان کیا دون کہ جانتا ہون مین
تم نے یہ چیز لے کے دی ہی نہین

ہم تو دشمن کو دوست کر لیتے
پر کرین کیا تری خوشی ہی نہین

ہم تری آرزو پہ جیتے ہین
یہ نہین ہے تو زندگی ہی نہین

دل لگی دل لگی نہین ناصح
تیرے دل کو ابھی لگی ہی نہین

۱۹۷ — ۸

داغ کیون تمکو بیوفا کہتا
وہ شکایت کا آدمی ہی نہین

سحر کو آئینہ یہ رشک ماہ دیکھتے ہین
نگاہ دیکھنے والے نگاہ دیکھتے ہین

کچھ اس طرح سے وہ قاتل سوال کرتا ہی
ہمارے منھ کو ہمارے گواہ دیکھتے ہین

ہمیشہ کسکی نبہی اور کس کی نبہتی ہے
بنا ہے جاتے ہین جبتک بناو دیکھتے ہین

کوئی بہی مجہسے شب وعدہ یہ نہین کہتا
اوٹھو چلو کہین جلدی کہ صبح دیکھتے ہین

خدا کا خوف نہین پر تو نسے ڈرتا ہون
گناہگار نہ یہ بے گناہ دیکھتے ہین

اسی کیواسطے آنکھین خدا نے دین ہمکو
کہ روز و شب یہ سفید و سیاہ دیکھتے ہین

غرض نہین ہی او نہین طور کی تجلی سے
جو خوش نصیب تری جلوہ گاہ دیکھتے ہین
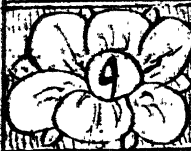
۱۹۸　خدا کے واسطے لو داغ کی خبر جلدی
ہم اوسکا حال نہایت تباہ دیکھتے ہین　۹

کیون قسم کھاکے ہو ہم جور سے باز آتے ہین
ان فریبون مین کہین واقف راز آتے ہین

یون تو آفت ہی ہر انداز پریزادون کا
وہ قیامت ہین جنھین راز و نیاز آتے ہین

کچھ نہ پوچھو جو صدا آتی ہی میخانے سے
کبھی مسجد سے جو ہم پڑھکے نماز آتے ہین

سیکھے اے فلک اسکی نگہ سے یہ فن سے
شعبدے تجکو کہان شعبدہ باز آتے ہین

قاتل اُس شوخ کی انداز قیامت ہونگے
جسکی تصویر کو سو طرح کے ناز آتے ہین

اپنی بزم سے لیجاتے ہین ہم رنج و ملال
جی سے جانیکو ہم اے بندہ نواز آتے ہین

لاکھ تو جان بچاے مگر آزاد مزاج
تیری پھندے مین کب اے زلف دراز آتے ہین

شمع کی طرح سے اپنا نہین جلنا رونا
غش پہ غش ہمکو دم سوز و گداز آتے ہین

۱۹۹　ساتھ نواب کے حج کرکے پھرے ہم اے داغ
ہند مین دھوم ہے مہمان حجاز آتے ہین　۹

کبھی فلک کو پڑا دلجلون سے کام نہین
اگر نہ آگ لگادون تو داغ نام نہین

دفور یاس نے یان کلام ہی تمام کیا
زبان یار سے نکلی تھی نا تمام نہین

وہ کاش وصل کے انکار ہی پہ قائم ہون
مگر ادھر نہین تو کسی بات پر قیام نہین

الٰہی تو نے حسینونکو کیون کیا پیدا
کچھ اُنکی ذات سے دنیا کا انتظام نہین

سنائے جاتے ہین پس پردہ گالیان مجکو
جو مین کہون تو کہین آپ سے کلام نہین

وہ آئینگے شب وعدہ یقین نہین اے دل
چراغ گھی کے جلاؤن یہ ایسی شام نہین

سوائے جور و جفا اور لے بغض و دغا
بتون کے واسطے دنیا مین کوئی کام نہین

پیون پلاؤن تجھے دور ہی سے ترساؤن
یہ روز عید ہے زاہد مہ صیام نہین

۲۰
دباؤ کیا ہے سنے وہ جو آپ کی باتین
رئیس زادہ ہے داغ آپ کا غلام نہین
۹

مزہ جو چاہیے انکے ستم مین خاک نہین
جب آئے خاک اڑا اپنکو ہم مین خاک نہین

مرے غبار کی اٹکھیلیان تماشا ہین
ابھی فلک ہے ابھی ایکدم مین خاک نہین

ہمیشہ کافر و مومن پہ ظلم ہوتے ہین
سوائے سنگدلی اس صنم مین خاک نہین

چلا ہے کعبہ کو تو خاک چھان کر زاہد
فقط خدا ہی خدا ہے حرم مین خاک نہین

بنا ہی فتنہ خرامی سے فتنہ ہر ذرّہ
زمین پر ترے نقش قدم مین خاک نہین

بتون کے بدلے جو حورین ملین تو خاک ملین
ہمارے واسطے باغ ارم مین خاک نہین

ہمین تھے وہ جو کبھی تھے خزانہ عرفان
ہمین ہین اب جو ڈھونڈھو تو ہم مین خاک نہین

ملے سے خاک مین اسواسطے کہ یار ملے
مگر ملا ہمین ملک عدم مین خاک نہین

۲۱
گئے رقیب کے گھر داغ وہ شب وعدہ
اثر ترے تپش و رنج و غم مین خاک نہین
۱۷

بکھرا ہوا جو کبھی زلف کو دیکھتے ہین
لگا کے تیر ہم اپنے جگر کو دیکھتے

نظر چرا کے وہ یون ہر بشر کو دیکھتے ہین
کسیکو یہ نہین ثابت کدہر کو دیکھتے ہین

بنے ہوے ہین وہ محفل مین صورت تصویر
ہر ایک کو یہ گمان ہے ادہر کو دیکھتے ہین

فروغ ماہ کہان یہ شب جدائی مین
چراغ لیکے فرشتے سحر کو دیکھتے ہین

تمہارے پاس کہین بہولکر نہ آیا ہو
ہمین تلاش ہے ہم نامہ بر کو دیکھتے ہین

ہمین گمان ہوتا ہے ہمکو روتا ہے
کسی جگہ جو کسی نوحہ گر کو دیکھتے ہین

خیال بعد فنا بہی ہے دوست دشمن کا
ہم آنکھ بند کئے ہر بشر کو دیکھتے ہین

الٰہی آج ہی پورا ہو وعدۂ دیدار
نہین تو اور کسی جلوہ گر کو دیکھتے ہین

بنی ہوئی ہے لفافہ پہ خط کے آنکھ اپنی
قدم قدم روش نامہ بر کو دیکھتے ہین

مقام رشک ہوا عرصۂ قیامت بہی
تجہی کو دیکھتا ہے جب بشر کو دیکھتے ہین

یہ رشک ہے تن لاغر سے ناتوانونکے
وہ کہینچ کہینچ کے اپنی کمر کو دیکھتے ہین

بتون کے واسطے دنیا نہین ہے جنت ہے
بہشت دیکھتے ہین جسکے گہر کو دیکھتے ہین

حیا تو دیکھیے آئینہ سے بہی پردہ ہے
وہ اپنے ہاتہہ ہی پہلے سحر کو دیکھتے ہین

خدا کرے سر محشر وہ بت ہو بے پردہ
کہ ہم بہی دیکھتے ہین سب کدہر کو دیکھتے ہین

نکل نہ آئے کہین داغ آرزو ڈر ہے
وہ چیر کر مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین

کسی سے کچہہ نہین مطلب ہے دیکھنے والے
تمہاری آنکھ تمہاری نظر کو دیکھتے ہین

۲۰۲

سکندر آئینہ ای داغ جام جم دیکھے
ہم اپنے خسرو والا گہر کو دیکھتے ہین

۱۴

شراب ناب ہے ہر رنگ کی اپنے پیالے مین
وہ طرہ کونسا گل مین ہے کیا ہے شاخ لالے مین

نغا نہین آہ مین فریاد مین شیون نالے مین
سناؤن درد دل طاقت اگر ہو سننے والے مین

نکیون ہو لاکہ مستانہ ادائین تیرے مینا مین
بغل مین دل نہین معشوق ہی اور وہ بھی ملتا ہے
خبر سنکر مرے مرنیکی وہ بولے رقیبونسے
قبا تنگی خلعت آنکی کا دش قہر کی سوزش
کہلا جاتا ہے زاہد آرزو مین حوض کوثر کی
تمہارا اٹھ کے آنا اور مریض غم کا مرجانا
لباس سرخ سی تم ہو کب خونین کفن کوئی
عجب کیا ہی شب غم عکس سے اپنی جھجک جاے
یہ کیسا رنج ہی یارب شگفتگی ہے خوشی جس سے
نگاہ شوخ ہی حلقے مین چشم شرمگین کے

گدائے میکدہ ہون ہر طرح کی ہے پیالے مین
بھرے ہین تم کے انداز اس نازنین کے پیالے مین
خدا بخشے بہت سی خوبیان تہین مرنوالے مین
مری دلمین تمہی حسرت ہی یا کانٹا ہی چھالے مین
کوئی تصویر اسکی کہنیچدے میرے پیالے مین
میرے جان فرق تو ہی سنبھلنے مین سنبھالے مین
نچوڑو تو لہو کی بوند تک نکلے نہ لالے مین
جو دیکھے منہہ یہ اپنا آئینہ لیکر اوجالے مین
کہ نغمے کی ہی کیفیت مرے دشمن کے نالے مین
تماشا ہے کہ بجلی کوندتی ہے آج نالے مین

نے مجھسے تو فرمایا تمہین کو داغ کہتے ہین
تمہین ہو ماہ کامل مین تمہین ستے ہو لالے مین

رہیگا کوئی تو تیغ ستم کے یادگارون مین
کسیکی نرگس مخمور کچھ کہدے اشارون مین
وہ غنچہ ہون شگفتہ دل رہا عالم کے خارون مین
جنون مین دیکھیئے میدان کسکے ہاتھ رہتا ہے
بڑہی تمکین مین کچھ شوخی تو کچھ شوخی مین بیتابی
وہ شرمائی ہوئی آنکھین وہ گھبرائی ہوئی باتین
عیادت کیلئے وہ بیخبر آیا کہ موت آئی

مرے لاشے کے ٹکڑے دفن کرنا سو مزارون مین
مزہ ہی راتدن چلتی رہے پرہیزگارون مین
وہ کانٹا ہون نہ کھٹکا مین کسیکو گلعذارون مین
پڑی ہی آبلون مین پہوٹ اور ایکا ہی خارون مین
ہوئے تم اور سے کچھ اور آکر بیقرارون مین
نکلکر گھر سے وہ کہنا ترا امیدوارون مین
اشارے ہو گئے کیسے مرے تیمارداران مین

اجل کا نام لین تقدیر کو روئین مجھے کوسین
مرے قاتل کا چرچا کیون ہے میرے سوگوارون مین

دل اپنا کسکا شیدا ہی تمہارا دالہ و شیدا
یہ کسکے جان نثارون مین تمہارے جان نثارون مین

پلک اُٹھتی نہین میری طرف کیا تھک گئین آنکھین
ابھی تو ہو رہی تھین غیر سے باتین اشارون مین

کوئی جنت کا خواہان ہی کوئی کوثر کا طالب ہے
اُڑا کرتی ہے بے پر کی ہمیشہ بادہ خوارون مین

اسی گلشن کی کھائی ہی ہوا تا زندگی ہمنے
جو مر جاؤن تو میرے پھول کرنا گلعذارون مین

ہوا ہے غیر کے طالع مین کیا ثابت سیارہ
نشان مشتری ملتا نہین میرے ستارون مین

جو ہم اُجڑے ہوئے پھر مہربانی چرخ نے گلچین
بجائے برگ پیدا ہون نشیمن شاخسارون مین

پھرا جاتا ہی اُس سمت کیطرف رخ اہل ایمان کا
مسلمان اپنے قبلے سے نہ منہ پھیرین ہزارون مین

خفا ہوتے ہو کیون عہد و وفا کے ذکر پر سچ ہے
نہ تم وعدہ خلافون مین نہ ہم بے اعتبارون مین

غضب ہے اور بھی اس سادگی پر مر گئے لاکھون
کہا تھا کس نے بن بیٹھین وہ میرے سوگوارون مین

ملے کیا تیر ہر ہر زخم مین ہے چور اے قاتل
اجل کے ہوش گم ہوتے ہین تیرے دلفگارون مین

۲۰ جلانا داغ کا اچھا نہین یہ دم غنیمت ہے ۲۱
کہ ایسا باوفا اک آدھ نکلے گا ہزارون مین

کوئی جانے تو کیا جانے وہ یکتا ہی ہزارون مین
ستمگارون مین عیارون مین دلدارون مین یارون مین

کسیکا دل تو کیا شیشہ ہی ٹوٹا بادہ خوارون مین
یہ توبہ ٹوٹکر کیون جا ملی پرہیزگارون مین

کہان ہے دختر رز ای محتسب ہم بادہ خوارون مین
ترے ڈر سے وہ کافر جا چھپی پرہیزگارون مین

ملیگا بعد میرے پھر نہ مجھسا قدردان اسکو
قیامت تک رہیگا بخت تیرہ سوگوارون مین

ہوئی گرم عنان جب ہوش و صبر و تاب و عقل و دین
دل بیتاب بھی اوّل ہوا پانچون سوارون مین

جو ارمانون مین دم میرا تو پیکانون مین دل میرا
یہ خوش ہے اپنے یارون مین وہ خوش ہے اپنے یارون مین

تجلی دیکھتے ہی حضرت موسیٰ کو غش آیا
نہ نکلی تاب بھی منہ سے یہ ہشیارونکی باتین ہین

دکھائین لب ہمرے اعجاز یا جادو کرین آنکھین
بظاہر فرق ہی کیا ہے ان بیمارونکی باتین ہین

نکر عشق و جنون مین گفتگو اے ناصح نادان
ترا منہ ہے کہ تو بولے یہ سرشارونکی باتین ہین

فرشتونکی الٰہی کیا سنون مین قبر کے اندر
کہ میرے کانمین اب تک عزادارونکی باتین ہین

دکھا دی کسنے چشم مست مجھے ایسے بہک اٹھے
کہ مجھ سے آج کچھ بہکی ہوئی یارونکی باتین ہین

نہ نکلی ایک جیبا سے داغ لاکھون کو ہرائی ہے
جسے سمجھے ہو خاموشی وہ بیماردلکی باتین ہین

دیر سے کعبے کو ڈرتے ہوئے ہم جاتے ہین
دیکھ لیتا ہے جو کوئی وہین تھم جاتے ہین

آپنے گھر سے نکالا ہین ہم جاتے ہین
پھر نہ آئینگے کبھی کھا کے قسم جاتے ہین

بیخطا سر مرے قاصد کا قلم ہوتا ہے
غیر کو تحفہ مین بن بنکے قلم جاتے ہین

دیکھتے ہی مجھے محفل مین رقیبون سے کہا
فتنے اٹھتے ہین جہان انکے قدم جاتے ہین

یون تو دم بھر نہین آتا انہین شب غم سے قرار
جب تصور مین وہ آتے ہین تو تھم جاتے ہین

مر گیا مین تو کس افسوس سے ظالم نے کہا
ہاتھ آئے ہوئے انداز ستم جاتے ہین

دل کا کیا حال لکھون صبح کو جب اُس بت نے
لیکے انگڑائی کہا ناز سے ہم جاتے ہین

خوف عصیان ہے کہ مردون نے کفن پہنا ہے
بھیس بدلے طرف ملک عدم جاتے ہین

حضرت داغ یہ ہے کوچہ قاتل اوٹھئے
جس جگہ بیٹھتے ہین آپ تو جم جاتے ہین

تیری صورت کو دیکھتا ہون مین
اُسکی قدرت کو دیکھتا ہون مین

جب ہوئی صبح آگئے ناصح
انہین حضرت کو دیکھتا ہون مین

وہ مصیبت سنی نہیں جاتی
جس مصیبت کو دیکھتا ہوں میں

دیکھنے آئے ہیں جو میری نبض
انکی صورت کو دیکھتا ہوں میں

موت مجکو دکھائی دیتی ہے
جب طبیعت کو دیکھتا ہوں میں

شب فرقت اٹھا اٹھا کے سر
صبح عشرت کو دیکھتا ہوں میں

دور بیٹھا ہوا سر محفل
رنگ صحبت کو دیکھتا ہوں میں

ہر مصیبت ہے بے مزہ شب غم
آفت آفت کو دیکھتا ہوں میں

نہ محبت کو جانتے ہو تم
نہ مروت کو دیکھتا ہوں میں

کوئی دشمن کو یوں نہ دیکھیگا
جیسے قسمت کو دیکھتا ہوں میں

۱۰

حشر میں داغ کوئی دوست نہیں
ساری خلقت کو دیکھتا ہوں میں

۱۱

دنیا میں وضعدار حسین اور بھی تو ہین
معشوق اک تمھین تو نہین اور بھی تو ہین

تیرے ہی در پہ حشر کا ہنگامہ ہو بپا
اس شہر مین مکان و مکین اور بھی تو ہین

لے آہ اک فلک کو جلایا تو کیا کیا
ایسے ہزار بر سر کین اور بھی تو ہین

نکلا نہ دل سے تیر ترا بیٹھکر کبھی
ہونے کو ورنہ گوشہ نشین اور بھی تو ہین

کیا فرض ہے ملے جو یہ زاہد ہی کو ملے
خواہان خلد برین اور بھی تو ہین

مرنا شب فراق مین جینے سے خوب ہے
بہلے گا دل کہ زیر زمین اور بھی تو ہین

کرتا ہے یون علاج کوئی درد عشق کا
تیرے علاوہ چارہ گزین اور بھی تو ہین

کیون چھوڑتی ہے جان و جگر کو تری نگاہ
سینے مین دل جہان ہے وہان اور بھی تو ہین

تمنے مری خبر بھی نہ پوچھی چلے گئے
غمخوار وقت بازپسین اور بھی تو ہین

تم خواب مین بھی آئے تو منھ کو چھپا لیا — دیکھو جہا ںمین پردہ نشین اور بھی تو ہین
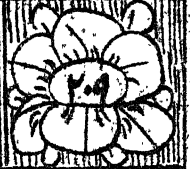
یہ رنج یہ الم ہو تو کیونکر ہو زندگی
عاشق جہان مین داغ حزین اور بھی تو ہین

۲۰۹ — ۱۱

خاک مین ملجائے دل گر مدعا پیدا کرون — جب مٹاؤن ایک کو تو دوسرا پیدا کرون
کیا کہون اللہ قدرت دی تو کیا پیدا کرون — بیشتر سب سے ترے دلمین وفا پیدا کرون
آفرینش سے مری کچھ اور تو مطلب نہ تھا — مدعا یہ تھا کہ پیدا کرکے نا پیدا کرون
مین تو خواہان اجل ہون چارہ گر کو یہ تلاش — ڈھونڈھکر سارے زمانے مین دوا پیدا کرون
یہ بتا دیتے ہین دشمن کو بھی اکثر راہ دوست — خضر مر جائین تو کوئی رہنما پیدا کرون
جو زمانے سے نرالا ہو فلک سے ہو جدا — فکر ہے انکو یہ انداز جفا پیدا کرون
روز اک دل سیکے سینے مین غدا پیدا کرے — اور مین ارمان اس دلمین نیا پیدا کرون
غیر کو میرے جلانیکے لیے پیدا کیا — وان تو یہ تھا آدمی ہر کام کا پیدا کرون
ہاے کیون آیا نہ صورت آفرین کو یہ خیال — آئینگے کس کام یہ بت انکو کیا پیدا کرون
سب دکھانیکے ہین قابل دلمین جتنے داغ ہین — کون سا پوشیدہ رکھون کونسا پیدا کرون

دل کو ہے اے داغ عمر جاودان کی آرزو
مین کہان سے چشمۂ آب بقا پیدا کرون
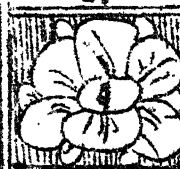
۲۱۰ — ۹

وہ سویا بھی تو یون سمجھا بت عیار پہلو مین — کہ رکھکر تکیۂ شب کو کھینچ لی دیوار پہلو مین
حرارت عشق کی دلمین سہن کی نہین ورنہ — ہر رنگ ہوگئے آتش پیدا ہو زنار پہلو مین
چھپایا ہے ترے تیر دنگو تیری ہی لگا ہون سے — ہزارون بار سینے مین ہزارون بار پہلو مین
اُسے لائین ہمیں لیجائین یا پیغام پہنچائین — یہ کیا کرتے ہین سب بیٹھے ہوے غمخوار پہلو مین

جگر کی ناتوانی مین کہون یا دل کی رنجوری
ادہر بیمار پہلو مین ادہر بیمار پہلو مین

کلیجا پیستا ہے دل مسلتا ہے کوئی میرا
کہان سے آگئی ظالم تری رفتار پہلو مین

مرید اے شیخ صاحب آپکو سر پر بٹھا لینگے
بٹھاتے ہین بھلا ایسونکو کب میخوار پہلو مین

یہ بجلی کیطرح تڑپے یہ بسمل کیطرح لوٹے
رہا تو کیا رہا گر دل رہا بیکار پہلو مین

۲۱۱

یہ نقشہ ہو گیا ہے داغ اب تو آنکی محفل کا
کہ ہر دم آئینہ ہے سامنے اغیار پہلو مین

۱۱

کیون نا امید ہون وہ خدا ہے بشر نہین
فردوس اغنیا کو کوئی قارون کا گھر نہین

وہ مست ناز ہو کہ کسی کی خبر نہین
اپنے بھی حال پر تمہین اب تو نظر نہین

آتا ہے مجکو یاد سوال وصال پر
کہنا کسی کا ہائے وہ منھ پھیر کر نہین

کیونکر یقین ہو کہ کیا وعدہ غیر سے
ہمنے سنی ہے منہ سے تیرے عمر بھر نہین

دو ہوتے میرے دشمن جان ایک ہی جگہ
اچھا ہوا کسی کا ترے دلمین گھر نہین

مین صبر دے بھی لونگا دل بیقرار کو
ٹھہرے جو ایک پل وہ تمہاری نظر نہین

شاید جو بغض و کین ہو تو آجائے مجکو صبر
پھر کیا ہو دلمین تیرے یہ بھی اگر نہین

وحشت مین شغل چاک گریبان کا ہو گیا
اب ہاتھ مرا دل بیتاب پر نہین

رہتا ہے کوئی جوش جنون بے اثر کئے
وحشت کی جسنے لے وہ مرا چارہ گر نہین

بیشک مجھے ہے عشق ہوا ہے خدا گواہ
جتنا ترے گمان مین ہے اسقدر نہین

۲۱۲

اے داغ کب چھپائے سے چھپتا ہے آفتاب
شہرہ کہان نہین ہے تمہارا کدھر نہین

۱۱

رخنہ گر بہت ہون یون اسلام مین
دخل ہے کس کو خدا کے کام مین

جنگ ہے ایک ایک مے آشام مین
بج رہی تھی کس کی جھوٹی جام مین

گالیان دیکر بھپھر کے جاتے ہین آپ
کیا مزا ہے تلخیٔ دشنام مین

جب وہ سنتے ہین بنا لیتے ہین منھ
مل گیا کیا زہر میرے نام مین

ناز ہم سے اور دشمن سے نیاز
طاق ہے وہ فتنہ گر ہر کام مین

جب شب غم کی دعا آئی ندا
صبح محشر ہے ابھی آرام مین

دل سے والبستہ ہین لاکھون حسرتین
زلف سے بڑھکر پھنسے اس دام مین

شور یارب سے وہ کافر ڈر گیا
ہے اثر بیشک خدا کے نام مین

کوئے جانان کی زمین ہے فتنہ خیز
آسمان ہے مفت کے الزام مین

چشم دلبر نے دکھایا یہ طلسم
دل ہین دیکھا کسی بادام مین

۲۱۴

داغ زاہد سے کہو کھنچتی ہے مے
ہو شریک اس کار نیک انجام مین

۱۴

فلک دیتا ہے جنکو عیش انکو غم بھی ہوتے ہین
جہان بجتے ہین نقارے وہان ماتم بھی ہوتے ہین

گلے شکوے کہانتک ہونگے آدھی رات گذری
پریشان تم بھی ہوتے ہو پریشان ہم بھی ہوتے ہین

جو رکھے چارہ گر کافور دونی آگ لگجائے
کہین پر زخم دل شرمندہ مرہم بھی ہوتے ہین

وہ آنکھین سامری فن ہین وہ لب عیسیٰ نفس دیکھو
مجھی پر سحر ہوتے ہین مجھی پر دم بھی ہوتے ہین

زمانہ دوستی پر ان حسینون کی نہ اترائے
یہ عالم دوست اکثر دشمن عالم بھی ہوتے ہین

بظاہر رہنما ہین اور دلین بدگمانی ہے
ترے کوچے مین جو جاتا ہے آگے ہم بھی ہوتے ہین

ہمارے آنسوؤنکی آبداری اور ہی کچھ ہے
کہ یون ہونیکو روشن گوہر شبنم بھی ہوتے ہین

ہمارے ساتھ ہی پیدا ہوا ہے عشق ای ناصح
جدائی کسطرح سے ہو جدا توام بھی ہوتے ہین

خدا کے گھر میں کیا ہے کام زاہد بادہ خواروں کا
جنھیں ملتی نہیں وہ تشنۂ زمزم بھی ہوتے ہیں

نہیں گھٹتی شب فرقت پر اکثر ہمنے دیکھا ہے
جو بڑھ جاتے ہیں حد سے وہ ہی گھٹکر کم بھی ہوتے ہیں

بچاؤں پیرہن کیا چارہ گر میں دست وحشت سے
کہیں ایسے گریبان دامن مریم بھی ہوتے ہیں

طبیعت کی کجی ہرگز مٹائے سے نہیں مٹتی
کبھی سیدھے تمھارے گیسوؤں پہ خم بھی ہوتے ہیں

جو کہتا ہوں کہ مرتا ہوں تو فرماتے ہیں مر جاؤ
جو غش آتا ہے تو مجھپر ہزاروں دم بھی ہوتے ہیں

کسی کا وعدۂ دیدار تو اے داغ برحق ہے
مگر یہ دیکھئے دل شاد اس دن ہم بھی ہوتے ہیں

۱۲ — ۱۳

روح کو چین ہجوم غم دلبر میں نہیں
صاحب خانہ کو آرام بھرے گھر میں نہیں

مجکو امید ہے مشکل مری آسان ہو گی
جو رکاوٹ ترے دل میں ہے وہ خنجر میں نہیں

اے غم عشق بجا نام ہے دل سے باہر
ایسے مہمان کی توقیر کسی گھر میں نہیں

کس سے وعدہ ہے جو گھبرائے ہوئے پھرتے ہو
یہ وہ گردش ہے جو میرے بھی مقدر میں نہیں

مجپہ بیداد کرو تو بھی غنیمت جانوں
تم سے امید کسی طرح کی محشر میں نہیں

آپکے لطف و عنایت کا بھروسا کیا ہو
کہ گھڑی بھر میں اگر ہے تو گھڑی بھر میں نہیں

دل کے ٹکڑوں کا مزہ حلق کی برش میں کہاں
نگہ ناز کی تیزی دم خنجر میں نہیں

لکھ لیے جاتے ہیں جو شیفتہ کہلاتے ہیں
کونسا نام ہے جو آپ کے دفتر میں نہیں

تیرا اک جہان اور بنادے یارب
ہے لب عہد شکن پر ابھی محشر میں نہیں

سخت جانوں سے جو منھ پھیر لیا اے قاتل
عرق شرم تو آب دم خنجر میں نہیں

ہمہ تن درد ہو عاشق تو مزہ ہے یہ کیا
سر میں ہے [illegible] دل میں جو ہے سر میں نہیں

نہ کیا جانئے کیوں سجدہ کیا اس بت کو
جانتا ہوں کہ خدا دور ہے پتھر میں نہیں

۲۱۵ — ۱۱

غیر کے عیش سے جلتا ہے عبث تو اے داغ
اسکی تقدیر مین ہے تیرے مقدر مین نہین

جب سر رہگذار پھرتے ہین
وہ بہت ہوشیار پھرتے ہین

کسکی آمد ہے میرے بالین پر
مضطرب غمگسار پھرتے ہین

عشق خانہ خراب کے ہاتھون
دربدر شہریار پھرتے ہین

میکدے مین عجب تماشا ہے
چار بیٹھے ہین چار پھرتے ہین

حشر مین اینڈتے ہوے یارب
کسکے تقصیر وار پھرتے ہین

بات پر اپنی جان دیدین گے
قول سے جان نثار پھرتے ہین

دن مرے ہاے دیکھیے کسدن
اے شب انتظار پھرتے ہین

صدقے ہوتے ہین شمع رو اس پر
گرد پروانہ وار پھرتے ہین

وہی کوچہ ہے اسکا اے قاصد
کہ جہان بیقرار پھرتے ہین

ہائے انکا خرام مستانہ
پی کے جب بادہ خوار پھرتے ہین

داغ کا ذکر سنکے وہ بولے
ایسے ایسے ہزار پھرتے ہین

۲۱۶ — ۷

گرنہ لے اپنا کھٹکا نادشمن
دوست نادان ہین دانا دشمن

دیکھیے گر اس کی پلک یا اللہ
تو ہو تیر دل کا نشانا دشمن

دیدۂ تر نہ بہانا آنسو
ڈھونڈھتے ہین یہ بہانا دشمن

دوست کو دوست نہ سمجھا تھے
اور دشمن کو نہ جانا دشمن

دوستی کی نہ رہی پھر امید
کاش ہوجائے زمانا دشمن

دشمن جان ہین بہت پراے عشق ۔ تجھے جانا تجھے ماتا دشمن

(۲۱۷) تم سمجھتے سواے یار قدیم
دل ہے اے داغ بڑا ناد شمن (۱۰)

مزے عشق کے کچھہ وہی جانتے ہین ۔ کہ جو موت کو زندگی جانتے ہین
شب وصل لین اونکی اتنی بلائین ۔ کہ ہمدم مرے ہاتھہ ہی جانتے ہین
نہو دل تو کیا لطف آزار و راحت ۔ برابر خوشی ناخوشی جانتے ہین
جو ہے میرے دل مین انھین کو خبر ہے ۔ جو مین جانتا ہون وہی جانتے ہین
پڑا ہون سر بزم مین دم چرا کے ۔ مگر وہ اُسے بیخودی جانتے ہین
کہان قدر ہمجنس ہمجنس کو ہے ۔ فرشتون کو بھی آدمی جانتے ہین
کہون حال دل تو کہین اس سے حاصل ۔ سبھی کو خبر ہے سبھی جانتے ہین
وہ نادان انجان ہوے ہین ایسے ۔ کہ سب شیوہ دشمنی جانتے ہین
نہین جانتے اسکا انجام کیا ہے ۔ وہ مرنا مرادل لگی جانتے ہین

(۲۱۸) سمجھتا ہے تو داغ کو رند زاہد
مگر رند اسکو ولی جانتے ہین (۱۰)

چاک ہو پردۂ وحشت مجھے منظور نہین ۔ ورنہ یہ ہاتھہ گریبان سے کچھہ دور نہین
وصل سے یاس ہوا ایسا دل مہجور نہین ۔ بت اگر دور ہی مجھسے تو خدا دور نہین
چھین لین دلکو اگر وہ تو یہ مجبوری ہے ۔ مین کہے جاونگا محتاج ہون مقدور نہین
سجدے کر نیسے مٹا خط جبین اے زاہد ۔ ہم کہے دیتے ہین قسمت مین ترے حور نہین
دلکو ہوتی ہے خبر آپ کہین یا نہ کہین ۔ ہمکو معلوم ہے وہ بات جو مشہور نہین

محتسب مانع حلت ہے گمان مے سے — سونگھنے کو بھی میسر مجھے انگور نہین

لب تک آئی تھی شکایت کہ محبت نے کہا — دیکھہ پچتائے گا خاموش یہ دستور نہین

رات دن نامہ و پیغام کہا تک ہونگے — صاف کہدیجئے ملنا ہمین منظور نہین

تمنے دی کوہکن و قیس سے مجکو نسبت — کوئی دیوانہ نہین مین کوئی مزدور نہین

(۲۱۹) کیا کرے داغ کوئی اسکی محبت کا علاج
وہ کلیجا ہی نہین جس مین یہ ناسور نہین (۱۱)

گلے ملا ہے وہ مست شباب برسون مین — ہوا ہے دل کو سرور شراب برسون مین

خدا کرے کہ مزا انتظار کا نہ مٹے — مرے سوال کا وہ دین جواب برسون مین

بچین گے حضرت زاہد کہین بغیر پیئے — ہمارے ہاتھ لگے ہین جناب برسون مین

حیا و شرم تمہاری گواہ ہے اسکی — ہوا ہے آج کوئی کامیاب برسون مین

یہ ضعف دل ہی کی خوبی ہے بلکہ ہے احسان — کبھی ہوا تو ہوا اضطراب برسون مین

شب وصال سے کیون نہ شرم آجائے — جب آئینہ سی بھی ٹوٹے حجاب برسون مین

ہمارے بعد کچھہ ایسا ہوا مزاج انکا — کہ لطف روز ہے سب پر عتاب برسون مین

نگاہ مست سی اسکی ہوا یہ حال مرا — کہ جیسے پی ہو کسی نے شراب برسون مین

کہان ہوا ہے رخ یار قابل بوسہ — یہ دن دکھائے گا یہ آفتاب برسون مین

نہ کیون ہو ناز مجھے اپنے دلربا ظالم — کیا ہے تونے جسے انتخاب برسون مین

(۲۲۰) وہ پوچھے داغ کی صورت کہ ہم ترستے ہین
ملا ہے آج یہ خانہ خراب برسون مین (۱۱)

یہ فتنہ آتش الفت کا پہنچے گا نہ محشر مین — لگی ہے آپکے گھر سے بجھیگی آپکے گھر مین

خمار آلودہ آنکھیں بل جبین پر درد ہے سر مین
رہے تم رات بھر بیچین کس کمبخت کے گھر مین

ہوا جب چاک دامن پارسا لکھے گئے یوسف
پھٹے مین پاؤن یہ ضرب المثل ہی نام دفتر مین

مزا جاتا رہا چوری چھپے بھی دیکھہ لینے کا
لگا دی غیر کی تصویر اُسنے روزن در مین

تری توسکتی بھی جھوٹ سے خالی نہین ظالم
مجھے ملتی ہے وہ جو بچکے رہجاتی ہے ساغر مین

بدل جائیگی قسمت حشر کو اہل معصیت کی
نہین ہی جب بھی تو ہو جائیگا میرے مقدر مین

مذمت کر رہا ہی بادۂ انگور کی واعظ
مزا جب ہے کہ ہو ایسی ہی تلخی آب کوثر مین

اثر ہوتا ہے ایسا جذب کامل اسکو کہتے ہین
بجاے آب خون بیگانہ ہے تیرے خنجر مین

تڑپکر لوٹکر رویا ہون مین جسدم شب فرقت
تو عالم موج دریا کا رہا ہی چین بستر مین

نکال اہل حسد کی بیگناہی ورنہ ای واعظ
رقیبون سے گلے ملنا پڑے گا مجھکو محشر مین

(۲۲۱) چلو کعبے ملے گی دولت وصل صنم تمکو
کمی کس چیز کی اے داغ ہی اللہ کے گھر مین (۹)
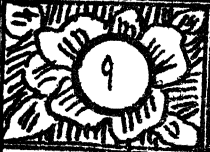
کوئی اب مجھہ سے آرزو ہی نہین
اب جو دیکھا مجھے وہ تو ہی نہین

ناصحون سے کلام کون کرے
اپنی ایسون سے گفتگو ہی نہین

اسقدر ناز ہے تمھین گویا
کوئی دنیا مین خوبرو ہی نہین

جو ترے لطف سے نکل جائے
وہ مرے دل کی آرزو ہی نہین

ہے وہ صورت پرست بھی دیکھو
فقط آئینہ عیب جو ہی نہین

روکش اسکا ہو کیا گل فردوس
وہ نزاکت وہ رنگ و بو ہی نہین

سادہ لوحی تو عشق مین دیکھو
جانتا ہون کوئی عدو ہی نہین

تیغ تیری عبث ہے تشنۂ خون
اس تن زار مین لہو ہی نہین

۲۲۲

عشق مین وضع کیا رہے اے داغ
کہ تجھے پاس آبرو ہی نہین

۱۳

ردیف واو

ضعف سے بیمار الفت کیا نکالے ہاتھ پانو
اس تپ اعضا شکن نے توڑ ڈالے ہاتھ پانو

تجھسے کیا نسبت کہ تھے لیلی کے کالے ہاتھ پانو
حق نے تیرے نور کے سانچے مین ڈھالے ہاتھ پانو

ہاتھ پکڑے مجکو کھینچے پھر سودِ وحشت بلا
اے جنون اب کر دیے تیرے حوالے ہاتھ پانو

صدقے ایسی قید کے قربان اس زنجیر کے
وہ کہے یہ مجھسے جب جانین چھڑالے ہاتھ پانو

آپ اور مجکو تہ زانو دبا کر کیجیے ذبح
بیٹھے رہیے بس ہین حنا دیکھے بہالے ہاتھ پانو

خواہ باندھین خواہ جکڑین انکو زنجیرین وہ
ہمنے اُن زلفون کے ہاتھون بیچ ڈالے ہاتھ پانو

دردسی ہو ہم اسیرون کی خبر کیونکر اُسے
صورت زنجیر کب کرتے ہین نالے ہاتھ پانو

دوڑنے دو اپنی رہ مین پیٹنے دو سر مجھے
ذبح سے پہلے ہی یہ مجرم کھٹکالے ہاتھ پانو

سیکڑون کو قتل لاکھون کو کیا ہے پائمال
یہ نکالے ہیں یہان تمنے نرالے ہاتھ پانو

ہاتھ اُلجھے جیب سے پھر پانون لپٹے خار سے
ہمنے زندان سے نکلتے ہی نکالے ہاتھ پانو

سر سنان نے سینہ خنجر نے لیا ناوک نے دل
ہین یہ تیری نذر لے تیغ جفا لے ہاتھ پانو

ذبح کرتے ہین یہی پامال کرتے ہین یہی
پھر بچائے رکھتے ہین یہ حسن والے ہاتھ پانو

۲۲۳

کر دیا ہے چور ہمکو نشہ الفت نے داغ
اب بھلا کوئی سنبھلتے ہین سنبھالے ہاتھ پانو

۹

سچ ہے تیری ہے آرزو مجکو
کہین جینے دے یون ہی تو مجکو

بندہ نو خضر پئے ہون ہر دم
رکھیے آنکھون کے روبرو مجھکو

کل تک اسکی تلاش تھی لیکن
آج ہے اپنی جستجو مجھکو

پہلے وہ سنا کہ تم نہ تھے آگاہ
اب وہ ہون سن لو کو بکو مجھکو

حشر مین کیا کہونگا جب وہ کہین
کیا نہین جانتا ہے تو مجھکو

وان شکایت پہ وہ حکایت ہے
کہ نہین جائے گفتگو مجھکو

لے حیات دو روزہ بے آئی
کن گرفتاریون مین تو مجھکو

نکہت گل ہے ناگوار دماغ
کیا سمائی ہوئی ہے بو مجھکو

۲۲۴

داغ یکسو ہو خوش نہین آئی
نہ اسیری نہ آرزو مجھکو

۹

دکھانا گر نہین منظور ہے ہر رو روش کو
لگایا کیون ہے پردہ تم لگا دو آگ چلمن کو

نہین صیاد گلشن مین بھی تھا شوق گرفتاری
بنایا یار ہا شکل قفس اپنے نشیمن کو

خدا چاہے اگر سنگین دلونکو سرنگون کرنا
تو پھر کیا ہی عجب گر بت کرے سجدہ برہمن کو

دم بسمل ہوئی کیون دیر اپنی دم نکلنے مین
قضا کیا مژدہ پہنچانے گئی تھی میرے دشمن کو

ملین روز ازل ہم غمزدونکو نعمتین کیا کیا
دل بیتاب ماتم کو لب فریاد شیون کو

اسے کہتے ہین وصل عاشق و معشوق و قاتل
کہ ملکر تیرے خنجر نے نچوڑا میری گردن کو

لباس عاشق دیوانہ بھی گویا ہے دیوانہ
گریبان آستین کو آستین لپٹی ہے دامن کو

ستم ہے جو دیکھے جلگئے معشوق کو عاشق
بجھاتے ہین پر پروانہ میری شمع مدفن کو

۲۲۵

اجل کے ہاتھ سے اے داغ بچنے کا نہین کوئی
نچوڑا دوست کو اسنے نہ پھر چھوڑے گی دشمن کو

۱۵

خیدہ جب ہو راز کہ منہ مین زبان نہو
ہم بات بھی کرین تو بغیر از فغان نہو

لے جائین آہ مجکو مری بدگمانیان
ظالم وہان کہ تیرا پتا بھی جہان نہو

رکھنا ہماری خاک سے کچھ راہ اے صبا
مرقد مین بند سوز جگر کا دھوان نہو

مارا نگاہ ناز سے پہلے جگر پہ تیر
پہرا دسپہ حکم یہ ہے کہ لب پہ فغان نہو

زاہد عذاب عشق صنم لطف حق سمجھ
یعنے عذاب ہم کو یہان ہو وہان نہو

کچھ چاہیے بشر کے لیے غم کی چھیڑ چھاڑ
ہم بھی نہون اگر ستم آسمان نہو

اٹھونگا خاک ہو کے تری رہگذر سے مین
بعد مرگ میرا جنازہ گران نہو

یرنگیے چمن جو مجھے یاد آگئی
گل پہ ہوا گمان کہ برگ خزان نہو

تم کو مزا نہ دے گی کبھی داستان عشق
جبتک ہماری منہ سے یہ قصہ بیان نہو

کہتے ہین لوگ زیر زمین جس کو آسمان
وہ کشتگان آتش غم کا دہوان نہو

ماز آئے ایسے لطف سے جو ہو ستم شریک
ظالم خدا کیو اسطے تو مہربان نہو

رکھتے ہین کیا چھپا کے غم یار دلمین ہم
ڈر ہے کہ یہ نصیب دل دشمنان نہو

اس بیخودی مین مینے گذاری شب فراق
زندہ ہون یہ گمان ہے کہ تجھکو گمان نہو

تامجھ کو قیس کیا نہ لگا لائے راہ پہ
لیلے کا راز دار اگر ساربان نہو

۲۲۶

تہمت کسی کو ظلم کی اے داغ کیون لگائین
شکوہ بتون سے کیا جو خدا مہربان نہو
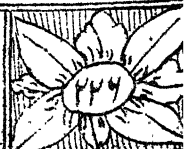
یہ سن حسن کے مزا پڑا ہر کسی کو
نصیبن مر کے دیکھا کسی پر کسی کو

خدا دے تو دے اپنا غم ہر کسیکو
کرے بندہ مائل کسی پر کسیکو

نجاؤن گا تنہا بہشت برین مین
کہ لے جاؤنگا دیکھے اندر کسیکو

یہ بجلی نہین جسکی اک سیر کر لی — تڑپ جاؤ دیکھو جو مضطر کسیکو

نکر نا صحا ایسی دیوانی باتین — یہ کیا کھینچ مارا جو پتھر کسیکو

زہے منصفی قتل تونے کیا ہے — وفا پر کسی کو دغا پر کسیکو

مجھے دیکھ لو ہو کے چین بر جبین تم — نہ دیکھا ہو گر زیر خنجر کسیکو

محبت مین جیجا گئے لٹ گئے ہم — لیا دل کسی نے دیا سر کسیکو

رہے تشنۂ دید مشتاق اُنکے — ملا بھی تو زہر آب خنجر کسیکو

بہت چھیڑ کر ہمکو پچتایئے گا — سُناتے نہین بندہ پرور کسیکو

یہ کہتی ہے اے داغ چتون تمھاری
کہ تم چاہتے ہو مقرر کسیکو

وقت آخر پوچھتے ہو کیا ہماری آرزو — اشکباری ہے تمنا بیقراری آرزو

خاک کرتا ہے تغافل گرچہ ساری آرزو — اُسپہ تجھسے آرزو دلبنے ہماری آرزو

ایک سے ہو ایک الفت مین گرانبار الم — دل ہے مجھپر بار تو ہو دلپہ بھاری آرزو

چشم تر گریہ سے کب نکلے مرے دلکی مراد — ساتھ اشکونکے نہین ہوتی کبھی جاری آرزو

کہدو یہ اہل ہوس سے رکھین کام آئیگی — کوڑیون کے مول بکتی ہے ہماری آرزو

گر لگا رکھنے کا مشتاقونکی آجاے مزہ — تم کو ہو جاے مری امیدواری آرزو

بجھ گئی اک وضع سی ابتک تو آگے دیکھئے — چھوڑتی ہے یا نہین یہ وضعداری آرزو

کون تھا مجھسا تمنائی کہ برسون میرے بعد — قبر پر آ آکے چلائی پکاری آرزو

لطف حسن و عشق تو جب ہے کہ دل سے دل ملے — کچھ ہماری آرزو ہو کچھ تمھاری آرزو

رفتہ رفتہ تیر سینے سے مرے قاتل نکال — لطف کیا نکلے اگر اکبار ساری آرزو

۲۸
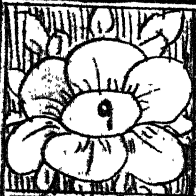
پھر مرے داغ کہن سے داغ تازہ ہوگئے
دل مین آئی صورت باد بہاری آرزو

۹

کیا چاک کیا تونے مری جان مرے دل کو
میرا ہی بنایا ہے گریبان مرے دل کو

اک کھیل ہوئی الفت جانان مرے دلکو
دشوار جو تجکو ہے وہ آسان مرے دل کو

تجکو ہے قسم درد محبت مرے دلکی
تو چین نہ دینا کسی عنوان مرے دل کو

پھر حسرت و ارمان و تمنا بھی نہونگے
اے یاس نہ کر بے سروسامان مرے دل کو

یا اوس بت گمراہ کو لا راہ وفا پر
یا پھیر دے اے گردش دوران مرے دل کو

اچھی کہی اچھا نہین کچھ دل کا لگانا
یہ لگ گئی اے ناصح نادان مرے دل کو

تاثیر دکھا جائے محبت تو عجب کیا
سینے سے لگا آج مری جان مرے دل کو

کچھ دور نہین بتکدہ و کعبہ سمجھ لین
کافر تری آنکھون کو مسلمان مرے دل کو

۲۲۹

ہے لطف تو یہ تجکو ہو محشر مین بھی انکار
اے داغ کہے تونے لیا ہان مرے دل کو

۹
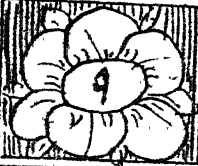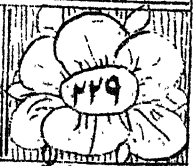
جوہر دکھا د صاحب جوہر کے روبرو
ہے قدر آئینہ کی سکندر کے روبرو

دل پھیلا ہے باندہ کے دلبر کے روبرو
جاتا ہے اک اسیر ستمگر کے روبرو

کہتا ہے سرد شاخ ثمر در کو دیکھکر
مفلس ہے بیوقار توانگر کے روبرو

روکر تھی شکم کو بھرین کیونکہ اہل حرص
شیشے کو ہچکی لگتی ہے ساغر کے روبرو

ڈرتے ہے کہنہ یار سے چرخ ستم شعار
رویا ہون شب کو دیدۂ اختر کے روبرو

اوس بت مین اک خدائی کا جلوہ ہے دور شیخ
سجدے کرے سے فایدہ پتھر کے روبرو

آنسو بہا رہا ہون خط یار پڑھ کے مین
یون دانہ ڈالتا ہون کبوتر کے روبرو

آدمی کے واسطے چشم بصیرت چاہیے
دل سے ہو منظور نظر و گو نہان ہو کوئی ہو

ہم نہیں اے آہ تو سارا زمانہ ہیچ ہے
پھونک دے سب کو زمین ہو آسمان ہو کوئی ہو

اے فلک یہ کیا ابھی کچھ تھا ابھی کچھ ہو گیا
غم ہو یا شادی ہو لیکن جاودان ہو کوئی ہو

آشنا حرف تمنا سے ہو تو کھینچے قلم
مین نہین کہتا کہ میری ہی زبان ہو کوئی ہو

وہ نہو تو یاس ہے یہ تو نہو کوئی نہ ہو
خانۂ دل مین الٰہی میہمان ہو کوئی ہو

غیر کو کیون چھوڑتے ہو قتلگاہِ عام مین
امتحان کی جبکہ ٹھہرے امتحان ہو کوئی ہو

بزم دشمن مین سنا دن عام یارب کیجیے
حشر ہو طوفان ہو مرگ ناگہان ہو کوئی ہو

مدفن عشاق پر کافی ہے تیرا نقش پا
عاقبت ان بے نشانون کا نشان ہو کوئی ہو

بعد مجنون داغ سے آباد ہے دشت جنون
اس خرابی کے لیے بے خانمان ہو کوئی ہو

نالہ کھینچین گے اگر تاثیر الٹی ہو تو ہو
راست ہی تدبیر گو تقدیر الٹی ہو تو ہو

وہ بھی برہم مین بھی راضی قتل کا سامان ہے
اب روان گردن پہ گر شمشیر الٹی ہو تو ہو

کر لیا وعدہ انھون نے ہو گئی تدبیر وصل
اور اسیر بھی اگر تقدیر الٹی ہو تو ہو

کچھ بہ خیال وصل سے اے دل نہین تو جہال
ہان مگر اس خواب کی تعبیر الٹی ہو تو ہو

ہم گنہگارون کا لکھا ہو سکے تغییر ای کلمہ
نامۂ اعمال کی تحریر الٹی ہو تو ہو

مر بھی جاؤن تو نہو انکو مرا مردہ عزیز
بلکہ میری لاش کی تشہیر الٹی ہو تو ہو

ہے جو نالہ کیا تدبیر اپنی ہے درست
عقل تیری آسمان تدبیر الٹی ہو تو ہو

اس ستمگر سے دل نافہم امید کرم
بیگمانا ہی ہمیشہ تعذیر الٹی ہو تو ہو

سیدھی سیدھی ہم تو باتین انکو لکھ بھیجین گے داغ
وان اطاعت گر تقریر الٹی ہو تو ہو

۴۴ غزل کیا خاک لکھیں حضرت داغ ۱۵

ہجوم کار سرکاری تو دیکھو

چلتے نہیں ہیں ساتھ مرے ہمسفر کے پاؤں
ہر گام پر دبانے پڑے راہبر کے پاؤں

آنکھوں نکے بل چلونگا تری راہِ شوق میں
موے مژہ بنینگے مری چشم تر کے پاؤں

کیا مضطرب ہے شب فرقت مری عزیز
پھرتے ہی پھرتے ٹوٹ گئے سارے گھر کے پاؤں

آتی ہے کوئی یار سے ستا نہ کسقدر
کیا لڑکھڑائے جاتے ہیں بادِ سحر کے پاؤں

وقت خرام ناز تعجب نہیں اگر
فتنے بھی لے کے چوم لیں اس فتنہ گر کے پاؤں

ہے کچھ جواب سست مقرر کہ جو ادھر
اُٹھتے ہیں دیر دیر مرے نامہ بر کے پاؤں

چلکر وہ میرے ساتھ بتائیں وہ راہ راست
آب بقا سے دہوکے پیوئیں خضر کے پاؤں

صبا و ہمنفس سے چھٹے بھی تو کیا چھٹے
کس کام کی ہیں چال نرے بال و پر کے پاؤں

لاکھوں نہیں مجکو ناز گیا وہ نگاہ باز
رکھا جو میں نے محفل اعدا میں ڈر کے پاؤں

آتا وہ دوڑ کر شب غم اے دعاء وصل
اللہ نے بنائے نہیں ہیں اثر کے پاؤں

تھک تھک کے بیٹھ جائے نکیوں تیری راہ میں
لوہے کے تو نہیں ہیں الٰہی بشر کے پاؤں

وہ آئے کس طرح یہ گیا کس طریق سے
ہیں میرے دل کے پاؤں نہ تیری نظر کے پاؤں

سینے سے اپنے ساتھ لٹا کر یہ لگ گئے
گویا تمہارے تیر تھے میرے جگر کے پاؤں

پہنچی ہے ایک آہ نہیں باب قبول تک
پھیلائے کیا دعا نے مرے ہاتھ بھر کے پاؤں

۴۱ اے داغ آدمی کی رسائی تو دیکھنا ۱۴
سر پر رکھے ہیں عرش نے خیر البشر کے پاؤں

جو دل تابع میں ہو تو کوئی رسوائے جہاں کیوں ہو

خلش کیون ہو طپش کیون ہو قلق کیون ہو فغان کیون ہو

مزا آتا نہین تھم تھم کے ہمکو رنج و راحت کا
خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الٰہی ناگہان کیون ہو

یہ مصرع لکھدیا ظالم نے میری لوح تربت پر
جو ہو فرقت کی بیتابی تو یون خواب گران کیون ہو

ہمیشہ آدمی کا آدمی غمخوار ہوتا ہے
یہی بے اعتباری ہو تو کوئی رازدان کیون ہو

بہت نکلین گے روز حشر تیرے جور کے خواہان
ستم کا حوصلہ دنیا مین صرف امتحان کیون ہو

غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہو گئی برپا
یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھسے مہربان کیون ہو

اوٹھین کو رنجش بیجا ہے لیکن ہے تو ہم سے ہی
محبت گر نہو باہم شکایت درمیان کیون ہو

گئے ٹھکرا کے مجھکو اور پھر کہتے گئے یہ بھی
نصیب دشمنان تو پایمال آسمان کیون ہو

نئی تاکید ہے ضبط محبت کی وہ کہتے ہین
جگر ہو تو فغان کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو

شریک دور مے بزم عدو مین خاک ہوتے ہم
کسی نے رات بھر اتنا نہ پوچھا تم یہان کیون ہو

تحمل کر سکے کیا حسن نازک ان نگاہون کا
ادھر سے مین نے چھپایا ہے وگرنہ وہ نہان کیون ہو

خدا شاہد ہے کیون کہتے ہو وعدون پہ
خدا کو کیا غرض میرے تمہارے درمیان کیون ہو

جگر سے کم نہین اے چارہ گر داغ جگر مجھکو
جو پیدا کی ہو مر مر کے وہ دولت رائگان کیون ہو

۱۴۳
نوید جانفزا ہے کیا خبر قاتل کے آنے کی
بتاؤ تو سہی تم داغ ایسے شادمان کیون ہو
۱۱

ردیف ہاے ہوز

لڑ گئی یار گلعذار سے آنکھ
اب نہین چھٹتی ہزار سے آنکھ

سمجھے وہ حیرت سے کچھ حسرت سے
خوب بنتی ہے انتظار سے آنکھ

دید کا بھی ہے کیا بڑا لپکا
نہین ہٹتی ذرا قرار سے آنکھ

انکو دیکھا ہے جو مکدر آج
بھر گئی سرمۂ غبار سے آنکھ

تو وہ ناوک نظر کیجیے
کیون چرائی ہے مزار سے آنکھ

دو بدو یون ہو مے کشی کا مزا
جام سے لب ملے تو یار سے آنکھ

اشک خونین نے گل کھلائے ہین
آنکھ آئی ہے کس بہار سے آنکھ

کیا بچے ناوک نظر سے دل
چوکتی ہی نہین شکار سے آنکھ

بولے وہ شکوۂ تغافل پر
ملی کس کس حیلہ دار سے آنکھ

یار سے آنکھ کیا ملاؤن مین | نہین ملتی ہے رازدار سے آنکھ

۲۱

نشہ ہیرا اوتر گیا اے داغ
کھل گئی غفلتِ خمار سے آنکھ

۲۱

یون شبِ وعدہ رہی طالبِ دیدار کی آنکھ
جسطرح سوے چمن مرغِ گرفتار کی آنکھ

کبھی لگتی ہی نہین نرگسِ بیمار کی آنکھ
اُسنے دیکھی ہی چمن مین کسی ہشیار کی آنکھ

ہم دکھالائین تجھے نرگسِ بیمار کی آنکھ
دُور سے ڈالیگی مگر بلبلِ گلزار کی آنکھ

آنکھ تقدیر نہ پھیرے نہ پھرے یار کی آنکھ
کیا ہوا ہم سے اگر پھر گئی اغیار کی آنکھ

نیند آئی ہی سرِ شام شبِ وصل نہین
کیا برے وقت لگی طالعِ بیدار کی آنکھ

شوقِ نظارۂ گلشن ہے تو لیجل صیاد
سیرِ گلزار کو اس مرغِ گرفتار کی آنکھ

رقصِ بسمل کے تماشے کا ہو شوق ایسا
بنگیا حلقۂ جوہر تری تلوار کی آنکھ

زلف دیتی ہے تری ابروے پرخم کا جواب
داد دیتی ہی تری شوخیِ رفتار کی آنکھ

طورِ سینا ہو جو دل کے خدا خیر کرے
بیطرح گھات مین ہے الفتِ عیار کی آنکھ

وہ تھے موسیٰ ہی جنھین تابِ نظارہ نہوئی
یان نہ جھپکیگی ترے طالبِ دیدار کی آنکھ

اے دلِ صاف صفائی کے تو یہ معنی ہین
کبھی میلی نہو آئینۂ رخسار کی آنکھ

اشکِ خون دیکھکے آنکھین نکالی ظالم
دیکھنے آئی ہے ترے طالبِ دیدار کی آنکھ

کیون نہ پھر خون ہو انکے کہ پلا ہے مجکو
شیشۂ بادہ کا دل ساغرِ سرشار کی آنکھ

جلوۂ یار سے دزدیدہ نگہ کھائے اپنے
آیتِ ظاہر مین تو ہے کافرِ دیندار کی آنکھ

اللہ اللہ کششِ حسن کو ہمراہ نگاہ
کھنچی جاتی ہے ترے طالبِ دیدار کی آنکھ

ہوئی جاتی ہے سوا بوسۂ لب کی قیمت
دیکھنے جاتے ہین وہ اپنے خریدار کی آنکھ

تحمل کر سکے کیا حسن نازک ان نگاہون کا
اوسے مین نے چھپایا ہے وگرنہ وہ نہان کیون ہو

خدا شاہد ہے کیون کہتے ہو وعدون پر
خدا کو کیا غرض میرے تمھارے درمیان کیون ہو

جگر سے کم نہین اے چارہ گر داغ جگر مجکو
جو پیدا کی ہو مر مر کے وہ دولت رائگان کیون ہو

نوید جانفزا ہے کیا خبر قاتل کے آنے کی
بتاؤ تو سہی تم داغ ایسے شادمان کیون ہو

ردیف ہاے ہوز

لڑ گئی یار گلعذار سے آنکھ
اب نہین چھپتی ہزار سے آنکھ

کچھ وہ حیرت سے کچھ وہ حسرت سے
خوب بنتی ہے انتظار سے آنکھ

دید کا بھی ہے کیا برا لپکا
نہین ہٹتی ذرا قرار سے آنکھ

انکو دیکھا ہے جو رہگذر آج
بھر گئی سرمۂ غبار سے آنکھ

تو وہ ناوک نظر کیجے
کیون چرائی ہے مزار سے آنکھ

دو بدو یون ہے ہمکشی کا مزا
جام سے لب لڑے تو یار سے آنکھ

اشک خونین نے گل کھلائے ہین
آنکھ آئی ہے کس بہار سے آنکھ

کیا بچے ناوک نظر سے دل
چوکتی ہی نہین شکار سے آنکھ

بولے وہ شکوۂ تغافل پر
لی کس کس حیلہ دار سے آنکھ

یار سے آنکھ کیا ملاؤں مین
نہین ملتی ہے رازدار سے آنکھ

نشہ پھر اُتر گیا اے داغ
کھل گئی غفلت خمار سے آنکھ

۲۱

یون شب وعدہ رہی طالب دیدار کی آنکھ
جسطرح سوے چمن مرغ گرفتار کی آنکھ

کبھی لگتی ہی نہین نرگس بیمار کی آنکھ
اُسنے دیکھی ہو چمن مین کسی ہشیار کی آنکھ

ہم دکھالائین تجھے نرگس بیمار کی آنکھ
دور سے ڈالیگی مگر بلبل گلزار کی آنکھ

آنکھ تقدیر نہ پھیرے نہ پھرے یار کی آنکھ
کیا ہوا ہم سے اگر پھر گئی اغیار کی آنکھ

نیند آئی ہے سر شام شب وصل انہین
کیا بُرے وقت لگی طالع بیدار کی آنکھ

شوق نظارۂ گلشن ہو تو سِل صیاد
سیر گلزار کرو اس مرغ گرفتار کی آنکھ

رقص بسمل کے تماشے کا ہوا شوق اسے
بنگیا حلقۂ جوہر تری تلوار کی آنکھ

زلف دیتی ہے تری ابروے پرخم کا جواب
داد دیتی ہے تری شوخی رفتار کی آنکھ

طور بیطور ہے جو دیکھے خدا خیر کرے
بیطرح گھات مین ہے اس بت عیار کی آنکھ

وہ تھے موسیٰ ہی جنہین تاب نظارہ نہوئی
یان نہ جھپکیگی ترے طالب دیدار کی آنکھ

اے دل صاف صفائی کے تو یہ معنی ہین
کبھی میلی نہوا اس آئینہ رخسار کی آنکھ

اشک خون دیکھکے آنکھین نکالین ظالم
دیکھنے آئی ہے ترے طالب دیدار کی آنکھ

کیون نہ پھر خون ہو ازل سے کہ ملا ہے مجکو
شیشۂ بادہ کا دل ساغر سرشار کی آنکھ

جلوۂ یار سے دیدار نہ پائے اپنے
آیات ظاہر مین تو ہے کافر دیندار کی آنکھ

اللہ اللہ کشش حسن کو ہمراہ نگاہ
کھینچی جاتی ہے ترے طالب دیدار کی آنکھ

ہوئی جاتی ہے سوا بوسۂ لب کی قیمت
دیکھے جاتے ہین وہ اپنے خریدار کی آنکھ

آگ عشق دل فرہاد کی بجھنے کی نہین
بنے دنیا بھی گر چشمہ کہسار کی آنکھ

گفتگو سے جو تھمی بات اشارہ سے بڑھی
جب جھکی انکی زبان اٹھ گئی طرار کی آنکھ

اے صبا اسکی گلی مین تو اڑا خاک مری
کہین میلی نہو اس در و دیوار کی آنکھ

دل چرایا ہے وہ اب آنکھ ملائین کیونکر
سامنے ہوتی ہے مشکل سے گنہگار کی آنکھ

۱۴

چبھی پڑتی ہے نگہ سے تری الفت اے داغ
کوئی چھپتی ہے محبت کی نظر پیار کی آنکھ
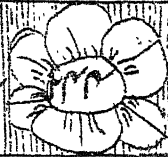
۱۳

یان تو بنا ہے جاتے ہین عشق بتان کے ساتھ
زاہد بہشت لینگے وہان کی وہان کے ساتھ

پہونکا نہ دام کو نہ جلایا قفس مرا
بجلی کی تیزیان نہین فقط آشیان کے ساتھ

میرے غبار نے بھی کیا منہ نہ اسطرف
مجکو کدورتین جو رہین آسمان کے ساتھ

آجائے خوب ناز و نزاکت کی تمکو چال
تم دو قدم چلو اگر اس ناتوان کے ساتھ

مانا کہ وہ ہین گھر ہی مین بیٹھے مگر یہان
سو جستجوئین ہین دل بدگمان کے ساتھ

واماندگی نے ایک جگہ تو بٹھا دیا
پھرتے تری تلاش مین کیا کاروان کے ساتھ

اے عشق باز آئے رفاقت سے تیری ہم
تو بھی کہین روان ہو عمر روان کے ساتھ

سب کو ہے تیری یاد کی لذت جدا جدا
دل کی ہے دل کے ساتھ زبان کی زبان کے ساتھ

زاہد کو ایک قطرۂ زمزم پہ ناز ہے
یان خم کے خم اڑائے ہین پیر مغان کے ساتھ

مٹتی نہین ہے خانہ خرابی کسی طرح
کیا میری بیکسی بھی بنی تھی مکان کے ساتھ

ہم ایک کہکے سنتے ہین دو چار گالیان
اک چھیڑ ہو گئی ہے ترے پاسبان کے ساتھ

اقرار حشر اے دل مضطر غلط نہ جان
تھوڑا یقین بھی چاہیے وہم و گمان کے ساتھ
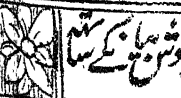
اللہ کرے کہ بند نہو داغ کی زبان
تعریف آپکی ہو اسی خوش بیان کے ساتھ

لذا لقابل محو صفات آفات کے ساتھ
وہ مزے رات کے ناداں گئے رات کے ساتھ

خط تسلیم ادب خلق تواضع تعظیم
کتنی تکلیف ہوئی شوق ملاقات کے ساتھ

بیقراری تو سمجھتے ہی ٹھہر جاتی ہے
آگیا صبر مگر مرگ مفاجات کے ساتھ

جا کے مل بیٹھیے جہاں پیر مغاں اور رند تنگ
کچھ عجب لطف ہے زندان خرابات کے ساتھ

لب ترے ذکر مسیحا پہ مجھے یاد آتے ہیں
چشمۂ خضر کا مذکور ہے ظلمات کے ساتھ

رہنما بادیہ گردی کو ہوئی جیب دری
پانؤں چلتے ہیں ہمارے یہ مری بات کے ساتھ

جلوہ دیکھے جو حقیقت ہے ہوش ربا کا صوفی
روح کیا سلب نہ ہو جائے کرامات کے ساتھ

اپنے مذہب میں ہو بہرہ کی عبادت سے فزوں
گذری جو کوئی گھڑی مد خوش اوقات کے ساتھ

۲۴۵

دست نواب گہر بار فلک دریا بار
داغ برسات نئی آتی ہے برسات کے ساتھ

۳۷
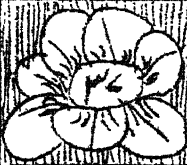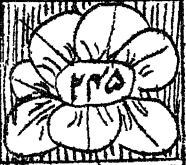
یارب ہے ہمیں عشق صنم اور زیادہ
کچھ تجھ سے نہیں مانگتے ہم اور زیادہ

دل لیکے نہ کچھ مانگ صنم اور زیادہ
مقدور نہیں تیری قسم اور زیادہ

ہستی سے ہوئی فکر عدم اور زیادہ
غم اور زیادہ ہے الم اور زیادہ

بھرتا نہیں جب زخم کسی شکل سے قاتل
بھرتا ہوں تری تیغ کا دم اور زیادہ

تھی بخت زلیخا میں خریداری یوسف
اوروں نے لگائے نہ درم اور زیادہ

تلوار جو ہو جائے کماں خوب نہیں ہے
ابرو میں ہے دوتاں کے خم اور زیادہ

انساں کی خواہش کو بڑھاتی ہے سخاوت
کرتے ہیں ستم اہل کرم اور زیادہ

یارب ہیں مرے ساتھ بہت حسرت و ارمان
ہو وسعت صحرائے عدم اور زیادہ

زندان سے بیاباں میں تو اضع ہوئی ٹہر کر
کانٹوں نے لیے میرے قدم اور زیادہ

ہے دلمین کیسی عالمِ تصویر کی تصویر
بس چھیڑ نہ کر ناخن غم اور زیادہ

دشمن کیطرف سے وہ ادہر ہو لکے آجائین
تاریک ہو تو اے شب غم اور زیادہ

القاب ہی پر ختم ہوا نامہ کرون کیا
چلتا نہین مطلب پہ قلم اور زیادہ

پہونچا ہون ادہر عرش سے اے ہمت عالی
اچھا ہے بڑے بڑہکے قدم اور زیادہ

ے اے دل بیمار تمناے شفا کر
درمان سے ہو درد والم اور زیادہ

جتنا وہ تماشہ کو کہڑے تہے لب ساحل
بیتاب تہی موج لب یم اور زیادہ

دل پیچ مین تقدیر کے پابند اور اسیر
طرہ ہے تری زلف کا خم اور زیادہ

رہبر نے ترا کوچہ دکہا کر مجہے چہوڑا
آگے نہ بڑہا چار قدم اور زیادہ

پہونچا ہون لب گور تو مین اے غم الفت
اب چہوڑ کہ مجہہ مین نہین دم اور زیادہ

بگڑی تہی ہوا آہ کی آخر شب وعدہ
نکلا مرے نالون کا بہرم اور زیادہ

کیا صلح کرین دل کی ترے تیر نظر سے
چہنتی ہے صفائی مین بہم اور زیادہ

دل بوسہ پہ ٹہہرا تہا جگر چہین لیا کیون
کیا مفت مین لی ایک رقم اور زیادہ

پائی ہے امان کس نے تری تیغ نظر سے
قربان ہوے صید حرم اور زیادہ

خط انکا بہت خوب عبارت بہت اچہی
اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ

گہر بیٹہے کرے دل سے طواف اسکی گلی کا
جہگڑا ہی اب اے اہل حرم اور زیادہ

وہ حال ہے میرا کہ عدو کہتے ہین انسے
کرنا نہ خبردار ستم اور زیادہ

قاصد مگر اغیار کا لکہا ہی جہان حال
پاتا ہون وہان زور قلم اور زیادہ

۲۴۶

صد شکر کہ نواب کے الطاف سے اے داغ
چنند اہل سخن جمع ہین کم اور زیادہ

۱۱
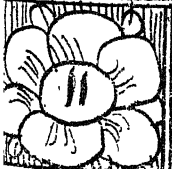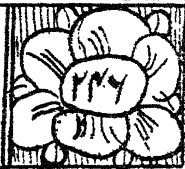
نہین ہوتی بندے سے طاعت زیادہ
بس اب خانہ آباد دولت زیادہ

محبت مین سو لطف دیکھے ہین لیکن
مزا دے گئی ہے شکایت زیادہ

مریض محبت کی اچھی دوا کی
اُسے کل سے ہے آج غفلت زیادہ

وہ تشریف لاتے ہی بولے کہ رخصت
نہین ہمکو ملنے کی فرصت زیادہ

الٰہی زمانے کو کیا ہو گیا ہے
محبت تو کم ہے عداوت زیادہ

عدم سے سب آئے ہین یان چار دنکو
نہین ہوتی منظور رخصت زیادہ

بنے حوض سے صحن مینخانہ بھر کر
زیادہ برس ابر رحمت زیادہ

تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی تو دیکھین
کہ ہے کون سا خوبصورت زیادہ

مری بندگی سے مرے جرم افزون
ترے قہر سے تیری رحمت زیادہ

حیا اُسکی آنکھونمین کیونکر ہو یارب
کہ شوخی سے بھی ہے شرارت زیادہ

۲۴۷
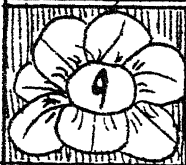
بہکتے نہ تھے داغ یون گفتگو مین
مگر پی گئے آج حضرت زیادہ

۹

ردیف یای تحتانی

مجکو جنت مین نہ راحت ہوگی
گر یہی دل یہی قسمت ہوگی

اس بُرے حال پہ وہ کہتے ہین
رنج و غم کی یہی صورت ہوگی

جان دیدون تجھے پر ڈرتا ہون
کہ امانت مین خیانت ہوگی

تیرے ہاتھون مجھے اے رنج فراق
کبھی مرنے کی بھی فرصت ہوگی

یا مری داد ملے روز جزا
یا قیامت پہ قیامت ہوگی

کوچۂ یار کہین چھٹتا ہے
ہین نہو لگا مری تربت ہوگی

جسکو کہتے ہین جہنم کی آگ
غیر کی گرمیٔ صحبت ہوگی

اپنے مطلب کی تو سُن لو مجھسے
یہ نہ جانو کہ شکایت ہوگی

۲۴۶

اب کی میخانہ سے اُٹھکر اے داغ
کعبے جائین گے جو وحشت ہوگی

۷

جب وہ بت ہمکلام ہوتا ہے
دل و دین کا پیام ہوتا ہے

اون سے ہوتا ہی سامنا جسدن
دور ہی سے سلام ہوتا ہے

دلکو روؤن کہ چشم گریان کو
ایک ہی خوب کام ہوتا ہے

آپ ہین اور مجمعِ اغیار
روز دربار عام ہوتا ہے

زیست سے تنگ ہین بچھڑے ہمین
دیکھ غصہ حرام ہوتا ہے

لیجیے موسیٰ سے لن ترانی کی
اب تو ہم سے کلام ہوتا ہے

۲۴۹

داغ کا نام سنکے وہ بولے
آدمی کا یہ نام ہوتا ہے

۱۱

اللہ اللہ ری پریشانی مری
زلفِ جانان بھی ہے دیوانی مری

کیا ٹھکانا مجھسے نازک طبع کا
ہو چکی جنت سے مہمانی مری

تیز ہے خنجر تو قاتل نازنین
سخت دشواری ہے آسانی مری

روبرو اُس بدگمان کے ذکرِ عشق
میرے آگے آئی نادانی مری

آجکل ہے انکی تصویرون سے شوق
کیا کبھی دیکھی تھی حیرانی مری

روسیاہی کام آئی روزِ حشر
شکل زاہد نے نہ پہچانی مری

بن گیا کعبہ وہی میرے لیے / ٹک گئی جس در پہ پیشانی مری
ہائے دل لے کر ترا ناز و غرور / وائے دل دیکھ پشیمانی مری
تر ہوا دامن ہوئے گلرنگ سے / رنگ لائی پاکدامانی مری
اس گرفتاری پہ ہیں اپنی نثار / لو وہ کہتے ہیں نگہبانی مری

۲۵۰ — ۱۲

آگیا داغ انکے دل میں یہ غرور
شکل ہے دنیا میں لاثانی مری

بے لاگ ہے تیغ جنگجو کی / رکھتی ہی نہیں لگی گلو کی
جب پاؤن تھکے تو جستجو کی / جب دل نہ رہا تو آرزو کی
رستے پہ ترے چلی قیامت / سچ ہے کہ بڑی ہے چال چوکی
جب تم نہ ملے تو درد دل نے / اوٹھہ اوٹھہ کر اجل نے جستجو کی
مطلب کی کہی نہ ایک ظالم / کیا بات ہے تیری گفتگو کی
انکو ہے عدو سے وہ تمنا / جس بات کی ہمنے آرزو کی
پھر وحشت دل ہے اور صحرا / لیں خار نے دھجیاں رفو کی
کچھہ کم نہیں قدر ناامیدی / ہے یہ بھی ہزار آرزو کی
ہم بادہ کشوں کی خاک سے بھی / آئیگی صدا سبو سبو کی
اللہ کو کیا جواب دونگا / عادت ہے بتوں سے گفتگو کی
کچھہ ضبط ہماری خاطر اے چشم / کچھ شرم ہماری آبرو کی

۲۵۱

اس خانہ خراب دل میں اے داغ
مٹی ہے خراب آرزو کی

تدبیر سے قسمت کی برائی نہین جاتی
بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہین جاتی

دل لیکے وہ اب جان طلب کرتے ہین مجھسے
یہ ایسی بُری ہے کہ اوٹھائی نہین جاتی

مے پی تو سہی توبہ بھی ہو جائیگی زاہد
کمبخت قیامت بھی آئی نہین جاتی

آنسو نہ پئے جائینگے اے ناصح نادان
ہیرے کی کنی جان کی کھائی نہین جاتی

بیٹھا ہی رہا نقش تری رفتار نے ظالم
آندھی سے مری خاک اوڑائی نہین جاتی

دل بھر آیا ہو کہ تری تیغ نزاکت کی
اک پھانس کی تکلیف اوٹھائی نہین جاتی

گرتی ہے نشیمن پہ مرے کوند کے بجلی
صیاد کے گھر آگ لگائی نہین جاتی

ہر چند ہے افشاے محبت مین خرابی
یارون سے مگر آنکھ چرائی نہین جاتی

بے دیکھے یہان دل مین ہے کیا ایک تمنا
وہ تا بزبان خوف سے لائی نہین جاتی

اللہ رے تنگئ دہن ناز کئے لب
وعدہ پہ قسم آپ سے کھائی نہین جاتی

للہ مرے ذبح پہ تکبیر تو پڑھ لو
اتنی بھی زبان تمسے ہلائی نہین جاتی

یارب کوئی آفت تھا محبت کا پتنگا
وہ آگ لگی ہے کہ بجھائی نہین جاتی

۲۵۲

اے داغ کہا حال دل اُس دشمن جان سے
نادان ترے دل کی صفائی نہین جاتی

۱۱
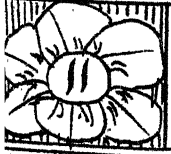
اشک خون رنگ لائے جاتا ہے
داغ اپنے جمائے جاتا ہے

کس صفائی سے تیرے دلکا غبار
مٹتے مٹتے مٹائے جاتا ہے

کتنا باوضع ہے خیال اُسکا
بیکسی مین بھی آئے جاتا ہے

دیکھنا رشک اُسکی محفل مین
ایک کو ایک کھائے جاتا ہے

نا امیدی مٹائے جاتی ہے
شوق نقشہ جمائے جاتا ہے

ہمت انکی کہان مدد ای ضعف
کوئی دامن بچائے جاتا ہے

وہ جدہر کو گئے اوٹہا یہ شور
وہ قیامت اوٹہائے جاتا ہے

دل وہ نعمت ہے سمجہا شیرین لب
نظرون نظرون مین کہائے جاتا ہے

آتش شوق کیا بجہے ناصح
تو تپنکے لگائے جاتا ہے

غم نے اوسکے گہلا دیا دیکہو
مجکو دہیان کہائے جاتا ہے

۲۵۳ — اوسکا آنا تو در کنار اے داغ
دل ہی قابو سے ہاے جاتا ہے — ۹

ہر بات مین کافر کی کیا آن نکلتی ہے
وان آن نکلتی ہے یان جان نکلتی ہے

سو حسن ادا بلتے ہین سو ناز برستے ہین
اے صل علی تجہہ مین کیا شان نکلتی ہے

قسمت پہ مری کیا کیا رمال کو حیرت ہے
جو شکل نکلتی ہے حیران نکلتی ہے

وعدہ نہ وفا کرنا پہر اوسپہ یہ تاکیدین
تا حشر ٹہہر جاؤ کیون جان نکلتی ہے

یہ خانۂ دل جیسا سنسان نظر آیا
بستی کوئی کم ایسی ویران نکلتی ہے

آبادی دل کا ہی اسدرجہ خیال اب تو
حسرت بہی نکلتی ہے تو جان نکلتی ہے

چتون کے سمٹنے سے بل ابرو کی کہلین کیسے خم
پہر دل کی گرہ کوئی آسان نکلتی ہے

دلبر ہین ادائین بہی دلکش ہین جفائین بہی
اک آن ستمگر مین ہر آن نکلتی ہے

۲۵۴ — بے طرح چبہی جی مین اے داغ پلک اوسکی
یہ پہانس کوئی دل سے نادان نکلتی ہے — ۹

داغ ہر چند جہان گرد ہی سودائی ہے
آگئے سر کی قسم آپ کا شیدائی ہے

صورت وصل نہ تہی کوئی بجز رنجش غیر
وہ جو بگڑے ہوے آئے ہین تو بن آئی ہے

اور کیا خاک ملیگی دل بسمل کی مراد ۔ جو تماشا ہے جہان کا وہ تماشائی ہے

شکوۂ ظلم پہ ادل تو وہ خاموش ہوئے ۔ پھر یہ جھنجھلا کے کہا کیا مری رسوائی ہے

جب کبھی بیٹھے بٹھائے خفقان او جھلا ہے ۔ ہمنے جا کر اُسی کوچے کی ہوا کھائی ہے

نہین معلوم کہ ہین کون بلا حضرت عشق ۔ یون تو اپنی بھی مانے سے شناسائی ہے

مژدہ اسکو پہ پہنچنا کام ازل ہے تجھسے ۔ حسرت اُسنیہ ہی جو کمبخت تمنائی ہے

غشی آ ایک ہی لینے دم بوسہ اُنکی ۔ وہ یہ کہتے ہی رہو موت تری آئی ہے
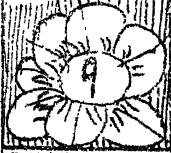
۲۵۵ ۔ ۹

داغ کو اب کسی گلرو سے ملاقات نہین
ہم نے ہیرون اسی گلشن کی ہوا کھائی ہے

ہمارے قتل کی تدبیر روز وان ٹھہری ۔ یہ زندگی تو نہ ٹھہری بلای جان ٹھہری

ہزار ونمی فن ہوے مجھسے مضطرب یارب ۔ یہ کس طرح سے زمین زیر آسمان ٹھہری

ہماری خاک کی یہ بادیان ذرا دیکھو ۔ کہان کہان سے اُڑی اور کہان کہان ٹھہری

مرے تڑپنے سے تسکین تمھین تو چین آیا ۔ چلو تمھاری طبیعت تو مہربان ٹھہری

سر نیاز ہوا ٹھوکرون ہی مین پامال ۔ جبین عجز مری سنگ آستان ٹھہری

پڑھا دیے جو اُسے چند حرف بیتابی ۔ پیامبر کے دہن مین یہ زبان ٹھہری

جب آیا چین ہمین اُسنے کر دیا بےچین ۔ تری نگاہ ہماری مزاجدان ٹھہری

یہان یہ غم کہ چکا دل کا مول اک بوسہ ۔ وہان یہ فکر کہ قیمت بہت گران ٹھہری

۲۵۶ ۔ ۹

ہزار رنگ کھائیگا داغ داغ جگر
مری بہار نہ ٹھہری کوئی خزان ٹھہری
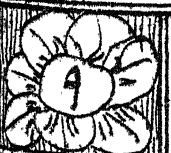
تجھ سے وا جا کے ملے دل سے بھی کم ملتا ہے ۔ کوئی ملنے ہی سے ای عربدہ جو ملتا ہے

اسطرح دشمن چھپانے سے نہیں ملتا کوئی
کیا لپٹ کر ترے خنجر سے گلو ملتا ہے

کیجیئے اے قسمت برگشتہ تلاش دشمن
دوست کو ڈھونڈتے ہیں ہم تو عدو ملتا ہے

لگ گیا دل سے یکایک ترے سوفار کا رنگ
ورنہ بیگانے سے برہو نہیں لہو ملتا ہے

خرچ کم یہ ہے کچھ ہمکو ملے یا نہ ملے
یہ بڑی دولت دنیا ہے کہ تو ملتا ہے

دیکھئے پیر کرم ساقی کی سخاوت زاہد
ایک ساغر کوئی مانگے تو سبو ملتا ہے

گل کھلائیگی عجب رنگ کی یہ شان مژہ
اسکو پانی کی جگہ روز لہو ملتا ہے

ارمغاں دیتے ہیں ہم پیر مغاں کو جا کر
کوئی اچھا جو ہمیں ظرف وضو ملتا ہے
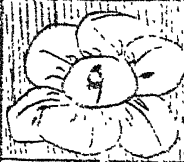
خاک میں داغ ملاتے ہیں جو عزت تیری
مر کے بھی بخت کہ السیوں ہی سے تو ملتا ہے

چھوٹے نہ ہم رہے قاتل کے ہاتھ سے
نکلے نہ ایک بار بھی ہم دل کے ہاتھ سے

اے قیس گر چھپانے اور اڑا یا تو ہاتھ کیا
اوٹھا نہ پردہ صاحب محمل کے ہاتھ سے

اے اضطراب شوق یہ کیسا اثر کیا
تلوار چھوٹی پڑتی ہے قاتل کے ہاتھ سے

ہے خط جادہ راہ محبت میں تیغ تیز
کٹتے ہیں پاؤں دوری منزل کے ہاتھ سے

دشنام کے ہیں مجھے زہر بھی قبول
اس انجمن میں ساقی محفل کے ہاتھ سے

ٹھہر ذرا لگی ہی آگ وار کر چلے
دامن بچائے جاتی ہو بسمل کے ہاتھ سے

کوئی سمجھ کے بات کہے تو جواب دیں
دم ناک میں ہے ناصح جاہل کے ہاتھ سے

پہونچی نہ اہل فیض سے نوبت سوال کی
خود ہاتھ وہ ملاتے ہیں سائل کے ہاتھ سے

اے داغ دستگیر ہے وہ پیر کم نگر
لی بیعت کے ہاتھ مرشد کامل کے ہاتھ سے

بے وجہ اجتناب نے رسوا کیا مجھے
ظالم ترے حجاب نے رسوا کیا مجھے

مین نے جو آہ کی تو کہا اُس نے غیر سے
اس خانمان خراب نے رسوا کیا مجھے

کھوئی ہی اُسنے نشہ مین سب دلکی آرزو
اک ساغر شراب نے رسوا کیا مجھے

یارون پہ کھل گیا اثرِ الفتِ نہان
اُس بت کے اضطراب نے رسوا کیا مجھے

اُس پہ گمان ہے پوچھ کے تعبیر ہین خجل
میرے بیان خواب نے رسوا کیا مجھے

محشر مین حال دل دم پرسش کہے بتا
کیا کیا مرے جواب نے رسوا کیا مجھے

کچھہ اُنکے مہر و لطف نے مشہور کر دیا
کچھہ یہ بخشش و عتاب نے رسوا کیا مجھے

اِس لطف خم بخم نے کیا شہرہ آپکا
اس دل کے پیچ و تاب نے رسوا کیا مجھے

۲۶۰

اے داغ سب یہ حضرت دل کے سلوک ہین
جو کچھ کیا جناب نے رسوا کیا مجھے

۱۱

آئینہ منہ پہ برا اور بھلا کہتا ہے
سچ ہے یہ صاف جو ہوتا ہے صفا کہتا ہے

دم اعجاز مسیحا کو برا کہتا ہے
لب ترا سحر کچھ ایسے ہوش ربا کہتا ہے

مرے افسانہ بیہودہ ہوکے خفا کہتا ہے
کوئی سنتا بھی ہے اسکی کہ یہ کیا کہتا ہے

حق ہے اسبات کا ناصح کا طرفدار ہون مین
دلکی کہتا ہے جو اس دلکو برا کہتا ہے

ہر دم اپنا دم آخر کی سناتا ہے خبر
ہر نفس ہم نفس احوال فنا کہتا ہے

چل چکی خوب ستمگر ترے خنجر کی زبان
دہن زخم کی سن تو کہ یہ کیا کہتا ہے

غیر اچھے جو زمانے کے برے کہلائے مین
مین برا ہون کہ جہان مجکو بھلا کہتا ہے

ہے تری شربت دیدار کی تاثیر عجیب
زہر کہتا ہے کوئی کوئی دوا کہتا ہے

دیکھنا میرے بت ہوش ربا کا جلوہ
دیکھکر شیخ جسے جل علا کہتا ہے

شور محشر ترے مستون پہ بہت چلایا | یہ بھی جانا نہ کسی نے کہ یہ کیا لکھا ہے
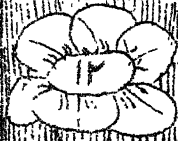
۲۶۱ — ۱۲

سنہرے تار دکن واغ ہے شہرت تیری
اب تو کچھ اور ترا بخت رسا لکھتا ہے
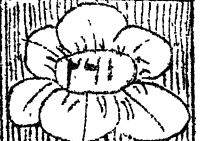
اس انجمن سے بہت بیقرار ہو کے چلے | سرور ہو کے ہم آئے خمار ہو کے چلے
بتون کے کوچے سے ہم دلفگار ہو کے چلے | شکار کرنے کو آئے شکار ہو کے چلے
بجھائے پیاس مری شرمسار ہو کے قاتل | کہ خوب تیغ تری آبدار ہو کے چلے
تری نگاہ بہت مست ہے سنبھل کے ذرا | سمند ناز ادا پر سوار ہو کے چلے
ٹھہر گئے وہ جہان سرو باغ تھے گویا | اگر چلے تو نسیم بہار ہو کے چلے
نہیں ہے بادہ ساغر تو اتنی ای ساقی | نگاہ مست مے خوشگوار ہو کے چلے
الٰہی جائینگے کس گھر یہ ہمسے وحشت ناک | بہشت سے بھی اگر بیقرار ہو کے چلے
پیامبر بھی تو انسان ہے فرشتہ نہیں | الٰہی صبر دل بیقرار ہو کے چلے
وہ تفتہ دل ہون جو جم دریا مین تہ نشین ہونگے | تو موج بحر یقین ہے غبار ہو کے چلے
کسی کی آنکھ مین وہ انتظار ہو کے رہی | کسیکے دل سے شکیب و قرار ہو کے چلے
خبر نہو مجھے وہ کشتۂ تغافل ہون | جو حشر بھی مرے سوے مزار ہو کے چلے
گلے لگا کے انہیں عذر یہ کیا مین نے | مری گلی سے وہ جب شرمسار ہو کے چلے

۲۶۲ — ۱۵

نگاہ یار کی پھرتی ہے بزم سے اے داغ
رقیب بھی مرے یار ونکے یار ہوتے ہین

طبیعت کوئی دن مین بھر جائیگی | چڑھی ہے یہ آندھی اتر جائیگی
رہینگی دم مرگ تک خواہشین | یہ نیت کوئی آج بھر جائیگی

رہے گی یہی ہجر ہو یا وصال
کہ اک بات آخر ٹھہر جائیگی

نہ تھی یہ خبر ہجر کی اپنی سنبھال
ادھر آئیگی اور ادھر جائیگی

محبت میں جان اور سر پہ کھیل
وہ بازی نہیں ہے کہ ہر جائیگی

کہوں گا میں حشر کو تیرے ظلم
یہ خلق خدا کیا کہ کر جائیگی

خدا کے لیے آج اقرار کر
کہ پھر بات کل حشر پہ جائیگی

نہ گذری شب ہجر جیتے ہیں ہم
تڑپتے پھڑکتے گذر جائیگی

مرا حال کہتے ہیں ان سے کہو
ڈرینگے جو سچی خبر جائیگی

نہ جائے کوئی میری میت کے ساتھ
مری بیکسی نوحہ گر جائیگی

رہے گا ترا جلوہ پیش نظر
جہاں تک ہماری نظر جائیگی

شتابی سے وہ آئیں ورنہ قضا
مرے سر پہ احسان دھر جائیگی

نہ چھوڑیگی دامن کبھی مشت خاک
صبا ہم سے اوڑ کر کدھر جائیگی

صبا اس گلی سے مری خاک کو
جب آئیگی برباد کر جائیگی

۲۴۳

دیا دل تو اے داغ اندیشہ کیا
گذرتی جو ہوگی گذر جائیگی

۱۳

دشمنوں سے دوستی غیروں سے یاری چاہیے
خاک کے پتلے بنے تو خاکساری چاہیے

عشق میں کچھ یاس کچھ امیدواری چاہیے
کچھ تحمل چاہیے کچھ بیقراری چاہیے

جنکو حسن و عشق کے دعوے ہیں انکے واسطے
دل ہمارا چاہیے صورت تمہاری چاہیے

وعدہ تو کر لو ابھی پھر وفا کرنا تم
ناامیدوں کے لیے امیدواری چاہیے

اس تغافل سے کہیں چھپتا ہے راز نہاں
اب نرالی کوئی طرز پردہ داری چاہیے

جفا کرتا ہے تو بدلے وفا کے
خدا کو مان اے بندے خدا کے

کسی کے عشق نے کی دلمین گرمی
کہلے رہتے ہین بند اونکی قبا کے

پریشان کر دیا دل نے اولجھکر
کہلے جاتے ہین بل زلف دوتا کے

ہوا ہون کشتۂ پاے نگارین
مرا خون سر ہوا رنگ حنا کے

نہ خوش ہوا ہے تبون ہمکو ستا کر
بڑے دسو کارخانے ہین خدا کے

ہوئی جاتی ہین کیون نیچی نگاہین
کہو تو کیا ہے قربان اس حیا کے

وہ روئے دیکھکر میت کو میری
بچھے آنسو ذرا اہل عزا کے

اولجھنا زلف سے لڑنا نگہ سے
بنے ہین حضرت دل بھی بلا کے

۲۶۶ مری مشکل ہوئی اے داغ آسان
تصدق اپنے مین مشکل کشا کے ۱۸

جنون نہین تن پہ لباس غبار باقی ہے
کب اپنے پاس کفن کو بھی تار باقی ہے

ابھی نزاکت رفتار یار باقی ہے
ابھی زمانہ نا پائیدار باقی ہے

خزان ہی دیکھکے وحشت سی چھا گئی دلپر
ابھی نظارۂ فصل بہار باقی ہے

نہ دیکھی عیش گذشتہ کی پھر کبھی صورت
غلط کہ گردش لیل و نہار باقی ہے

وہ چشم زار کا سنتے ہی ماجرا گھبرائے
ابھی تو شرح دل بیقرار باقی ہے

خرام ناز نے تھوڑی قیامتین کی ہین
وہ دیکھیئے تو کسیکا مزا باقی ہے

رہے نہ پھر عدو دلمین کینہ جو کی جگہ
جو ہم نہین تو ہمارا غبار باقی ہے

جو یہ نہین ہے تو کچھ بھی خلش نہین باقی
جو عشق ہے تو غم بیشمار باقی ہے

امید وصل چلی جائے اے دل نادان
بہت ابھی تو شب انتظار باقی ہے

جنون کے ہاتھ سے تارِ کفن بچا نہ خدا
رہا سہا یہی ہے دیکھئے تار باقی ہے

صبا اڑا نہ سکی آسمان مٹا نہ سکا
کہ دل مین انکے ہمارا غبار باقی ہے

کرونگا مین بھی ترا ایک بھی لہو پانی
جو دم مین دم مرے ای تیغ یار باقی ہے

صفائیون سے مجھے خاک مین ملاتے ہو
صفائیون پہ بھی اتنا غبار باقی ہے

بیان سوز جگر پر یہ آپ گھبرائے
نکالنا ابھی دل کا غبار باقی ہے

مریض عشق کی کیا پوچھتے ہو یہ پوچھو
کہ زندہ کوئی بھی بیمار دار باقی ہے

رکھینگے عمر بھر اس دل کو بس لئے ظالم
اگر بقا ہے تو کل اختیار باقی ہے

پھر ابکی لوٹ لے ظالم نگاہِ ناز سے
کہ دل مین مایۂ صبر و قرار باقی ہے

۲۶۷ — ۱۰
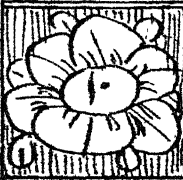
دم اخیر ہے اے داغ توبہ کر توبہ
کہ روسیاہ ابھی اختیار باقی ہے

کچھ بھی الفت نہ تری دل مین جو چھوڑا باقی
رہ گئی ایک تمنا ہی تمنا باقی

دم الجھتا ہی جو سینے مین تعوذ مین شانہ
رہگیا اُسکی مژہ کا کوئی کانٹا باقی

گو وہ دل اُنکا نہین کرتے ہین ظاہرداری
پر غنیمت ہی کہ اتنا ہے سہارا باقی
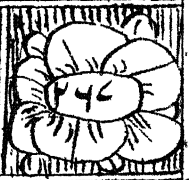
سنگ مین لعل بنا عشق کی نیرنگی سے
خون فرہاد کا تھا کوئی جو قطرا باقی

صبح اُن مست نگاہون کا نہ پوچھو عالم
جنمین تھا رات کا کچھ نشۂ صہبا باقی

دیکھکر چیر گئی گور کو مین چونک پڑا
مین نے جانا کہ ابھی ہی شب یلدا باقی

بسملون کو جو ترے مل گئی راہِ ظلمت
چشمۂ خضر مین پانی نہ رہے گا باقی

عاقبت کثرتِ عصیان سے مری گھبرا کر
رہگیا کاتب اعمال کو لکھنا باقی

میری تحریر کے انداز تو دیکھو گویا
کوئی مطلب رہا ہے نہ رہیگا باقی

یاد آجاتی ہے وہ چین جبین دیکھکے موج
لہرے دلمین ہمارے لب جو آتی ہے

شجر خشک تو ہر سال ہرے ہوتے ہین
جاکے اے عمر جوانی کہین تو آتی ہے

دل اگر صاف نہو پاک نہوگا انسان
یون تو ابلیس کو بھی شرع وضو آتی ہے

جانتا ہون کہ یہی دشمن جان ہے میرا
اُسکے خنجر سے مجھے خون کی بو آتی ہے

محفل یار مین اے داغ سوا حسرت کے
کب ہمین کیفیت جام و سبو آتی ہے
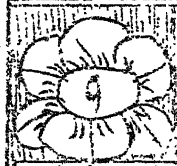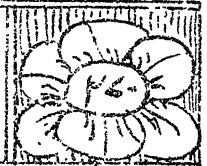
طالب ہے چاہنے والون سے امتحانونکی
بری بنی ہے خدا خیر کرے جانونکی

خدا کرے ابھی او باغبان گرے بجلی
ترے چمن کو لگے آگ آشیانونکی

تڑپ تڑپ کے یہ کمبخت صبر کر نہ سکین
خرابیان ہین محبت مین نوجوانونکی

قدم قدم ہے تری چال کا نیا انداز
وگرنہ ایک روش ہے سب آسمانونکی

اونہین تو کھیل تلون مزاجیان لیکن
یہان تو روز ہی شامت مزاجدانونکی

کسی لحاظ سے نالہ نہین کیا ہمنے
وگرنہ کون سی بنیاد آسمانونکی

عجب نہین ہے کہ ہنگامۂ قیامت کو
ملے نہ قبر کبھی ہم سے بے نشانونکی

سدھارتا نہین جنت کو کس لیے صیاد
کہ باغ خلد مین کثرت ہے آشیانونکی

یہ زہد آپ کا اے داغ سب ہے مکر و فریب
ہزار پھیرے تسبیح لاکھ دانون کی

دل مرا لیکے مری جان دغا تمنے تو کی
تھی مجھے چشم وفا تم سے جفا تمنے تو کی
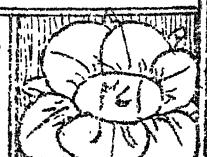
بے گناہون کو سزا دیتے ہو اللہ اللہ
بیخطا کہتے ہو ہان ہان کہ خطا تمنے تو کی

کوئی بیچارہ بلا سے ہو پریشان خاطر
رخ پہ فوراً یہ ادا زلف دوتا تمنے تو کی

ہمنے جو کی وہ بڑی کی یہ تو سچ ہے لیکن
تم تو اچھے ہو چلو ہے وفا تمنے تو کی

غم دیا رنج دیا داغ دیا زہر دیا
خوب بیمار محبت کی دوا تمنے تو کی

جانتے ہی نہیں دشنام کا انجام ہے کیا
بات اک پہلے پہل نام خدا تمنے تو کی

ہمنے جانا تھا کہ دو پھول چڑھانے آئے
قبر عاشق پہ قیامت ہی بپا تمنے تو کی

رشک دشمن اٹھاتے ہیں یہ سمجھے نادان
دوستی ورنہ حقیقت میں ادا تمنے تو کی

۷۴۲

یاروں بھی کہیں آرام نہ پایا اسے داغ
بیوفاؤں پہ یونہی جان فدا تمنے تو کی

۱۴

جفا کی ان بتوں نے یا وفا کی
دیا دل اب تو جو مرضی خدا کی

نئی شوخی ہے چشم فتنہ زا کی
تغافل یوں کیا گویا حیا کی

ہمارا درد دیکھا جائے کس سے
ہمیشہ روح کھنچتی ہے دوا کی

شب اندوہ غم کا پوچھنا کیا
بنا کی جو مرے دم پر بنا کی

تم اتنے ہو کہ دوگے ہمکو تعذیر
نہیں کی تو بھی ہاں ہمنے خطا کی

مٹا دوں داغ ہجراں دلسے کیونکر
وہ پوچھیں گے نشانی میری کیا کی

جواب قتل کیا قاتل نے سوچا
کہ اُسکو عید ہے روز جزا کی

کھلا اُنکی جفا کا کچھ نہ باعث
مگر اتنا کہ ہم سے کیوں وفا کی

لگی ہے سینے سے دشمن کی تصویر
وہ کھولیں کیا گرہ بند قبا کی

لڑے ہیں غیر سے غصہ ہے مجھپر
کوئی پوچھے تو میں نے کیا خطا کی

الٰہی وصل کی ہے رات دیو ڈال
مجھے کوئی گھڑی روز جزا کی

رہی یاں صلح پر بھی جنگ باہم
طبیعت اُنسے مل مل کر لڑا کی

ابھی اقرار اس کا ہو چکا تھا
ادھر دیکھو تو پھر ہم سے حیا کی

پھر اس بت پر فدا ہیں حضرت داغ
قسم کھائی تھی کعبے میں خدا کی

منصفی دنیا سے ساری اوٹھ گئی
اب تو ایمان داری اوٹھ گئی

دل سے وہ بے اختیاری اوٹھ گئی
اب تمنا ہی تمہاری اوٹھ گئی
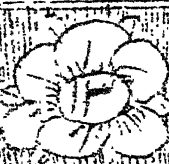
وہ سوم میں میرے کب آئے کہ جب
بیٹھ کر مخلوق ساری اوٹھ گئی

واے دشمن ہو گیا اب [illegible]
ہائے رسم دوستداری اوٹھ گئی

رہ گئے لاکھوں کلیجہ تھام کے
آنکھ جس جانب تمہاری اوٹھ گئی

جب ہوا سجدے میں اس بت کا خیال
خود بخود گردن ہماری اوٹھ گئی

آئے بن ٹھن کر مرے ماتم میں وہ
جب کہ رسم سوگواری اوٹھ گئی

بیطرح پھیلا ہے ان لٹوں کا جال
اب امید رستگاری اوٹھ گئی

عشق نے بیباک آخر کر دیا
اب وہ شرم آہ و زاری اوٹھ گئی

دور میں اس چشم مست ناز کے
لذت پرہیزگاری اوٹھ گئی

ہے عجب اس نازکی پر بار ناز
تجھسے یہ تلوار بھاری اوٹھ گئی

ہم کھنچے ایسے کہ آخر انکو بھی
اب توقع ہی ہماری اوٹھ گئی

۲۷۴

کس سے رکھئے داغ چشم دوستی
اوٹھ گئی یاروں سے یاری اوٹھ گئی

۱۰

اے فلک دے ہمکو پورا غم تو کھانیکے لئے
وہ بھی حصہ کر دیا سارے زمانیکے لئے

باغ میں جاتے ہیں وہ تو گل کھلانیکے لیئے
سیدھیاں سرو و صنوبر کی سنانیکے لئے

اس باغ میں ہے رنگ شہادت ہی کی یہ ذوق　　جو گل نے رکھا منہ یہ وہی دل میں جتانے
جب دم میں تمہارے ہی نہیں گھر تو کہاں گھر　　کیا پوچھتے ہو خانہ خرابوں کے ٹھکانے
انداز کہے دیتے ہیں کشتے کے تمہارے　　لوٹا ہے اسی ناز نے مارا ہے ادا نے
مرتے ہیں ترے کوچہ میں پامالِ محبت　　گھر دیکھ لیا گلشن جنت میں قضا نے
اوڑتے ترے ٹکڑے ہے مر دامن کی طرح سے　　اے چرخ مجھے چھوڑ دیا دستِ دعا نے

۲۷۶　　میخانہ ہے اور داغ ہے اور نشۂ مے ہے
سوتا ہے رکھے خشتِ خُمِ بادہ سرہانے　　۱۱
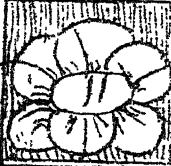
یہ شیشہ نہیں وہ کہ جس میں پری ہے　　فقط دل میں حسرت ہی حسرت بھری ہے
کہاں تجکو سودا اے زلف پری ہے　　یہ اوٹھتی نہیں ایسی تہمت دھری ہے
اشارے ان آنکھوں کے جان بخش ٹھہرے　　یہ اعجاز ہے یا کہ افسوں گری ہے
نہ آگے گئی اس سے وہ چشم خودبیں　　نگر آئینہ حد اسکندری ہے
اُسے دیکھکر دل میں قائل ہے ناصح　　مگر بات کیا ہے سخن پروری ہے
ہوے طور بے طور الفت میں دلکے　　قضا آکر اک روز آگے دھری ہے
گوارا نہیں دل کی شرکت بھی ہمکو　　محبت میں یاں تک طبیعت بری ہے
کہاں آئیں تیری سی محشر خرامی　　لتاڑا ہوا تیرا کبک دری ہے
صبا بن گئی چور بادی چمن میں　　کہ غنچے کی مٹھی جو زر سے بھری ہے
دلاسا ہی دیتے نہیں عاشقوں کو　　یہ کیا دلدہی ہے یہ کیا دلبری ہے

۲۷۷　　ملا داغ سے آج وہ ماہ پیکر
مبارک قرانِ مہ و مشتری ہے　　۱۱

سرو وہ سر ہے کہ جو دلدار کے سر تک پہنچے
دل وہ آئینہ ہے جو اُسکی نظر تک پہنچے

ناتوانی نے رکھا اُس سے شب وعدہ جُدا
ہم چلے شام سے رستہ تو سحر تک پہنچے

دلکو تھاموں کہ تری بزم میں آنسو پوچھوں
ہاتھ جب دل سے اُٹھے دیدۂ تر تک پہنچے

شعبدے چال نے تیری تری آنکھونکو سکھائے
فتنے رفتار سے اُٹھ اُٹھ کے نظر تک پہنچے

دونوں تھوڑے ہیں کیا فرق مجھے قاتل سے
جب ہی کہتا ہے دکھے دو دو پہر تک پہنچے

اُسکے پہلو سے گیا ہے دل پُر رنج و ملال
یا الٰہی وہ سلامت کہیں گھر تک پہنچے

زلف آہستہ جھٹکیے مرا جی ڈرتا ہے
دیکھیے ہاتھ کا جھٹکا نہ کمر تک پہنچے

لیں اُڑا کر چمن رکھدے قفس سے صیاد
میں نہ سمجھوں مرا نالہ گل تر تک پہنچے

کس طرح لیگا بلائیں کوئی آسودۂ خاک
کچھ نہ پہنچے ترے گیسو جو کمر تک پہنچے

آ لپٹ جا مرے سینہ سے کہ اے بحر جمال
کبھی ٹھنڈک بھی تو عاشق کے جگر تک پہنچے

۱۷۸

شوق ہے داد خدا ذوق ہے امداد خدا
داغ کیونکر نہ شہ جن و بشر تک پہنچے

۱۸

جانا تھا کہ پر شوق ہی آرام جدائی
دن پھر گئی گور ہوئی شام جدائی

حسرت ہے کہ جو شخص ہے وصل مشتاق
دے نامہ بر آکر اُسے پیغام جدائی

پاس اپنے جو سرمایۂ الفت ہے تو یہ ہے
اک مرہم داغ جگر انعام جدائی

ہے عالم دوری میں بڑا لطف تصور
اسواسطے ہوں بندۂ بے دام جدائی

ملجائے کوئی عاشق دیرینہ تو پوچھوں
کس طرح بسر کرتے ہیں ایام جدائی

معشوق تو کیا ہے حذر کرتے ہیں عاشق
اے داغ ترا نام ہے پیغام جدائی

قطعہ

کل داغ سے پوچھا یہ کسی نے کہ بتا تو
کیا حال ہے اے مبتلا صمصام جدائی

سرشار ہے کیوں بادۂ اندوہ میں غافل
گردون نے پلایا تجھے کیا جام جدائی

آنکھوں سے برستے ہیں دُر اشک تمنا
سینہ ہے ترا مخزن آلام جدائی

کیوں دل لیے ہاتھ سے کیوں چشم ہے پُر نم
ہے تجھ سے جدا کون سا آرام جدائی

آغاز جدائی کو جدائی نہ سمجھ تو
ہوتا ہے وصال ایک دن انجام جدائی

ہاں صبر ہے درکار کہ اس عربدہ جو سے
حسرت نہ کھلے وصل کی ہنگام جدائی

یہ سن کے کہا اس نے پوچھو یہ نہ پوچھو
کچھ اور کرو ذکر نہ لو نام جدائی

کیا صدمہ قلق کیا ہے کہاں کا غم ہجران
سب رنج کا مذکور نہ یاں نام جدائی

احباب کہ تھے واقف اسرار محبت
جھنجھلا کے کہا مورد الزام جدائی

ہم پوچھ چکے احوال خطا دار ہی ٹھہرے
گویا کہ دیا ہم نے یہ پیغام جدائی

اک نالہ کیا مرغ گرفتار کی صورت
مطلع یہ پڑھا اس نے تہِ دام جدائی

۲۷۵ — ۵

اللہ نہ دے گردش ایام جدائی
کم صبح قیامت سے نہیں شام جدائی

گھٹ کے یوں جوشش دل شام و سحر بڑھتی ہے
جس طرح ہو کے قلم شاخ شجر بڑھتی ہے

قطع امید سے امید مگر بڑھتی ہے
کہ ادھر گھٹتی ہے الفت تو ادھر بڑھتی ہے

تول میزان نظر میں نظر دشمن و دوست
کس طرف کم ہے تری چاہ کدھر بڑھتی ہے

جلوۂ تابش خورشید سے گھٹتی ہے نگاہ
اس مہ حسن کے دیکھے سے نظر بڑھتی ہے

دیکھیے خوب گھٹا کر جو شب ہجران کو
روز محشر سے یہ دو چار پہر بڑھتی ہے

چشم قاتل کو مگر سنگ فشاں سے ضد ہے
اور بھی برش شمشیر نظر بڑھتی ہے

یہ سنو گا کہ تجھے اسکے عوض دل بھی
دل فقط بوسے کی قیمت ہو مگر بڑھتی ہے

اسقدر ربط جو ہوتی تو ہوتی ثابت
زلف کے تار سے کچھ انکی کمر بڑھتی ہے

۲۸۰

گھر سے سفاک میں بے خوف چلا ہے دیکھو
گھر سے یہ داغ بھی کمبخت مگر بڑھتی ہے

۱۱

صبر آنا تو محبت میں بہت مشکل ہے
موت بھی تو نہیں اسکو یہ کا فر دل ہے

ہجر ہے آفت جان وصل بلائے دل ہے
آدمی کے لیے ہر طرح غرض مشکل ہے

شمع چپ آئینہ حیران ہے عاشق ششدر
واہ کیا عالم تصویر تری محفل ہے

ہمنے جو راز کہ خلوت میں کہا تھا اُس سے
آج افشا وہ رقیبوں میں سر محفل ہے

تجھکو اے قیس ہے کیوں ناقہ و محمل کی تلاش
دل میں لیلی ہے ترے دل ہی ترا محمل ہے

حشر کے دن تو طو گئے یہ کیا ہیں نئے سوال
سو جگہ دیر میں ظالم نے کہا مشکل ہے

جمع ہیں کسقدر آشفتہ خدا خیر کرے
اُسکی ہر ہر شکن زلف میں اک اک دل ہے

وہ زمانہ ہی گیا آپ کی دلجوئی کا
کہ تلاشیں تھیں نہ یہیں کہیں ہی دل ہے

صفحۂ دہر پہ ہستی معدوم مگر
حرف بھی ہے غلط نقش ہے تو باطل ہے

اے غم یار کوئی اپنا ٹھکانا کرلے
دل تو ہے درد بھر تو درد کے کیوں شامل ہے

۲۸۱

ہمکو قسمت نے دیا داغ تمنا اے داغ
وہی ملتا ہے جسے انعام کے جو قابل ہے

۱۵

ہوں تو دیوانہ مگر خالی نہیں تدبیر سے
میں نے باندھا ہے جنوں کو حلقۂ زنجیر سے

مجرمان عشق کو کیا خوف ہو تعزیر سے
کٹ سکا کب رشتۂ الفت تری شمشیر سے

کچھ توقع کچھ یقین کچھ یاس کچھ وہم و گمان — انتظار یار کی ہے کیفیت تاخیر سے

ہے کلام لطف مین بھی اک طرح کی نوک جھونک — میٹھی چھریان چلتی ہین شیرینیٔ تقریر سے

بیقراری کا برا ہو منفعل قاتل سے ہون — اک جگہ ٹھہرا نہ مین بچ بچ گیا ہر تیر سے

پڑ گئی کیونکر الٰہی لیلیٔ ہمت کے گرہ — بچ رہا تھا کونسا عقدہ مری تقدیر سے

ہے قم عیسیٰ صدا قاتل کی مجکو وقت ذبح — جان آجاتی ہے ہر دم نعرۂ تکبیر سے

ہر سخن مین گرچہ سو پہلو بچاتا ہون مگر — آرزوئین ٹپکی پڑتی ہین مری تقریر سے

گر رسائی چاہتی ہے اور تو اپنا عروج — اے دعا ملجا کسی اچھی ہوئی تقدیر سے

۲۸۳

داغ جلنے کے لئے کافی ہے اسکی بزم مین — کاش ڈالے کوئی پروانے کا سر گلگیر سے

۹
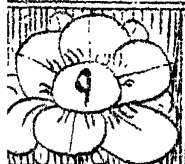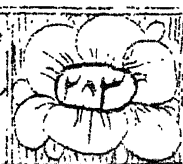
چھوڑا ہے ساتھیون نے لب کاروان مجھے — لیجائے دیکھئے مری قسمت کہان مجھے

شب کو نہ آئے تم تو دل بدگمان سے — وان لیگیا کہ موت ہے جانان جہان مجھے

چکر مین مثل سنگ فلاخن ہون دیکھئے — پھینکے مرے نصیب کی گردش کہان مجھے

کیا درد دل کہون کہ سراپا ہون دردمند — آتی نہین ہے بات سوائے فغان مجھے

پڑتی ہے انکی آنکھ سر بزم جب کہین — جاتے ہین اک نگاہ پہ سو سو گمان مجھے

ہوتی نہ وہ گلی تو بہکتا نہ دل مرا — ملتا اگر زمین کے عوض آسمان مجھے

افسانہ کہکے اسکو سلاؤن تمام رات — نوکر ہی رکھ لے کاش ترا پاسبان مجھے

دل خط مین رکھدیا بھی تو کیا فائدہ ہوا — قاصد کا ہے سوال کہ دے تو زبان مجھے
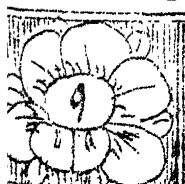
اے داغ اسکے ہاتھ سے گر ہون شہید مین — وہ موت بھی ہو زندگی جاودان مجھے

۹

ہر گھڑی مجکو قسم غیر کی دیجاتی ہے
وصل میں آنکھ ہی چھیڑ چلی جاتی ہے

کبھی اقرار ہے مجکو کبھی انکار وصال
بات ٹھہری ہی نہ اٹھائی نہ دھری جاتی ہے

اللہ اللہ ری گرانباری غم ہجر قضا
لب ہی تک آکے جو آندھی ہی دبی جاتی ہے

حشر تک شکوہ اغیار رہے گا ظالم
آبھی آج کوئی یہ خفگی جاتی ہے

چارہ گر رکھنہ مرے زخم جگر پر مرہم
کہ مری لذت ایذا طلبی جاتی ہے

راستی پر کبھی آئیگا نہیں انکا مزاج
اب بھلا کوئی طبیعت کی کجی جاتی ہے

اک ترا نام کہ ہر دم ہے وظیفہ مجکو
اک مری بات کہ ہر سو میں ہنسی جاتی ہے

چھیڑنا زلف پریشان کا بلا تھا ایدل
آئی شامت تری اب کوئی گھڑی جاتی ہے

۲۸ۅ

میرا چاہا نہ خدا نے کبھی چاہا اے داغ
غم تو بڑھتا ہے مگر عمر گھٹی جاتی ہے
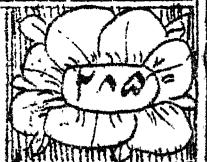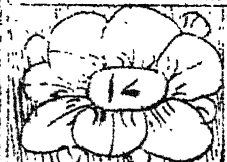
۱۷

کیا بھیڑ مینکدے کی ہے دو پہر لگی ہوئی
پیاسو سبیل ہے سر کوثر لگی ہوئی

یہ کسکی لو ہے اے دل مضطر لگی ہوئی
اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

دل کیا کھلے مرا کہ تری زلف کیطرح
مضبوط اک گرہ ہے گرہ پر لگی ہوئی

یوں کون جانے درد محبت کو ناصحا
وہ جانے جسکے چوٹ ہو دلپر لگی ہوئی

یارب ہو دل کی خیر کہ بیٹھے ہیں آجکل
ہر گھات میں نگاہ ستمگر لگی ہوئی

میرا ہی سا ہو حال تمھارا بھی ناصحو
چوٹ اک تمہیں کبھی عشق کی ہو گر لگی ہوئی

رکھے قدم سنبھل کے رہ عشق میں وہی
آگے بھی جسکو ہو کبھی ٹھوکر لگی ہوئی

گر زندگی خضر و مسیحا ہوئی تو کیا
ہے موت سبکے ساتھ مقرر لگی ہوئی

کوئی عدم سے آئے نہ اس قید خانے میں
قید حیات ساتھ ہے [illegible] لگی ہوئی

...ت ہے کچھہ لگاؤ جو کرتا ہی یہ گریز

زاہد سے دختِ رز ہی مقرر لگی ہوئی

...ں بتکدے مین تو کعبے مین ہی اذان

ہی یاد میرے دوست کی گھر گھر لگی ہوئی

...گا لیو نہ منہ ہی ہمیشہ کھلا ہوا

یان مہر خامشی مرے لب پر لگی ہوئی

...مین نے آہ کی ہی قیامت اُٹھائی ہے

آواز پہ ہے شورش محشر لگی ہوئی

...ل بیقراری دل سے جو اک طرف

کروٹ مری رہی سر بستر لگی ہوئی

...ے کبھی اُس صف مژگان کے روبرو

ہو سامنے اگر صف محشر لگی ہوئی

...ری نظر گذر کی ملے ہمکو ساقیا

ہی ابھی تاک جانب ساغر لگی ہوئی

مین آشنا نہین ہون نا آشنا سے داغ

تہمت یہ مفت کی ہے مرے سر لگی ہوئی

...ہ رہی نہین کچھہ منہ سی محبت تیری

لب پہ رہ جاتی ہے آآکے شکایت تیری

...ترا اے دل بیتاب خدا حافظ ہے

کر چکے ہم تو محبت مین حفاظت تیری

...ھیے کرتی ہے رسواے زمانہ کیا کیا

تجکو یہ چاہ مری تجکو یہ صورت تیری

...جسمین دم [illegible]

دیکھتے ہین کہ ہے کیا حقیقت تیری

... [illegible]

ہو گیا اپنی نگہ دیکھکے صورت تیری

...م آ آ کو جاتے ہین تبہ حالی اے ستم

سجدہ ہی ناز کہ لیا تو لگا حسرت تیری

...غمخوار مرے حال کو سب پوچھتے ہین

اور پھر پوچھکے کہتے ہین کہ قسمت تیری

...رقیبونکی زبان تیری ستم کا شکوہ

تو بھی مجبور ہے جاتی نہین عادت تیری

کوچۂ یار مین ہی جی نہین لگتا اے داغ

دیکھیے جائیگی کس در پہ یہ وحشت تیری

وصل کی شب بھی وہی عادتِ پرہیز رہی
مہربانی بھی تمہاری ستم آمیز رہی

دام پھیلائے تری زلف دلاویز رہی
تیغ کھینچے ہوئے مجھپر نگہ تیز رہی

اک غباری میں یہ تا ملکِ عدم جا پہنچا
توسنِ عمر کو کیا حاجتِ مہمیز رہی

وائے بربادیِ قسمت کہ گلی میں تیری
خاک ہو کر بھی رہے ہم تو ہوا تیز رہی

کون تھا گرم عنان آج کہ جو خاک اڑی
شوق پابوس میں گرد سمِ شبدیز رہی

کوئی دیوانہ رہا کوئی رہا سودائی
بو تری زلف کی کیا کیا نہ جنون خیز رہی

نعمتِ خلد کو بھی منھ نہ لگایا اُسنے
تیرے بیمار کو جو عادتِ پرہیز رہی

گالیان دیتے ہو پھر عذر خطا کرتے ہو
اس سے بھی تیز ہوئی اُس سے بھی تیز رہی

۲۵۵

گو کہ تیزی ہے طبیعت مین تمہاری اے داغ
بات پر سامنے اُنکے نہ کبھی تیز رہی
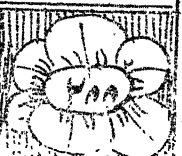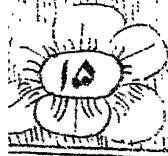
۱۵

[illegible] کبھی دل بیقرار نے
مجھکو بچا لیا [illegible] دگار [illegible]

پامال کر دیا فلکِ بدشعار نے
سیکھے ترے چلن روشِ روزگار [illegible]

الجھے ترے لیے مرے پائے نگار نے
گھر لین کر لیا خلشِ نوکِ خار [illegible]

سُنتے تھے ایک عمر سے طوفانِ نوح کو
ہمکو دکھا دیا مژۂ اشکبار [illegible]

سو حسرتین ملی ہین مرے ساتھ خاک مین
مٹی بھی دی تو انکو اسی خاکسار [illegible]

مینے تو جان دی تھی بہانے سے موت کے
بدنام کر دیا ہے ہر سوگوار [illegible]

مجھسے ہی ہے یہ گلا کسی عدہ خلاف کو
جھوٹا بنا دیا ہے ترے اعتبار [illegible]

دیکھی ہے ہمنے آج وہ ظرفِ وضو مین مینہ
جو پی کے چھوڑ دی تھی کسی بادہ خوا[illegible]

وہ بات ہی نہین وہ ملاقات ہی نہین
نادان جب [illegible] انکو [illegible]

کہتے ہین مجھسے وصل مین کیون تجکو یاد ہین — رو رو کے پیٹ پیٹ کے وہ دن گذار نے

سب بھیڑ چھٹ گئی مرے جاتے ہی حشر مین — میدان کر دیا نفس شعلہ بار نے

وہ اور مجکو خط مین لکھے شکوہ رقیب — بٹی بڑائی ہے یہ کسی ہوشیار نے

قسمین ہزار دو نہ بتائین گے ہم کبھی — مانگی ہے جو دعا دل امیدوار نے

غیرون کو آج بزم مین اسکی رلا دیا — بے اختیار نالۂ بے اختیار نے

۲۸۹ — ۹

اے داغ ہائے داغ ہے غم شباب کا
کیا داغ کھا سکے ترے دل داغدار نے

محبت کا اثر جاتا کہان ہے — ہمارا درد سر جاتا کہان ہے

دل بیتاب سینے سے نکل کر — چلا ہے تو کدھر جاتا کہان ہے

عدم کہتے ہین اس کوچے کو اے دل — ادھر آ بے خبر جاتا کہان ہے

کہون کس منہ سے مین تیری دہن ہے — جو ہوتا تو کدھر جاتا کہان ہے

ترے جاتے ہی جاؤنگا ظالم — مجھے تو چھوڑ کر جاتا کہان ہے

کہان جاتا ہے قاصد اسکے در تک — خدا جانے وہ مرجاتا کہان ہے

ہمارے ہاتھ سے دامن بچا کر — ارے بیداد گر جاتا کہان ہے

تری چوری ہے سب میری نظر مین — چرا کر تو نظر جاتا کہان ہے

۲۹۰ — ۹

اگرچہ پاشکستہ ہم ہین اے داغ
مگر قصد سفر جاتا کہان ہے

چلے ہو لیکے دل ہمراہ تم آنا یہان پھر بھی — کرم کرنا ہمارے حال پر اے مہربان پھر بھی

ابھی سمجھے نہین تم ماجرا اے دل کی کیفیت — سنا لینگے تمہین ہم ایکدن یہ داستان پھر بھی

عدو سے عیش ہے لیکن عدو کی جان نہیں چھپتا / غنیمت ہے ہزاروں دشمنوں میں آسمان پھر بھی

غضب آیا ہاتھ کانپے تیغ کے ٹکڑے ہوئے آخر / کہو تو سخت جانوں کا کروگے امتحان پھر بھی

مری شوق شہادت نے تھکایا بازوئے قاتل / دہان زخم سے یہ شور تھا اک ہاتھ ہاں پھر بھی

نکل آیا ہے خط ہر چند تیرے روئے گلگوں پر / نکلتی ہے مگر اک بات تجھ میں گلستان پھر بھی

چلا میں ہو کے خائف کوئے جاناں سے تو رستے میں / لگی کہنے قضا جاتا ہے تو آگے کہاں پھر بھی

دی میں امتحان کیا کیا کر کے الفت ہی دکھیے / رہا وہ بے مروت ہائے ہم سے بدگمان پھر بھی
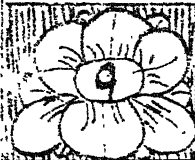
۲۹۱ تجھے ہے داغ کیا ارمان ایام گذشتہ کا / دوبارہ جا کے آتی ہے کہیں عمر رواں پھر بھی ۹
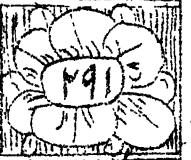
عشق کا لطف غم سے اٹھتا ہے / غم جو اوٹھتا ہے ہم سے اٹھتا ہے

فتنہ اُنکے قدم سے اٹھتا ہے / ہر قدم کس ستم سے اٹھتا ہے

دیکھیے کیا فساد قاصد پر / میری طرز رقم سے اٹھتا ہے

اُسکی کافر نگہ کے اٹھتے ہی / شور دیر و حرم سے اٹھتا ہے

ظلم تیرا اٹھائے جاتے ہیں / جبتلک اے یار ہم سے اٹھتا ہے

کس سے اٹھتا ہے صدمۂ الفت / یہ ہمارے ہی دم سے اٹھتا ہے

ہم پہ کیجئے جفا و فا آمیز / کہ ستم بھی کرم سے اٹھتا ہے

گو قیامت اٹھے مگر یہ دل / کوئی بیت الصنم سے اٹھتا ہے
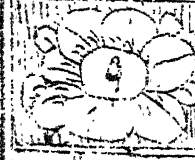
۲۹۲ گر نہ ٹھکرائے وہ تو پھر اے داغ / کون خواب عدم سے اٹھتا ہے ۹

گمانِ تند خو کیا جانے کیا ہے / ہماری آرزو کیا جانے کیا ہے

اسے کچھ جانتے ہین وہ ستم تیرے
محبت کو عدو کیا جانے کیا ہے

ہماری اور انکے دل ہی دل مین
ہمیشہ گفتگو کیا جانے کیا ہے

ستم مین کیا تامل تجھکو لیکن
لحاظ اے کینہ جو کیا جانے کیا ہے

کبھرون کیا اسکے آگے مین دم سرد
انھیں وہ شعلہ خو کیا جانے کیا ہے

روان آنکھون سے یہ خون جگر ہو
کہ ہے دل کا لہو کیا جانے کیا ہے

ٹھہرتے ہیں یار ہے مہر درخشان
قرار دے انکو کیا جانے کیا ہے

کہون کیا تجھسے اے لذتِ عشق
اے کمبخت تو کیا جانے کیا ہے

۵۲

جہان مین داغ نے دیکھا ہے کسکو
یہ نکتہ چار سو کیا جانے کیا ہے

نکال اب تیر سینے سے کہ جان پر الم نکلے
جو یہ نکلے تو دل نکلے جو دل نکلے تو دم نکلے

تمنا وصل کی اک رات مین کیا القلم نکلے
قیامت تک نہ نکلے گر نہایت کم سے کم نکلے

خدا ہے حشر کے دن التجا تیری نہ ہو تجھین
مرے منھ سے نہین نکلے ترے منھ سے قسم نکلے

مرے دل سے کوئی پوچھے شب فرقت کی بیتابی
یہی فریاد تھی لب پر کہ یارب جلد دم نکلے

ہوئے مغرور وہ جب آہ میری بے اثر دیکھی
کسیکا اسطرح یارب نہ دنیا مین بھرم نکلے

مبارک ہو یہ گھر غیرون کا تمکو پاسبان ہوکر
ہمارا کیا اجارہ ہے نکالا تمنے ہم نکلے

نہ اٹھے مر کے بھی اپنے ترے کوچے مین ہم بیٹھے
محبت مین اگر نکلے تو ہم ثابت قدم نکلے

نہ گذرا اے خلش یا وہ شرہ مین اکدم ہم کو
کہ ڈوبے نشتر غم دل سے جب بار الم نکلے

رہ الفت مین اک سیدھا سا رستہ ہم جو جانا تھا
مگر دیکھا تو اس رستے مین صدہا پیچ و خم نکلے

سمجھکر جسے دل تمکو دیا تھا جسنے دل اپنا
مگر تم تو بلا نکلے غضب نکلے ستم نکلے

پسند آئی ہیں جب سے انکی طرز خرام
قدم زمین پہ سر پر گنبد نہیں رکھتے

ہزار حیف ہوے بیقرار جنکے لیے
وہ ہاتھ بھی دل بیتاب پر نہیں رکھتے

جو ہو گئی ہے عنایت تو کیا غضب ہوگا
کہ کیا بشر سے محبت بشر نہیں رکھتے

رہا اگر نہ مجھے ہوش عشق میں نہ رہا
تمھارا دل ہے کہاں تم خبر نہیں رکھتے

بشر ہیں اہل ہوس بھی مگر یہ سوز کہاں
جگر تو رکھتے ہیں داغ جگر نہیں رکھتے

۲۹۶ — ۱۳

اٹھائیں انکے ستم کس طرح سے ہم اے داغ
کہ دل میں تاب و توان اسقدر نہیں رکھتے

دے اُس بوسۂ لب مجھے شکر کے مزے
کھا کے دشنام لیے قند مکرر کے مزے

لب شیرین سے دم ذبح جو تکبیر سنی
مجھکو شربت ہوے زہراب خنجر کے مزے

چھیڑ کر کشتۂ مژگان سے کہاں جاتے ہو
دیکھتے جاؤ ہمارے دل مضطر کے مزے

دل ترا آئے کسی پر تو نہیں ہو انصاف
عشق دنیا میں چکھا دیگا تجھے محشر کے مزے

کچھ پیا خون جگر دل کا لہو کچھ چاٹا
چکھتی پھرتی ہیں نگاہیں تری گھر گھر کے مزے

دیکھئے سناٹا ہے جنگل میں لرزتی ہے صبا
یاد آتے ہیں جو غربت میں مجھے گھر کے مزے

جستجو زہر ہے گر حاصل مطلوب نہو
آب حیوان نے کئے تلخ سکندر کے مزے

غنچہ میں چلا کے دکھا دے روش مستانہ
کبک و طاؤس اڑا لیں تری ٹھوکر کے مزے

زیست کے لطف جو کچھ خضر و مسیحا سے نہیچ
وہ لیے بیٹھے ترے عشق میں مر مر کے مزے

شکر ہے جان بہت انکو نہیں لذت عشق
خضر کیا جانے تری ابرش خنجر کے مزے

جلوۂ طور تو بین اڑ نہیں سکتا ترا ہمہ
پوچھیے آنکھوں سے مری اُس رخ انور کے مزے

کاش اک بار کہیں چھیڑیں تو یہ ہر روز شبی
تجھکو صیاد ستمگار ملیں زر کے مزے
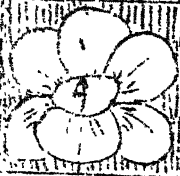
داغ اس چاٹ پہ ہے تشنہ لب و تشنہ دہن
کہ ملین ساقیِ کوثر مے کوثر کے مزے

دوست خوش ہونگے دوست کے مر جانیسے
غم کا یہ حال چڑھا ہے مرے غم کھانے سے

کہیں دیکھی بھی غشی ایسی تو ٹھنڈی مٹی
بجھ گیا اور بھی ناصح مرے بھڑکانے سے

وعدۂ وصل کی تکرار نے ہمکو مارا
فیصلہ خوب ہوا بات کے بڑھ جانے سے

خود فراموش کیا یاد نے تیری اچھا
رہ گئی اپنی مصیبت مجھے یاد آنے سے

یہ بھی دشمن ہی کے حصے مین بھلی تقدیر
کام کیا اسکے تصور کو یہان آنے سے

مجرم عشق کے ارمان نرالے دیکھے
جرم کا حوصلہ بڑھتا ہے سزا پانے سے

خون بہا کی ہے عبث فکر مرے قتل کے بعد
اب علاج کیجئے کیا فایدہ گھبرانے سے

پند گو دیکھ ذرا ہاتھ تو رکھ کر دل پہ
لگ گئی آگ زیادہ ترے سمجھانے سے
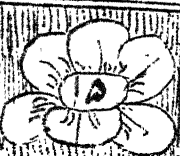
کیجئے فکر سخن خاک وہ دل ہی نہ رہا
داغ فرصت ہی نہین روز کے غم کھانے سے

لگ چلی باد صبا کیا کسی مستانے سے
جھومتی آج چلی آتی ہے میخانے سے
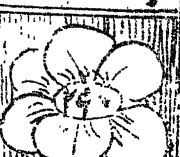
چور ہو جاؤن اگر جاؤن نہ میخانے سے
عہد شیشے سے تو پیمان ہے پیمانے سے

روح کس مست کی پیاسی گئی میخانے سے
مے اڑی جاتی ہے ساقی ترے پیمانے سے

فکر ہے دوست کو احوال سناؤن کیونکر
ٹکڑے ہوتا ہے کلیجہ مرے افسانے سے

گر پڑا ہون نگہ مست سے چکر کھا کر
ساقیا پہلے اٹھا تو مجھے پیمانے سے

وہی وحشت ہے وہی خار وہی ویرانہ
وحشت کس بات مین اچھا مری کاشانے سے

سختیان کھینچنے کی ہو گئی عادت دلکو
بت چلے آئین نہ کھنچکر کہین بتخانے سے

ڈر ہے تاثیر نہ کر جائے کسی کی فریاد
کان بھر لیجیے پہلے مرے افسانے سے

دل برباد میں آباد ہوئے عشق و جنون
کوئی بستی نہیں بہتر مرے ویرانے سے

شکل ثابت نظر آتی نہیں عمامے کی
شیخ نے بدلی ہے پگڑی کسی مستانے سے

کر دیا صاف الگ ان نے ہمیں الفت میں
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں بیگانے سے

جا نہیں قیس کے سب وحشی صحرا ہو ہیں
دشت آباد ہو گر تیرے دیوانے سے

نگہ مست تری گر ہی پڑی دل پہ مرے
لغزش پا نہ سنبھالی گئی مستانے سے

اسکی بیداد نے چھوڑی نہیں عالم میں جگہ
نالے گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں دیوانے سے

٢٩٩

ایک چلو میں بہت داغ بہک اٹھتے تھے
آج سنتے ہیں نکالے گئے میخانے سے

١١

آتش شوق کو کب دل سے جدا رکھا ہے
اس لگی کو تو کلیجے سے لگا رکھا ہے

دیکھنے کو تری سانس لگا رکھا ہے
ورنہ بیمار غم ہجر میں کیا رکھا ہے

نا امیدان وفا کا یونہیں دل رکھتے ہیں
آپ نے خاک میں جسطرح ملا رکھا ہے
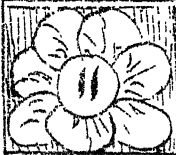
کھائی ہے وعدۂ فردا پہ قسم کیا جھوٹی
آج اس حرف تسلی نے لٹا رکھا ہے

اسقدر تو ہے ترا پردہ نشین پاس حجاب
کہ تری درد کو بھی دل میں چھپا رکھا ہے

تھے مکدر تو کدورت نے رکھا تھا برباد
صاف ہوا ہو تو صفائی نے مٹا رکھا ہے

قطعہ

دل گم گشتہ کے مذکور پہ ایسے بگڑے
کہ بڑی دیر سے منہ کھنچے بنا رکھا ہے
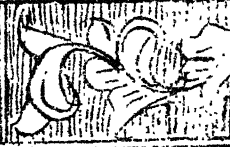
شانہ ہو گل ہے کہ دل ہے مجھے معلوم نہیں
دیکھ لو زلف گرہ گیر میں کیا رکھا ہے

قطعہ

ستم ایجاد کا انداز ستم تو دیکھو
امتحان عشق و ہوس کی یہ بنا رکھا ہے

ہے گھڑی عاشق مضطر سے وہ کہتی ہے شبیہ
نقشہ بگڑی ہوئی صورت کا بنا رکھا ہے

شکوہ ہجر سے اے داغ اثر کی امید
آپ نے نام شکایت کا دعا رکھا ہے

رنج و قلق کہ صدمہ و ایذا اوٹھایئے
دلکو اٹھا کے سینے مین کیا کیا اوٹھایئے

کس کس کا داغ اے ستم آرا اوٹھایئے
دل کا اوٹھایئے کہ جگر کا اوٹھایئے

ہم بھی جگر کو تھام لین دلکو سنبھال لین
تھم تھم کے رخ سے زلف چلیپا اوٹھایئے

عادت نہ جائے گرچہ قیامت ہو لپٹا نہ آئے
ملنے کے بعد پھر کوئی جھگڑا اوٹھایئے

دام بلا ہے زلف سے باندھا ہے سلسلہ
دل چاہتا ہے پھر کوئی جھٹکا اوٹھایئے

یون خاک مین ملایئے اس شوخ چشم کو
پلکون سے اسکا نقش کف پا اوٹھایئے

ہم بھی بھرے ہوئے ہین کہ ہو چھیڑنے کی دیر
بہتر ہین لگا لیے اچھا اوٹھایئے

اے ناتوانی دل بیمار الاماں
طاقت نہین کہ دل سے تمنا اوٹھایئے

الفت کا داغ تک بھی نہ دیجیے رقیب کو
دولت یہ وہ نہین جسے بیجا اوٹھایئے

انداز یہ کہ جان نہین چھوڑینگے آپ
تاکید یہ کہ ناز ہمارا اوٹھایئے

ہر چند کوہ سے بھی گران تر ہو بار عشق
ہمت یہ کر رہی ہے کہ تنہا اوٹھایئے

وہ داغ دردمند جو کل تک مریض تھا
آج آکے آپ اسکا جنازہ اوٹھایئے

غیر کو اس بزم مین توقیر پھر پیدا ہوئی
دلکو میرے کاہش تقدیر پھر پیدا ہوئی

دیکھتے ہین وہ جو پھر پھر کر مری جانب مگر
آہ بے تاثیر مین تاثیر پھر پیدا ہوئی

جذبۂ دل مین مگر ہستی نہین تو کس لیے
آنکے آنے مین بہانہ تاخیر پھر پیدا ہوئی

دیکھکر تو قاتل مری شوق شہادت کی کشش
گم ہوئی تھی جو تری شمشیر پھر پیدا ہوئی

بعد مجنون دیکھکر وحشت مری کہتی ہے خلق
اک بلا یہ زیر چرخ پیر پھر پیدا ہوئی

ہو گئی تھی گم جو اک مدت سے دلکی آرزو
سنکے تیری پیار کی تقریر پھر پیدا ہوئی

از سر نو ہوگا پروانہ اسیر عشق داغ
موج دودِ شمع سے زنجیر پھر پیدا ہوئی

گالیون مین ادا نکالی ہے
باتون مین بات کیا نکالی ہے

دیکھے دل فکر پیش و پس کیسی
ابتدا انتہا نکالی ہے

تجھ سے کیا شکوہ ہے گلہ اُس سے
جسنے رسم وفا نکالی ہے

درد مندون کو قتل کرتے ہو
واہ اچھی دوا نکالی ہے

شب غم کا گزارنا کیا تھا
گھر سے اپنے بلا نکالی ہے

نام نکلا جہانمین پردہ نشین
یہ کہان کی حیا نکالی ہے

دل جو واپس طلب کیا تو کہا
یہ نئی التجا نکالی ہے

بات کیسی وہ ہو گئے ہین خفا
منہ سے جب اُف ذرا نکالی ہے

داغ معجز بیان سے کیا کہنا
طرز سب سے جدا نکالی ہے

جس سے جانبر ہین وہ تدبیر جفا کونسی ہے
موت کی کوئی تماشہ کہ وہ آکو شی ہے

تجکو مشکل دل بیتاب بہلا کونسی ہے
ایسی چلتی ہوئی وہ تیغ ادا کونسی ہے

خاک ہوکر کسی کوچہ مین ہمین جانا تہا
آج کیا جانے کدہر کی ہے ہوا کونسی ہے

کوچۂ یار سے دیتا ہے جو واعظ تفصیل
ایسی جنت مین نرالی وہ فضا کونسی ہے

گو برا ہون مگر اچہا ہون کہ چاہا تمکو
میری تقصیر ہے کیا میری خطا کونسی ہے

ناز کرتے ہین وہ ہر ناز پہ یہ کہہ کہکر
اسکو کہتے ہین ادا اور ادا کونسی ہے

اُف نہ کی ہمنے تہ تیغ جفا اے ظالم
اس سے بڑہکر رہ تسلیم و رضا کونسی ہے
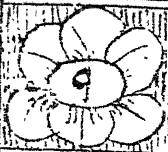
موت ہے زندگی ہجر اجل رشک رقیب
اور عشاق کے مرنیکو قضا کونسی ہے

۳۴

کیا کہونگا جو کہا اُسنے کہ اچہا کہئے
بات اے داغ محبت کے سوا کونسی ہے

۹

راز الفت کا نہ ہر اک ہمنشین سے پوچھئے
یہ نہین کچہہ جانتے ہین یہ ہمین سے پوچھئے
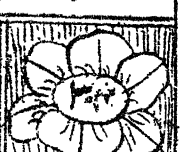
آپنے جو جو دئے ہین رنج سب کہل جائینگے
اس دل غمگین سے اس جان حزین سے پوچھئے

میری خاموشی کا باعث پوچھئے مجہسے نہ کچہہ
یہ حقیقت اپنی چشم سرمگین سے پوچھئے

داد کوئی دے سکے کیا اس خرام ناز کی
کیا زمین کے دم پہ بنتی ہے زمین سے پوچھئے

آپکا حال گذشتہ مین کہونگا ٹہیک ٹہیک
یاد ہے مجکو یہ افسانہ کہین سے پوچھئے

گاہ کہتا ہون کہ کچہہ یافت کبہی حال دل
گاہ کہتا ہون کہ کیا اس نکتہ چین سے پوچھئے

اُنسے پوچہین وہ کبہی صورت تو فرمانے لگے
پوچھئے اسکو تو صورت آفرین سے پوچھئے

پیک وہ بہتے زمانہ کا تہا یا بہی تو کیا
آپکا ہمسر جہان مین ہے یہ انہین سے پوچھئے
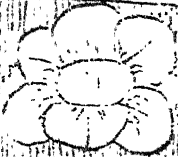
جانتا ہے دل ہی داغ عشق کا اے داغ لطف
یہ فروغ روسیاہی اس نگین سے پوچھئے

خاموش رہیگا وہ گلۂ غیر ہی سنکر
سمجھے تو یہ جانا تھا کچھہ ارشاد کرینگے

۳۰۷ ۱۴
گزری ہے شب وعدہ اس امید مین اے داغ
یا آئین گے خود یا وہ مجھے یاد کرینگے

وصل کی عشرت مین سب ہجر کا غم بھول گئے
یاد رکھنا تھا ہمین جسکو وہ ہم بھول گئے

لکھہ دیا قہر و جفا مہر و وفا کے بدلے
مہربان آپ مگر طرز رقم بھول گئے

وعدۂ وصل قیامت مین بھی ہوگا نہ وفا
وان بھی کہدے گا ترے سر کی قسم بھول گئے

کتنے بیخوف و خطر ظلم و ستم کرتے ہین
سچ تو یہ ہے کہ خدا کو یہ صنم بھول گئے

نہ تمنائے ستم باقی نہ وہان مشق جفا
وہ ہمین بھول گئے اب نہین ہم بھول گئے

کچھہ عجب طور رکھی بیخودی شوق مین راہ
دو قدم ٹھیک چلے چار قدم بھول گئے

لکھنے بیٹھے تو اونہین حال پریشانی کا
حرف مطلب کو اوٹھاتے ہی قلم بھول گئے

میری قسمت سے پڑی کچھہ غلطی روز حساب
سب کہین کاتب اعمال رقم بھول گئے

مجھپر احسان کیا وعدہ فراموشی نے
اُسکی عادت سے وہ انداز ستم بھول گئے

لیکے دل آپ جگر چھوڑ گئے سینے مین
اک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے
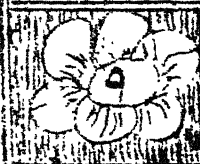
بہوش تیغ فنا مین بھی عجب لذت ہے
زندگانی کے مزے اہل عدم بھول گئے

۳۰۸ ۵
عشق کی راہ مین جب کافر و دیندار آئے
سب کے سب داغ رہ دیر و حرم بھول گئے

کل تک تو دام زلف مین دل رہا کیے
بھول آپ پھینک کے ہمین آج کیا کیے

کچھہ کم نہ تھی خرام سے گردش نگاہ کی
بیٹھے رہے وہ تو بھی تو فتنے اوٹھا کیے
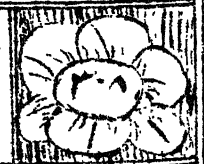
تقدیر دیکھیے آپ نے عادت بگاڑ دی
دل مانتا نہین کہ ہون بے خطا کیے

مدت میں نامہ بر کو بنایا ہے قصہ خوان
برسوں ترا جواب ہم اُس سے سُنا کئے

ہان جاذب شوق لا اُسے بے پردہ کھینچکر
جاتا ہے کوئی منہ کو چھپای حیا کئے

پہونچے کسی طرح سے نہ تا منزل مراد
بازو میں پر لگا کے ہم اکثر اڑا کئے

رکھا تھا دلمیں ہمنے کہ جانے نپائینگے
وہ خواب میں قریب سے چھپ کر ملا کئے

بگڑے جو ذکر غیر پہ ہم اسلئے دہر لیا
کوئی جواب جب نہ بن آیا بنا کئے

اے داغ ہمنے ہاتھ دعا سے اوٹھا لیا
تقدیر کا ملے گا بغیر التجا کئے

ہم دشمن بھی یکجا ہوں تو الفت ہو ہی جاتی ہے
یہ ہے مل بیٹھنا ایسا محبت ہو ہی جاتی ہے

مصیبت گر کسی پر ہو مصیبت کا ہی خوگر ہو
اگر کیسا ہی مضطر ہو قناعت ہو ہی جاتی ہے

حیا گر منہ چھپاتی ہے ادا پردہ اوٹھاتی ہے
یہ شوخی کب بٹھاتی ہے قیامت ہو ہی جاتی ہے

پری وش کوئی ایسا ہو کہ بس پر دم نکلتا ہو
جو ثابت عشق اعدا ہو تو نفرت ہو ہی جاتی ہے

بچے کب صبر اے بدخو کھون کچھ گر کسی پہلو
ابھی قابو سے بے قابو طبیعت ہو ہی جاتی ہے

بچے ہے رنج کا دفتر رکے کیونکر دل مضطر
جفائے یار کی اکثر شکایت ہو ہی جاتی ہے

نبھی ہے عمر بھر کس کی یہ ہے دل کی غلط فہمی
عداوت کیا نہین ہوتی عداوت ہو ہی جاتی ہے

ہوا کیا وصل سے حاصل حیا ہے درمیان حائل
ہمارے واسطے نازل مصیبت ہو ہی جاتی ہے

نہ کہہ تو داغ کو نالان سمجھہ تو وہ بھی ہے انسان ۱۳
۱۳۱ کہ ان باتون سے ای نادان کدورت ہو ہی جاتی ہے

وہ نگہ راہ پر نہین آتی
نظر آتی نظر نہین آتی

دلبرون پر طبیعت آتی ہے
اس طرح اس قدر نہین آتی

کوچۂ یار ہی مین بیٹھہ رہی
او قیامت ادہر نہین آتی

حسن محرم رہا کہ عشق رہا
غیب کی کچھہ خبر نہین آتی

کیا ہوئی اس نگاہِ شوخ کی چوٹ
آتے جاتے نظر نہین آتی

گو طبیعت ہے اسکی ہرجائی
پر مری راہ پر نہین آتی

قتل پر اپنے باندہ دیتے ہو
ہاتھہ انکی کمر نہین آتی

دل کے لینے کی گھات ہے کچھہ اور
یہ تجھے مفت بر نہین آتی

حال معلوم ہو قیامت کا
بات کہنے مین پر نہین آتی

آگے آتی تھی یاد بھی تیری
اب کبھی بھول کر نہین آتی

مرگ عاشق ہے کسقدر آسان
نوبت چارہ گر نہین آتی

حضرت دل اور ایسے حال کہین
موت کہہ کر مگر نہین آتی

۱۳ گل ہرے ہوگئے چمن مین داغ
تجھہ پہ رونق مگر نہین آتی ۱۱

یون مٹا جیسے کہ دہلی سے گمان دہلی
تھا ہمارا نام و نشان نام و نشانِ دہلی

لیگئے لوٹ کے اب شوکت و شانِ دہلی
پوربی سپلے اوڑاتے تھے زبانِ دہلی

دلی والونکے لیئے تازہ بنے گی جنت
لے گئے سر پہ ملک تحفہ مکانِ دہلی

رشک شمشاد تھا ہر خوش قد و ہر خوش رفتار
سرو آزاد تھا ہر ایک جوانِ دہلی

عارض صاف تھا ہر ایک مصفا بازار
چشم پر جلوہ تھی ایک ایک دکانِ دہلی

گرم ہنگامہ ہوئے لالہ رخان پنجاب
گل کھلائے ہین نئے تو نے خزانِ دہلی

اس سے بڑھکر کوئی محشر مین نہین عجل احتساب
بس یہی ہوگا کہ ہم اور بیانِ دہلی

دیدیا فوج کو انعام مین حکام نے سب
گنج قارون سے فزون گنج نہانِ دہلی

یا خدا مسجد جامع کا رہے نام بلند
کعبے والے کہین وہ آئی اذانِ دہلی
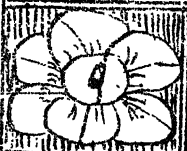
آسمان پر سے بھی نوحہ کی صدا آتی ہے
کیا فرشتے بھی ہوئے مرثیہ خوانِ دہلی

۱۲ نیر و غالب و آزردہ سے پھر لوگ کہان
داغ اب یہ ہین غنیمت ہمہ دانِ دہلی ۹

غضب ہے جسکو وہ کافر نگاہ مین رکھے
خدا نگاہ سے اسکی پناہ مین رکھے

پڑا ہون مین تو سجے گر کبھے اپنی پیش نظر
پری کو چاہیئے انسان نگاہ مین رکھے

پنہایا ہار گلے کا پھر اس پہ یہ طرہ
کہ پھول غیر کے تم نے کلاہ مین رکھے

جو شیخ دیکھ لے اکبار کیفِ میخانہ
تو بھول کر نہ قدم خانقاہ مین رکھے

اسی سے تو دل بیتاب ٹھیک رہتا ہی
جو تجکو باندھکے زلف سیاہ مین رکھے

یہ فقر و فاقہ کی خوبی نہین ہے ای زاہد
کہ تیس روزے اگر ایک ماہ مین رکھے

سر نیاز سے اس راہ مین قدم فرسا
جبین سے پاؤن تری جلوہ گاہ مین رکھے

تلاش دیر و حرم میں عبث نہ کیونکر ہو
ترا ظہور ہی جب اشتباہ میں رکھے

۳۱۳
خدا کے عشق میں اے داغ بت کی یاد رہے
ثواب ہم نے ملا کر گناہ میں رکھے
۱۴

شوخی میں انکی چھیڑ ہے کچھ اضطراب کی
گھر گئی وفا کسی خانہ خراب کی

اُس روئے بے نقاب کا جلوہ ہوا نقاب
نکلی ہے رنگ رنگ سے صورت حجاب کی

جنبش میں یوں ہیں وہ لب نازک نفس کے ساتھ
جیسے ہلے نسیم سے پتی گلاب کی

غصے نے اور رنگ ترا شوخ کر دیا
اچھی بنی بگاڑ میں صورت عتاب کی

گو چپ ہے پر یہ جنبش لب کہہ رہی ہے صاف
قاصد کے منہ میں پھرتی ہے شوخی جواب کی

تم اور آرزو مرے ملنے کی روز حشر
میں اور گفتگو ستم بے حساب کی

اے اشک ڈوب مر تری تاثیر دیکھ لی
اُلٹی ہنسی اڑی مری چشم پر آب کی

در پردہ جوش حسن نے بے پردہ کر دیا
ٹوٹی گرہ تراق سے بند نقاب کی

اے دل کمی کرے نہ کہیں طول مدعا
لینی ہے کل خبر مجھے روز حساب کی

بہتر تھا چرخ دل میں کدورت بھری ہوئی
اب خاک چھان کر مری مٹی خراب کی

گر آگ میکشی کی سزا ہے تو یا خدا
دوزخ میں ایک نہر بہا دی شراب کی

محشر میں توبہ توڑ کے میں جیت جاؤنگا
زاہد سے مجھ سے شرط ہوئی ہے شراب کی

۳۱۴
اے داغ آہ کی تو غضب کونسا کیا
ایسی بری لگی دل خانہ خراب کی
۹
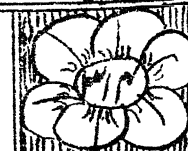
کیا شب ہجر مرے سر پہ بلا لاتی ہے
اپنے ہمراہ اجل کو بھی لگا لاتی ہے

نہیں معلوم کہ ہے منزل مقصود کہاں
عرش تک کی تو خبر آہ رسا لاتی ہے

ہم گرفتار ہین خود شوق گرفتاری مین
کون منکو ترے کوچے مین خود آتا ہے
کوچۂ یار مین یہ حسرت دیدار مجھے
پاسبان کو در جانان سے اوڑا کر لیجائے
بیٹھے کیا کرتے ہین پامال اُسی مرقد کو
جب کہین جان سے ہمین ہوکے خفا جاتا ہون

ہمکو کیا پیچ مین وہ زلف دوتا لاتی ہے
پھر یہ بیتابی دل ہجکو اوڑا لاتی ہے
روز لیجاکے نئی سیر دکھا لاتی ہے
خاک لاتی ہے اگر خاک صبا لاتی ہے
اپنے ہاتھو نہین جیسے خلق خدا لاتی ہے
منتون سے مجھے تقدیر منا لاتی ہے
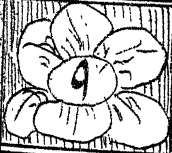
۳۱۵ مجکو اے داغ گئے دن سے وہ یہ کہتے ہین
تجکو کمبخت یہان تیری قضا لاتی ہے ۹
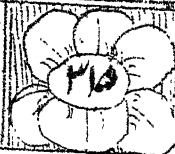
بیدرد ہین جو درد کسی کا نہین رکھتے
غیرت یہی کہتی ہو نہو عشق مین شرکت
تم زندہ نہین چھوڑ کے گہ جاؤ نہ شب کو
پروانہ و بلبل کو تو سب کہتے ہین عاشق
سچ ہو کہ ہو ہم ہین دبا گئین اپنی دعا مین
بیباک ہو شفاک ہو جو آج ہو تم ہو
اچھا ہو تو کیا جانے کرے کیا یہ برائی
جس لطف و کرم پہ ہے امید بندہ ہی کچھ

ایسے ہی ہین یارب کہ تمنا نہین رکھتے
ہم حضرت دل کا بھی سہارا نہین رکھتے
مرنا ہی یہ انسان کے تنہا نہین رکھتے
کیا قہر ہے تم نام ہمارا نہین رکھتے
ہم تیرے کسی طرح کا دعویٰ نہین رکھتے
بندے ہو مگر خوف خدا کا نہین رکھتے
ہم جان کے دلکو کبھی اچھا نہین رکھتے
اخلاص وہ غیرون سے بھی ایسا نہین رکھتے
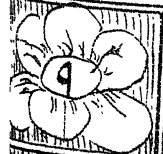
اے داغ یہ کس کام کی مستی و جوانی
ہم اُس مین جو اندیشۂ فردا نہین رکھتے ۹

تو قیامت کی چال کرتا ہے
بے چلے پائمال کرتا ہے

تجھ سے جو عرض حال کرتا ہے
سچ تو یہ ہے کمال کرتا ہے

اسکے انداز دیکھیے کیا ہوں
ناز جسکا خیال کرتا ہے

دل کو اعلی [illegible] ہے [illegible]
کوئی جانے سوال کرتا ہے

تیغ کرتی ہے خون از قاتل
مفت تو پائمال کرتا ہے

نہیں گھٹتا یہ داغ دل [illegible]
پھر رکو تو [illegible] کرتا ہے

یہ ستم سب غضب کے ہیں
مجکو ظالم نہال کرتا ہے

درد دل از تک نہیں جاتا
نامہ بر انتقال کرتا ہے

۳۱۷

داغ سے اور مدعی او مجھے
وہ تمھارا خیال کرتا ہے

۱۲

مجھسا بھی یا نہیں کوئی سوختہ جان ہے
ہے برق جہاں جو لفظ شعلہ فشاں ہے

زاہد بخدا کس کو یہاں عشق بتاں ہے
پر ضد سے تری آج نہیں بھی ہو تو ہاں ہے

کیا بزم ستمگار میں اندیشہ جان ہے
قاصد نگہ یاس سے ہر سو نگراں ہے

سنتے ہیں خوشی بھی ہے زمانے میں کوئی چیز
ہم ڈھونڈتے پھرتے ہیں کدھر ہے یہ کہاں ہے

کس شکل چھپاؤں تجھے اے راز محبت
جو دل میں نہاں ہے وہی نظروں سے عیاں ہے

رکتی ہے دم ذبح کہیں عرض وفا پر
یہ آپکا خنجر تو نہیں میری زباں ہے

دے مجکو خم بادہ مرے قد کے برابر
اے پیر مغاں خم میں کم رطل گراں ہے

دل میں نے دیا ہے جسے دلدار سمجھکر
کیوں تم بھی معشوق ہو یا مجکو گماں ہے

قاتل ترے خنجر میں نہیں ہے رہے اصلا
اک اک نگہ تیز کا بسمل کے نشان ہے

واعظ وہ فضا کیا ہے زمانے سے نرالی
فردوس بھی اک باغ ہے جنت بھی مکاں ہے

شوخی بھی ہے لازم نگہ ناز و ادا مین
یہ تیر کا پیکان ہے یہ برچھی کی سنان ہے

۱۸
کیا پوچھتے ہو داغ کا تم ہم سے ٹھکانا
آوارہ ہی سرگشتہ ہے کیا جانئے کہان ہے
۱۲
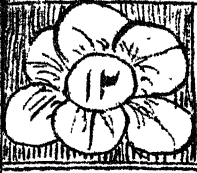
سودا ہے جو دل دیکے خریدار سے الجھے
سلجھے ہوئے ہم ہین نہ کبھی یار سے الجھے

آنکھون نے لڑے گیسوئے خمدار سے الجھے
یہ حضرت دل دزدیِ عیار سے الجھے

ہونے نہ دیا رشک نے اظہار تمنا
ہر بات مین ہم اپنی ہی گفتار سے الجھے

ادلجھاؤ سے او لجھاؤ ہین اس عشق مین یارب
دلدار سے اٹکے تھے کہ اغیار سے الجھے

کیا سیر ہو شانے سے لڑے گر دل صد چاک
ایک ایک گرفتار گرفتار سے الجھے

اٹکے تو کسی چشم فسون ساز سے اٹکے
الجھے تو کسی طرۂ طرار سے الجھے

کیون آنکھ لڑی کیون ہوئے بس دل کی حقیقت
آفت مین پھنسے محبسِ رُخ کے یار سے الجھے

آنے نہ دیا ان کو تو شوخی نے مری ساتھ
ہر گام پہ وہ تیزئ رفتار سے الجھے

قاتل جو ذرا آنکھ چرا جاوین تو پھر دن
تارِ رگِ گردن تری تلوار سے الجھے

محشر مین سزا عشق کے مجرم کو کہان ہے
معلوم ہو جو تیرے گنہگار سے الجھے

چوری سے ہی پہونچے نہ ترے گھر مین کبھی ہم
ہر روز یون ہی خار سر دیوار سے الجھے
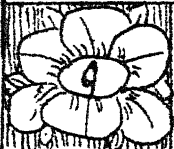
۲۱۹
کھلتے نہین تم داغ الجھتی ہے طبیعت
اچھے کسی عیار سے مکار سے الجھے
۹
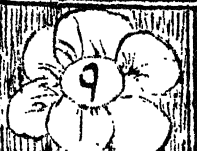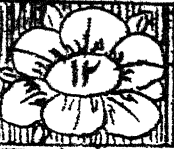
یہ بات کیا دم رفتار ہوتی جاتی ہے
کہ اپنے سائے سے تکرار ہوتی آتی ہے

شب وصال قیامت تھی جب کسی نے کہا
وہ دیکھیہ صبح نمودار ہوتی آتی ہے

کچھ اور تو مرے ہمراہ بس نہین چلتا
نگاہ جانب اغیار ہوتی آتی ہے

تمہارے کوچے مین کیا تازہ گل کہلا کوئی — صبا جب آتی ہے گلزار ہوتی آتی ہے
یہ کس غضب کی ہے آمد تری خدا کی پناہ — نگاہ ناز سے تلوار ہوتی آتی ہے
ازل کے دن سے ہے مٹی خراب عاشق کی — یہ مشت خاک یونہین خوار ہوتی آتی ہے
الٰہی خیر ہو وہ خشمناک آتے ہین — کچھ اپنے آپ ہی گفتار ہوتی آتی ہے
چرا کے بھاگ گئے دل پھر آپ پوچھتے ہین — یہ دھوم کیا سر بازار ہوتی آتی ہے

۳۲۰ — ۹

تمہین نے داغ نرالے نہین اوٹھائے ستم
یونہین سلف سے مرے یار ہوتی آتی ہے

نگہ ناز جو غصے سے کبھی پھرتی ہے — دل پہ تلوار کلیجے پہ چھری پھرتی ہے
موت آتی ہے قیامت کو بہانتا آتے — پیچھے پیچھے کسی دامن کے لگی پھرتی ہے
آئے اترائے ہوئے کسکی گلی سے یارب — کہ نسیم سحری ہم سے اوڑی پھرتی ہے
نہ دیا خواہش آرام نے آرام کہین — مجکو کہینچے مری راحت طلبی پھرتی ہے
غیر کے رنج کی مجکو نہ خوشی کیونکر ہو — آپ کیا پھرتے ہین تقدیر مری پھرتی ہے
ہے مرے قتل سے قاتل کی خوشی کو بھی خوشی — موجین کرتی ہوئی ہونٹون مین ہنسی پھرتی ہے
جی یہ دہڑکتا ہے کہ مین تجھسے کہون یا نہ کہون — بات اک دل مین مری تھک پری پھرتی ہے
ہو گیا رنگ تف داغ جگر سے ایسا — آہ سوزان کہ سینے مین جلی پھرتی ہے

۳۲۱ — ۱۲

داغ آوارہ کا تابوت مین لاشہ نہ رہا
ڈھونڈھتی خلق بیابان مین بڑی پھرتی ہے

جہان لگ گئی کارگر ہو گئی — مری آہ تیر نظر ہو گئی
ہمین مر گئے صدمۂ رشک سے — بڑی خیر اسے فتنہ گر ہو گئی

بنا حلقۂ زلف آغوش شوق
گرفتار آنکی کمر ہو گئی

ملے ٹھوکرون ہی مین اہل نیاز
ہماری جبین سنگ در ہو گئی

نہ آئے محبت کے کوچے مین خضر
خدا جانے کیونکر بسر ہو گئی

ستم ہو گیا راز دل کھل گیا
چھپاتے چھپاتے خبر ہو گئی

کمی کی نہ کچھ شوق نے قتل مین
ادہر ہی سے تیغ رہگذر ہو گئی

فرشتے ہین مخبر تو کیا کیجیے
یہان بات کی وان خبر ہو گئی

وہان جھوٹے وعدے پہ لب ہلگیا
توقع یہان کس قدر ہو گئی

دکھادینگے اید ل تجھے روز حشر
کہ ساری خدائی ادہر ہو گئی

کبھی یاس ہوتی نہ اپنی امید
تغافل سے تیری مگر ہو گئی

یہان صبح پیری سے پہلے ہی داغ
جوانی چراغ سحر ہو گئی

۲۲۲ ۱۳

قول تیرا شوق میرا چاہیے
جھوٹ سچ کیواسطے کیا چاہیے

اے فلک سامان محشر ہی سہی
اپنی آنکھون کو تماشا چاہیے

ہو سکے کیا اپنی وحشت کا علاج
تیرے کوچے مین بھی صحرا چاہیے

دل مین قاتل کے رکاوٹ ہے تو ہو
خنجر اپنے دم سے اچھا چاہیے

گو تری نظرون سے کل ہی گر پڑین
آج تو کوئی سہارا چاہیے

کیجیے تیغ تبسم سے ہلاک
جور بھی اچھون کا اچھا چاہیے

ہر طرف ہے تیرے بیمارون کا شور
ہر گلی مین اک مسیحا چاہیے

کیون نہ چھائے میکشون کے سر پہ ابر
کچھ گنہگارون کا پردا چاہیے

تیرے جلوے کا تو کیا کہنا مگر
دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

کاش دیکر کچھ گرہ سے ہو نجات
تجکو زاہد دین و دنیا چاہیے

دل کی جانب سے تغافل کیون ہوا
قرضدارون پر تقاضا چاہیے

وعدۂ فردا یہ بھی جچتے نہین
کہتے ہین وہ وقت دیکھا چاہیے

۲۲۳ ۲۱

کیون نہین دیتے تسلی داغ کو
اُس سے لیجیے گر تمنا چاہیے

نگہ شوق بے اثر نہ ہوئی
تمکو پردے مین کیا نظر نہ ہوئی

ہم نے تقلید خضر کی لیکن
چلتے پھرتے بھی تو بسر نہ ہوئی

تارے گنتے ہو شام سے شب وصل
کیا کروگے اگر سحر نہ ہوئی

دل ویران مین دم رہا قائم
کبھی یہ شئے ادہر اودہر نہ ہوئی

ماتم غیر مین تمہین دیکھا
ورنہ یہ عید کس کے گھر نہ ہوئی

شب فرقت کے دیکھنے والے
ایسے سوئے کہ پھر خبر نہ ہوئی

واے بیگانگی طبیعت کی
کہ اُدھر سے کبھی ادھر نہ ہوئی

اس نزاکت سے قول اُسنے دیا
ہاتھ کی ہاتھ کو خبر نہ ہوئی

وعدہ اُسنے کیا وفا نہ کیا
دل کو تسکین ہوئی مگر نہ ہوئی

حال وہ کیا جو حشر مین نہ کہا
بات وہ کیا جو وقت پر نہ ہوئی

کسکے جلوے نے کردیا محجوب
آنکھ کے سامنے نظر نہ ہوئی

کبھی اُسنے امید الفت ہی
کبھی یہ فکر ہے اگر نہ ہوئی

عشق مین ذوق اپنا اپنا ہے
دلمین کیفیت جگر نہ ہوئی

ہے بہت طول مدعا افسوس — ساری دنیا پیامبر نہ ہوئی
نہین معلوم کسکے دل مین ہی — کبھی ظاہر تری کمر نہ ہوئی
غیر محفوظ ہے ہر آفت سے — شادی بھی تو عمر بھر نہ ہوئی
نہین سرکار عشق پر الزام — مین بُرا تھا مری بسر نہ ہوئی
خاک میخانہ تھی اسی قابل — یہ زمین آسمان پر نہ ہوئی
دل سے باتین بہت رہین شب غم — بات کرنے مین بھی سحر نہ ہوئی
دل جلے دفن ہو گئے جس مین — ابر سے وہ زمین تر نہ ہوئی

۳۲۴ — ۱۵

کیا تلون مزاج ہوا ے داغ
چار دن بھی کہین بسر نہ ہوئی

مجھے اے اہل کعبہ یاد کیا میخانہ آتا ہی — ادہر دیوانہ جاتا ہی اُدھر مستانہ آتا ہے
نہ دل مین غیر آتا ہے نہ صاحبخانہ آتا ہی — نظر چارون طرف ویرانہ ہی ویرانہ آتا ہے
تڑپتا لوٹتا اوڑتا جو بیتابانہ آتا ہی — یہ مرغ نامہ بر آتا ہی یا پروانہ آتا ہے
مری مژگان سے آنسو پوچھتا ہی کس لئے ناصح — ٹپک پڑتا ہی خود جو اس شجر مین دانہ آتا ہے
یہ آمد ہی کہ آفت ہی نگہ کچھ ہے ادا کچھ ہے — الٰہی خیر مجھسے آشنا بیگانہ آتا ہے
وہ نازک ہین تو کیا اپنے سے خنجر نہین سکتا — تجھے کچھ ننگ بھی اے ہمت مردانہ آتا ہے
ترا کوچہ ہی وہ دار الشفا بیمار وحشت کو — پری آتی ہی بنجاتا ہی جو دیوانہ آتا ہے
دم تقریر نالے حلق مین خنجر یان چبھوتے ہین — زبان تک ٹکڑے ہو ہو کر مرا افسانہ آتا ہے
رخ روشن کے آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہین — اُدھر جاتا ہے دیکھین یا ادہر پروانہ آتا ہے
جگر تک آتے آتے سو جگہ کرتا ہوا آیا — ترا تیر نظر آتا ہے یا مستانہ آتا ہے

دغا شوخی شرارت بے حیائی فتنہ پردازی — تجھے کچھ اور بھی اے نرگس مستانہ آتا ہے

سکندر آئینے سے جام جم سے خوش نہیں ہوتا — کوئی مے کش اس کو دیکھے ہاتھ جب پیمانہ آتا ہے

بھرے کچھ آنکھوں میں آنسو پڑے کچھ حلق میں چھالے — قفس میں ہم اسیروں کو آب و دانہ آتا ہے

۲۲۵

وہی جھگڑا ہے فرقت کا وہی قصہ ہے الفت کا — تجھے اے داغ کوئی اور بھی فسانہ آتا ہے
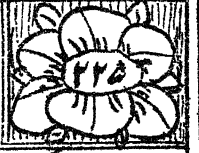
۹

کسطرح ظاہر کروں حسرت جو لاکھوں دل میں ہے — جسطرح غنچے میں بو ہے آرزو یوں دل میں ہے

دعوتِ مژگاں کروں مہمانیِ پیکاں کروں — آہ میں کیا کیا کروں اک قطرۂ خوں دل میں ہے

یا تو ایسی تمکنت یا ہیبتِ وحشت اس قدر — یا جنوں سر میں ہوا یا کوئی مجنوں دل میں ہے

دیکھتے رہ جاؤ گے گر کوئی ٹسکا چل گیا — جو تمہاری آنکھ میں ہے یا وہ افسوں دل میں ہے

کیا کرینگے اہل محشر میرے داغوں کا شمار — عشق کی دولت ہے گویا گنج قاروں دل میں ہے

آرزوئے عیش ہے کیا ہو جو قسمت میں نہو — جو نہیں ہے بخت میں اے بخت واژوں دل میں ہے

اس محبت کا برا ہو ایک کو راحت نہیں — دل الگ سینے میں ہے جان محزوں دل میں ہے

کس مصیبت میں پڑا ہوں ہمدم تحریر شوق — وہ سما سکتا نہیں ہے خط میں جو مضموں دل میں ہے
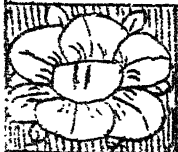
ہاں مدد اے جوش وحشت چلئے گر جانا ہی داغ — خار صحرا پاؤں میں ہے شوق ہاموں دل میں ہے

۱۱

کچھ تو لی زلف نے کچھ شب نے سیاہی تیری — بٹ گئی بخت سیہ خوب تباہی تیری

دم اظہار محبت ٹھہر اے نالۂ دل — الٹی ہو جائے نہ کمبخت گواہی تیری

یوں تو اے ابر پتا بھی نہیں ملتا تیرا — توبہ کرتے ہی جھلکتی ہے سیاہی تیری

جب کہی دار پہ منصور نے اپنی ہی کہی — میں نے تا روز جزا بات نباہی تیری

عمر بھر تو نے بھلائی کبھی چاہی میری
جیتے جی مینے برائی کبھی چاہی تیری

دونوں ہاتھوں سے جگر تھام لیا ناصح نے
مینے فریاد جو کی داد جو چاہی تیری

ڈرتے ڈرتے وہ مرا حال طبیعت کہنا
پردے پردے مین وہ دزدیدہ نگاہی تیری

ناصحا کہدے محبت مین خدا لگتی کچھ
مدعی لاکھ یہ بھاری ہے گواہی تیری

نظر آئی نہ مجھے بعد فنا شکل عذاب
اتنی گہری تو ہوا ے قبر سیاہی تیری

سچ تو یہ ہے کہ برا حال برا ہوتا ہے
غیر نے منھ سے کہا ہائے تباہی تیری

۹ — ۳۲۷
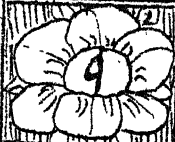
ہنسے اے داغ سفارش مین کمی کونسی کی
پر برائی تری تقدیر نے چاہی تیری

صبر کیا آئے مجھے سانس بمشکل آئے
تو تو انسان ہی ٹھیرا ہے اگر دل آئے

کسقدر تھی نگہ شوق کو قاتل کی تلاش
جب نظر مجکو فرشتے دم بسمل آئے

ہائے وہ جان بچانے کا زمانہ نہ رہا
اب تو اس بات کا رونا ہے کہین دل آئے

خواب مین بھی کبھی تنہا نہین دیکھا مجکو
دلمین بھی آئے تو اغیار کے شامل آئے

غیر معشوق ہو سمجھا بھی تو الفت نکرون
ایسا آتا ہی تو مجھپر ہی مراد ل آئے

اس نزاکت پہ گئے غیر کے گھر مین سے تم
ہم اگر آپ مین آئے تو بمشکل آئے

مل گئے راہ مین مجکو یہ بڑی خیر ہوئی
لوگ جو دیکھنے شب کو تری محفل آئے

کیا کہین کس سے کہین جاکے وہان کیا گذری
یار کہتے ہین مبارک ہو تمھین مل آئے

۹ — ۳۲۸

جسکو ہو داغ بہت حسن و شجاعت پہ غرور
میرے نواب بہادر کے مقابل آئے
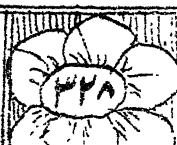
سینہ ہالکر کوئی لیجائے اسکے پاس مجھے
بٹھائے دیتی ہے اک اک قدم پہ یاس مجھے

بٹھا کے بزم میں اپنی سبک نہ کر اتنا / نہ لے اُڑیں کہیں ظالم مرے حواس مجھے

وہ چشم مست جو گلشن میں گل سے لڑتی ہے / اشارہ کرتی ہے بلبل کہ اک گلاس مجھے

وہ شب کو نشے میں چمکے جو عکس کاکل سے / بُلا بُلا کے بٹھاتے تھے اپنے پاس مجھے

غضب میں آ گئے جنت کے رہنے والے بھی / اوداس ہو گئے سب دیکھ کر اوداس مجھے

رقیب سے سر محفل کلام ہوتے ہیں / سمجھ لیا ہے ستمگر نے بدحواس مجھے

دیا ہے زہر مرے چارہ گر نے تنگ آ کر / دوا تو خوب ملی ہے جو آئے راس مجھے

بتا دیا غم فرقت نے سنگ دل ایسا / کہ موت سے نہیں آتی کبھی ہراس مجھے

۳۲۹

صنم پرست کو اے داغ شیخ کیا سمجھے / جو برہمن ہو تو جانے خدا شناس مجھے

۹

کون غمخوار الٰہی شب غم ہوتا ہے / اب تو پہلو میں مرے درد بھی کم ہوتا ہے
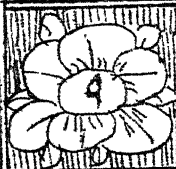
کیفیت خاص ہے گویا مری مجبوری کی / حال جو یار کا ہنگام قسم ہوتا ہے

کس تبسم سے ملی جاتی ہیں آنکھیں دیکھو / کس حسرت سے مری موت کا غم ہوتا ہے

رشک ہے اپنے خط شوق پہ مجھکو کہ وہاں / وہی مضمون مگر دشمن کو رقم ہوتا ہے

غیر کا دل کہیں تلوؤں کے تلے تو نے مَلا / فتنہ ہر ایک ترا نقش قدم ہوتا ہے

حشر میں پوچھتے پھرتے ہیں وہ ایک ایک سے یہ / یاں کہیں بھی کسی عاشق پہ ستم ہوتا ہے

یاد آ جاتے ہیں جب زخم محبت کے مزے / شربت خضر بھی حق میں مرے سم ہوتا ہے

خانۂ غیر کی آرائش و زیبائش کیا / سوچ لیجے کہیں دوزخ بھی ارم ہوتا ہے

۳۳۰　　۹

چوٹ دل کی وہیں ابھر آئی
جب ہنسی آئی آنکھ بھر آئی
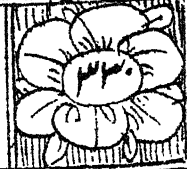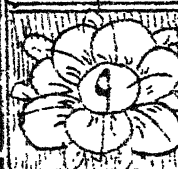
جا شب ہجر وہ سحر آئی
تو ہی جانے کی پھر اگر آئی

آئینہ کیوں ہوا اجال ترا
اپنی صورت مجھے نظر آئی

صبح سے تمکو آ رہی ہے ہنسی
خواب میں کس کی چشم تر آئی

تھی شب وصل کس قدر کوتاہ
شام گذری کہ بس سحر آئی

اب کہاں اے سناؤں قصہ غیر
میری آنکھوں میں نیند بھر آئی

تم سے تو واسطہ ہی کچھ نہ رہا
اب طبیعت رقیب پر آئی

میری مرقد پہ مجھسے کہتے ہیں
کیوں تجھے نیند اس قدر آئی

۳۳۱ — ۷

صدمہ پہونچا جگر کا دل تک داغ
ایک کی چوٹ ایک پر آئی

مطلب کی تم سنو تو ذرا کوئی کچھ کہے
جب بے سنے خفا ہو تو کیا کوئی کچھ کہے

سوچا جواب کیا مرے حاضر جواب نے
تاکید ہے کہ روز جزا کوئی کچھ کہے

ہم آپ چھیڑ چھیڑ کے کھاتے ہیں گالیاں
کانوں کو پڑ گیا ہے مزہ کوئی کچھ کہے

بندے ہیں ہم تو عشق کے اے شیخ و برہمن
پروا نہیں ہمیں بخدا کوئی کچھ کہے

کمبخت نامراد تو مدت سے ہے خطاب
جی چاہتا ہے اس سے سوا کوئی کچھ کہے

ناصح کہے سنے پہ ہمارا نہیں عمل
جو جی میں آگیا وہ کیا کوئی کچھ کہے

۳۳۲ — ۱۷

اے داغ اسکی بزم میں ہم گل کھلائیں گے
بس کا ہے انتظار ذرا کوئی کچھ کہے

مرے کلیجے میں قاتل چھوڑے سے جا بجا ٹھہرے
بڑھیں ٹھہر ٹھہر کر تیرے دم بھر چلے چلکر ذرا ٹھہر

تغافل کی ٹھہرے آج قاتل فیصلا ٹھہرے
نہیں تلوار تو فقرہ کوئی چلتا ہوا ٹھہرے

تسلی دل کو دیتے ہیں کیسے لوگ ہیں یارب
جگر ہی جب نہ ٹھہرے تو جگر پر ہاتھ کیا ٹھہرے

مسیح و خضر کو یکتا ہیں دونوں ہم جب جانیں
جو دل گرتا ہوا سنبھلے جو دم جاتا ہوا ٹھہرے

اُڑا جاتا ہے ہر دم بات کیا الٹے ہیں خط لیکے تو قاصد
پریشانی نہ ٹھہرنے دے تو دم لیتا ہوا ٹھہرے

بہار بےخزاں کیسی ہے کہ جنت نے دکھا دی ہم
جو اُسکی طرح میں اے باغباں تاک و فا ٹھہرے

نکلجو جور و ستم کا حشر میں پھر عشق کا دعویٰ
مرا ذمہ ترے آگے جو کوئی بیٹھا ٹھہرے

مری اُفتادگی نے آسماں پر مجکو پہونچایا
زمیں پر بیٹھنا نہ ٹھہرے جو تمہاری خاک کیا ٹھہرے

وہی انسان ہو رہا ہے اُسکے ہم تو قائل ہیں
بھلوں میں جو بھلا ٹھہرے بُروں میں جو بُرا ٹھہرے

مزہ چکھا شیرینی دنیا کا زاہد تو نے دنیا میں
کبھی تو بادہ نوشی کی بھی اے مرد خدا ٹھہرے

صبا تجکو تو غنچے چٹکیوں ہی میں اُڑا دیتے
جو نکہت خود ہو آوارہ تو ٹھہرائے سے کیا ٹھہرے

ابھی ہاں آہ و نالہ و فریاد پیچھے سے ہے
قدم آگے نہ رکھے عرش اعلیٰ پر دعا ٹھہرے

تری آنکھیں بھی اُٹھتا کیں اپنے ٹھہرنے کو
ٹھہرتی ہے اگر تو چشم دشمن میں حیا ٹھہرے

متاع شوق بھی ہے مایۂ الفت بھی کہتے ہیں
اگر لیجئے تو سودا کچھ ہمارا آپکا ٹھہرے

شب وعدہ جب آپ سے شکوہ تاخیر کرتا ہوں
تو کہتے ہیں کہ ہم انسان کیا ٹھہرے ہوا ٹھہرے
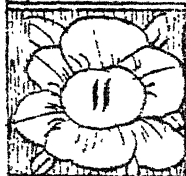
رہا روز جزا کے بعد کا غم مجکو محشر میں
کہ دنکو تو یہ ٹھہرے راتکو کیا جانے کیا ٹھہرے

[illegible]

قسم ہے اوسکی یہ مرضی نہیں اے داور محشر
کہ مجرم داغ ٹھہرے اور دشمن بےخطا ٹھہرے

۱۱

شوق دیدار و فکر سر بھی ہے
مجکو عشاق پہ نظر بھی ہے

اب ادھر بھی ہے دل اُدھر بھی ہے
مرنے جینے کی کچھ خبر بھی ہے

قتل کر چارہ گر جو صحت ہو
سر اگر ہے تو درد سر بھی ہے

چشم سفاک اسطرف بھی نگاہ
دل کے پہلو ہی مین جگر بھی ہے

کیا کرون برق ہی جو تو اے آہ
تجھ مین کمبخت کچھ اثر بھی ہے

اسکے انداز سُن لیئے قاصد
عشوہ گر ہی تو فتنہ گر بھی ہے

لکھ کے خط پوچھتا ہے پھر اکثر
کوئی دنیا مین نامہ بر بھی ہے

کیسے گھبرائے وہ جو مین نے کہا
لٹ گیا دل مرا خبر بھی ہے

دولت وصل سے وصال کہان
نفع کے ساتھ ہی ضرر بھی ہے

دل ہمارا طریق الفت مین
راہزن بھی ہی راہبر بھی ہے

تو ہے اے داغ اور کوچۂ یار
خانہ آباد تیرا گھر بھی ہے

۱۰

کون تسلیم کے جینے پہ عبث شاد رہے
کچھ کہی یان بھی نہین میکدہ آباد رہے

طبع آزاد اگر ہو قد آزاد کی ساتھ
ایک ہی پاؤن سے گلگشت مین شمشاد رہے

شکل بنتا ہے بنا ہے مصوّر تصویر
دیکھ لے تجکو تو بہزاد نہ بہزاد رہے

اسکے جوبن سے چھپے کیونکر نکلین
جو نہ آزاد رکھے اور نہ آزاد رہے

اپنی پہلو سے کبھی کہکے پلٹ جانے کا
آنکھ سے وہ نہ پھرے ہوا ارشاد رہے

پھر ہو ناکام تمنا جو اثر تھم کر لے
مجھسے دامن مین چھپا کے مری فریاد رہے

آئے شہر سے نہ تھی مجھسے طبیعت نہ رکی
جانے والے نہ کبھی ہی دل ناشاد رہے

خلد شداد بھی نہ لگا دل تیرے دیوانون کا
یان رہے وان رہے ویرانہ ہی برباد رہے

رنج وہ رنج ہی جسمین نہ تجکو بھولین
عیش وہ عیش ہے جسمین نہ خدا یاد رہے

۳۲۵

داغ آزاد منش وہ ہے کہ اے بندہ نواز
آپ کا بندہ رہے اور سہی آزاد رہے

یار کا پاس نزاکت دل ناشاد رہے
نالہ گر کرتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے

کے گھڑی چین سے تو اے ستم ایجاد رہے
تیرے سینے میں جو میرا دل ناشاد رہے

وعدۂ حشر پہ کیا صبر تو ہم کر دینگے
ایسے ہنگامہ جانکاہ میں کیا یاد رہے

کوئی مشتاق شہادت نہ کہیں سے پہنچے
بس ہے حق میں ہر اک شخص کے جلاد رہے

کیوں نہ یا عیش و قفس اپنی تو یہ یاد رہی
لطف صیاد سے ہم رات دن آزاد رہے

دیکھ لی سیر حرم غنیمت ہے یہ دیر
آپ کا کعبہ جدا بتکدہ آباد رہے

یہ رہا عرش تلک اسکا تو دل دیکھا
میں نہ کہتا تھا کہ سینے ہی میں فریاد رہے

خاک آیا جو مرے منہ کو کلیجا آیا
کوئی دن کاش یہ پھر لب فریاد رہے

باہم اک وعدۂ فردا پہ تو سمجھے جائے
کہ مری بھول کی عادت ہے مجھے یاد رہے

اس دل تنگ میں کس کس کو جگہ دوں یارب
غم رہے دم رہے فریاد رہے یاد رہے

دل غم عشق سے دن رات گھلا جاتا ہے
کہیں محروم نہ ظالم تری بیداد رہے

تنگ آیا تو مرے منہ سے شکایت نکلی
لب پہ آئی ہوئی کیونکر ستم ایجاد رہے

۱۱

تجھ سے اے داغ محبت سے کیا ہے انکا
یہ سخن یاد رہے یاد رہے یاد رہے

۳۲۶
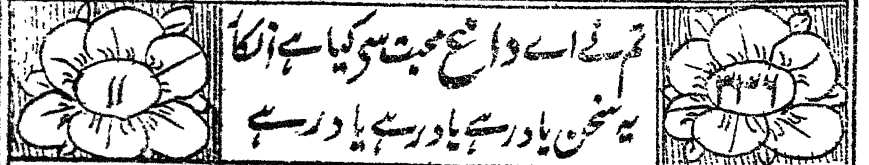
منا لیتے ہیں ہر مظلوم کو وہ عذر خواہی سے
گنہگاروں کو نفرت ہو گئی ہے بیگناہی سے

جفا کے بعد وہ اچھے ڈرے قہر الٰہی سے
مجھے کہتے ہیں جلدی تو نہ کیجیے دادخواہی سے

نہ اٹھیں کو عبث قاتل سے اٹھیں ناتوانوں کی
فلک تنکے ہی چنوا لے نسیم صبح گاہی سے

شہادت دشمنوں کی تنگ ہے شوق شہادت کو
مرا محضر بنائین دست اپنی ہی گواہی سے

سیہ کاری سے میری کاتب اعمال حیران ہین
کہ اسکا نامہ اعمال لکھین کس سیاہی سے

نہ دہو آب وضو سے داغ پیشانی کو اے زاہد
ارے ناداں یہ دھبہ مٹے گا روسیاہی سے

گران بار محبت دفن ہین زیر زمین اکثر
الٰہی کسطرح یہ بوجھ اٹھا پشت ماہی سے

سراسیمہ پریشان مضطرب آشفتہ و حیران
مرا قاصد تو آیا لیکن آیا کس تباہی سے

شہ درویش خو نے لطف پایا دین و دنیا کا
یہ دولت لی گدائی سے وہ دولت بادشاہی سے

بنی ہے سرمہ چشم ملائک دیکھنا رتبہ
اڑی ہے گرد راہ عشق مین جو پائے راہی سے

۳۲۷ — ۹
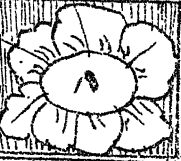
مبارک دوستونکو آئین بلا طین بزم عشرت مین
جناب داغ اچھے ہو گئے فضل الٰہی سے
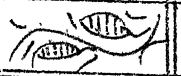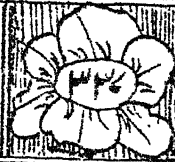
ترے وعدے کو بت حیلہ جو نہ قرار ہے نہ قیام ہے
کبھی شام ہو کبھی صبح ہو کبھی صبح ہے کبھی شام ہے
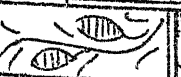
مراد کر ان سے جو آ گیا کہ جہان مین ایک ہے باوفا
تو کہا کہ مین نہین جانتا مرا دور ہی سے سلام ہے
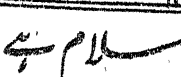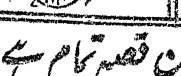
رہین کوئی دم جو لڑائیاں یون ہی ان نگاہوں سے درمیان
تو ہمارے دل کا بھی مہربان کوئی پل مین قصہ تمام ہے
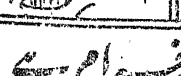
کبھی دیکھ تو سیر رہگذر کہ تڑپتے کتنے ہین خاک پر
نہ چل ایسی چال تو فتنہ گر کوئی یہ بھی طرز خرام ہے

ادہر آج دیکھ کے جلوہ گر مجھے آئی قدرت حق نظر
کہ یہ شمس ہے کہ یہ ہے قمر کہ وہ مہوش لب بام ہے

وہ ستم سے ہاتھ اُٹھائے کیوں کسی کا دل وہ دکھائے کیوں
کوئی اس میں مر ہی جائے کیوں اُسے اپنے کام سے کام ہے
ہوئیں مدتیں کہ نہیں خبر وہ کدھر ہیں اور ہیں ہم کدھر
نہ ہے نامہ بر نہ پیامبر نہ سلام ہے نہ پیام ہے
دل و دین کا جس کو نہ پاس ہو یہی نامراد ہے دیکھ لو
جسے داغ کہتے ہیں اے بتو اسی روسیاہ کا نام ہے

خوب اب دیکھ لیے طور تمہارے ہم نے
دن مصیبت کے گزارے تو گزارے ہم نے
رہی برہم ہی تری زلف پریشاں کی طرح
کام بگڑے ہوئے ہر چند سنوارے ہم نے
جان و دل آپ سے واللہ نہیں ہمکو عزیز
جان و دل آپکے صدقے میں اُتارے ہم نے
پاس غیروں کو بٹھا کر یہ دکھایا تم نے
سر پہ دیکھے نہ تھے چلتے ہوئے آرے ہم نے
چوٹ کیا کیا نہ لگی دل پہ ہمارے لیکن
در در پر درد محبت کے سہارے ہم نے
تنگی گوشۂ زنداں سے جو ہم خوگر تھے
گور پر بھی نہ کبھی پاؤں پسارے ہم نے
کچھ تو پایا ہے محبت کی مصیبت میں مزا
عیش و آرام کئے ترک جو سارے ہم نے

مطلب اے داغ نہیں دیر و حرم سے ہمکو
بہتر اپنا تو کیا سب سے کنارے ہم نے

بھلا ہو پیر مغاں کا اِدھر نگاہ ملے
تمہیں بھی کوئی جو چاہو خدا کی راہ ملے
کہاں تھے رات کو ہم سے ذرا نگاہ ملے
تلاش میں ہو کہ جھوٹا کوئی گواہ ملے
قریب میکدہ مجھکو جو خانقاہ ملے
گلے ثواب سے کیا کیا مرا گناہ ملے
وہ روز حشر سہی دیکھنا نہیں راہ ملے
کہاں چھپو گے جو دو چار داد خواہ ملے

مرے خرابے مین آکر وہ جو کھڑی ہووے
کہ پہر نہ خانہ خرابی کو گہر کی راہ ملے

ترا دل آئے کسی پر تو عرش ہلجائے
اثر تلاش مین ہو اسطرح کی آہ ملے

تمہارے کوچے مین ہر روز وہ قیامت ہی
کہ سایہ ڈہونڈہ رہا ہے کہین پناہ ملے

ترا غرور سمایا ہے اسقدر دل مین
نگاہ بہی نہ ملاؤن جو بادشاہ ملے

سر برہنہ مجنون پہ آشیان ہی تاج
نہ رکہے سر پہ جو فغفور کی کلاہ ملے

فلک کیطرح جفائین نہ کیجیے ہر روز
اُسکی قدر ہے نعمت جو گاہ گاہ ملے

تمہارے حسن سے کیا رتبہ ماہ کنعان کو
وہی تو چاند جسے ڈوبنے کو چاہ ملے

سب اہل حشر جب اپنے کیے کو پائین گے
بڑا مزہ ہو جو مجکو مرا گناہ ملے

کرو نہین عرض اگر جان کی امان پاؤن
کہون یہ کی اگر قہر سے پناہ ملے

یہ ہے مزے کی لڑائی یہ ہے مزیکا ملاپ
کہ مجسے آنکہ لڑی اور پہر نگاہ ملے

ہوا ہے دود جگر سے یہ گہر مرا تاریک
کہ موت ڈہونڈہتی پہرتی ہی کوئی راہ ملے

نہ اسکو صبر نہ تاثیر کا پتا یارب
جلا دیا ہے مجہے خاک مین یہ آہ ملے

بلا سے دعوی الفت نہ پیش کرتے ہم
ملے ہوی ہین جو دشمن سے وہ گواہ ملے

کٹھن نہ آہ مری جان لیکے چلتی ہو
سفر کرے جو مسافر کو زاد راہ ملے

مثل سنی ہی کہ ملتے سے ہی کوئی ملتا ہے
ملے تو آنکہ ملے دل ملے نگاہ ملے

قمر کو جامہ شب تو لبصر کو پردہ چشم
کئی لباس ترے نور کو سیاہ ملے

اثر کہان سے ملے جب پہوٹ ہو باہم
الگ الگ رہے دونون نہ حرف آہ ملے

نگاہ کے پاؤ نہین اُسکی ڈراؤن قاصد کو
اگر مجہے ترے توسن کی گرد راہ ملے

اس انقلاب مین ڈہونڈہو جو شکل ابر کا دور
تو یہ سفید ملے اور وہ سیاہ ملے

۳۴۰ ۱۸

نوید بخشش عصیان اُسے سُنا دینا
جو شرمسار کہین داغ روسیاہ ملے

اے پریشانیٔ دل حُسن بھی کچھ غم مین رہے
زلف برہم کی ادا خاطر برہم مین رہے

رشک نے آگ لگا دی تپشِ غم مین رہے
بزم دشمن مین رہے ہم کہ جہنم مین رہے

چھین لین حشر کے دن تم سے حورین مجکو
اُنکو حسرت ہی کہ ہمکو ملے یہ ہم مین رہے

مرگ دشمن کی دعا مانگ کے پچتا ہون
کہین ایسا نہو وہ غیر کے ماتم مین رہے

عاشق و شیفتہ و والہ و شیدا وہ ہے
رات دن لاکہہ خوشی سے جو تری غم مین رہے

واعظا ارمان کرون کیا یہ بہت مشکل ہے
آدمی بنکے کوئی جنت آدم مین رہے

غیر کا غم اُسے اشکون مین ڈبوی رکہے
جو نزاکت سے گھڑی بھر بھی نہ شبنم مین رہے

عقدۂ بند قبا کہولدے ظالم شب وصل
یہ گرہ کاش تری گیسوے پُرخم مین رہے

وعدۂ وصل پہ پہر آکے لگائے رکہے
کہ زمانہ اسی دہوکے مین اسی دم مین رہے

حور کے واسطے پیمان چھٹین گی زاہد
اُسکی امید کہ جو دوسرے عالم مین رہے

جمع ہو تیر گی داغ جگر ہی چھٹ کر
کچھہ سیاہی تو مرے دیدۂ پُرنم مین رہے

نغمۂ عیش سے یاد آگئے نالے ہمکو
بزم شادی مین ہم تو بھی تو ماتم مین رہے

گردش چشم بلا شوخی رفتار غضب
ایسے چلتے ہوے فتنے اسی عالم مین رہے

تیری اوتری ہوئی مہندی جو اُسی ہاتھہ لگی
یدِ بیضا کا نشان پنجۂ مریم مین رہے

مجہسے مے نوش کو پلواؤ یہ میرا ذمہ
بوند پانی کی اگر کوثر و زمزم مین رہے

تیرے چھینٹو نسے فلک تازہ رہا تک پہول
آگ لگجائے گل داغ جو شبنم مین رہے

دلمین مہمان دل آزار بہت رہتے ہین
کوئی ایسا نہین جو دلکی طرح ہم مین رہے

۳۲۱ — ۲۱

مجرم عشق کو کیا حکم ہے اے داور حشر
داغ جنت میں رہے یا کہ جہنم میں رہے

ہر بات ہو شوخ فتنہ گر کی
شوخی ہے مزاج میں نظر کی

تاثیر ہوئی ہے کس نظر کی
وہ آنکھ نہیں ہے نامہ بر کی

[illegible]
بجلی ہے غضب تری نظر کی

آتا نہ شب وصال آ کر
عنوان سے ہے عمر رات بھر کی

مقبول ہو دعائے عاشق
ہر دم ہے یہی دعا اثر کی

سویا ہے مجھی کو خواب میں بھی
جب آنکھ لگی ہے نوحہ گر کی

خاطر ہے تری عدو کی خاطر
گو اپنے خلاف تھی مگر کی

زانو پہ ترے رہا تھا جب سے
لیتا ہوں بلائیں اپنے سر کی

کیوں آئی صبا تری گلی میں
بکھرنے والی ہزار گھر کی

کچھ کہتی ہے اپنی بدگمانی
سن لی ہے اونہوں نے نامہ بر کی

سب اسکی نظر کو دیکھتے ہیں
تعریف کریں مرے جگر کی

امید ہے اپنی راتدن میں
گنتا ہوں خطائیں عمر بھر کی

اب میری عوض انہیں سنبھالو
ملتی نہیں نبض چارہ گر کی

رہتی ہے بہ رنگ شمع مردہ
وہ آہ کہ جان تھی اثر کی

کیا بات ہے خیر ہو الٰہی
رکتی ہے زبان نامہ بر کی

تلوار مجھی کو ہے مری آہ
وہ بھی ظالم تری کمر کی

کچھ صبر کیے سے بن نہ آیا
یوں بھی تو بہت دنوں بسر کی

دل ترا چھین کر عدو کو دیا
ہاتھ ٹکڑے ہیں یہ دست قدرت کے

آئینہ دیکھکر یہ پھر کہیے
دو نہیں ہوتے ایک صورت کے

آئی تیشے سے یہ صدا پیہم
کوہکن کام ہیں یہ فرصت کے

اپنے بدلے رقیب کو بھیجا
یہ نئے ڈھنگ ہیں عیادت کے

۲۴۳

داغ سا دوسرا نہ دیکھوگے
گل ہزاروں ہیں ایک صورت کے

۱۸

وہ قیامت توڑتے ہیں پوچھکر کیا حال ہے
پرسش دل بھی الٰہی پرسش اعمال ہے

بدنصیبی کو نکلنا اس سے اک اشکال ہے
میرے ماتھے کی لکیریں ہیں کس بلا کا جال ہے

راہ میں لیتا ہے تیرے تیر کو میرا جگر
پیشوائی نام اسکا ہے یہ استقبال ہے

جمگئی ہے آنکھ کی پتلی کسی مشتاق کی
میں نہ مانونگا کہ عارض پر تمھارے خال ہے

داغ عصیاں جذب کرلیگا ہے اشک شرم
دامن تر ہی مرا مجھکو مرے رومال ہے

خون دل رگ رگ سے پانی کیطرح بہنے لگا
سرخ آنسو کیا پسینا تک ہمارا لال ہے

تجکو ای ناصح خبر کیا عشق کے انجام کی
کوئی کاہن ہے منجم ہے کہ تو رمال ہے

تنگ آئے ہیں دل بیمار سے بیماردار
مجھسے بدتر پوچھنے والوں کا میرے حال ہے

پس گئے ہیں یونتو لاکھوں گردش افلاک سے
جیسے عاشق ہیں قیامت وہ ترا مال ہے

ہیں سراپا درد ہوں اللہ ہے اسکا گواہ
شکل انگشت شہادت تن پہ ہر اک بال ہے

ایک میں سو مدعی اک تم ہزاروں جاں نثار
عشق کا یہ حال دیکھا حسن کا وہ حال ہے

حضرت ناصح چلے ہیں نذر دینے یوں آج
دل بغل میں اور خالی ہاتھ پر رومال ہے

نامہ بر آنکا تو وعدہ اور تیرا اعتبار
مکر ہی فقرہ ہی عیاری ہی دم ہی چال ہے

مین نے اُنسے عرض کی آتا جنازہ پر مرے
پہلے تو بولے وہ اچھا پھر کہا اٹکال ہے

وہ یہ سنتے ہی رہے اور لیگئے دل چھین کر
ہم یہ کہتے ہی رہے دیکھو پرایا مال ہے

بولتے ہو موت کے معنی پہ تم لفظ وصال
اور بھی تو اک محل پر اسکا استعمال ہے

غیر ترے فیض سے محسود عالم ہو گیا
جسنے دیکھا بول اوٹھا ہا ہے کیا اقبال ہے

۳۴۴

فرض ہی کیا یہ کہ ہر مرد پہ ہوتا ہو عذاب
بلکہ ہستی سے عدم مین داغ تو خوشحال ہے

۱۷

کیا تھا جرم وفا لذت سزا کے لیے
ستم کے لطف اٹھائے مزے جفا کے لیے

خدا کرے نہ کسی کا امیدوار وصال
دعائین مانگتے ہین ترک مدعا کے لیئے

جو یہ لباس ہو تجھسا ہی جامہ زیب بھی ہو
بنا نہ دامن محشر تری قبا کے لیئے

مری خبر کو وہ آئین تو جلد آئین کہین
فرشتے کہتے ہین کیا حکم ہے قضا کے لیئے

مزا ہو جو محشر مین ہم کرین شکوہ
وہ منتون سے کہے چپ رہو خدا کے لیئے

غرض جہان سے کیا ہے فلک مرے ہوتے
غریب خانہ ہے موجود ہے بلا کے لیئے

اثر تو لوٹ لیا بات بات نے تیری
رہا نہ کچھ بھی مری عرض مدعا کے لیئے

زبان جلالی کے قطع ہاتھ پہونچون سے
یہ بند و بست ہوا ہین مری دعا کے لیئے

مرے مزار کو تو وہ کیا ہے تیرون سے
بہانہ یہ ہے کہ روزن کیے ہوا کے لیئے

رقیب سے بھی تو یہ سون مین بات کرتے
یہ فکر ہے انھین افزائش جفا کے لیئے

شریر آنکھ نگہ بیقرار چتون شوخ
تم اپنی شکل تو پیدا کرو حیا کے لیئے

صفت کا رتبہ یہان ذات سے سوا دیکھا
دعا ہے تجھسے زیادہ تری ثنا کے لیئے

ملے تو حشر مین لیلون زبان ناصح کی
عجیب چیز ہے یہ طول مدعا کے لیئے

کسی زمانے مین گستاخ ہم بھی تھے اتنے
نہین ضرور کہ اسکی کوئی خطا ہی کرے
نیا ستم ہے ستمگر نے قتل پہ پھیرے

زبان کھینچ کے ستائش دل التجا کے لیے
بہانہ چاہیے کیا ظلم ناروا کے لیے
کیا ہے جمع رقیبون کو مرحبا کے لیے
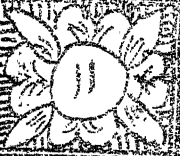
۲۲۵
ترے کہے سے ہمارے داغ چھوڑ دینگے عشق
خدا کے واسطے دیتا ہے کیون خدا کے لیے
۱۱

گر ایک بھی ہزار مین وہ مان جائین گے
کیجیے گا قتل ہمکو تو قربان جائین گے
مجنون کا حال سنکے پریشان ہو گئے
کافر ہو گر رقیب تو وہ حور وش چھٹے
روز جزا کا خوف دلایا تو یہ کہا
پروا نہین وہ غیر کے گھر جائین غم یہ ہے
ہر چند آج کل سے زیادہ ہے سادگی
جائین اپاس غیر مین ہم بیٹھے داد خواہ
تنہا وہ کیا خیال مین میرے تو آئینگے
مین لاکھ پہلوؤن سے کرون عرض مدعا

ہم لے سمجھ لیا ترے قربان جائین گے
پر سب کے ساتھ آپکے احسان جائین گے
میری اگر سنو گے تو وہ مان جائین گے
جنت مین تو تمام مسلمان جائین گے
ان دیکھنے کو آپ کی ہم جان جائین گے
ہمراہ انکے سب مرے ارمان جائین گے
تیور یہ کہہ رہے ہین کہ مہمان جائین گے
پر کیا کرین وہ شعر مین پہچان جائین گے
دیکھون کہانتک انکے نگہبان جائین گے
پہچاننے کی بات وہ پہچان جائین گے

۲۲۶
اے داغ ابتدا سے محبت مین کیا گیا
وہ جانتے نہین ہین ہمین جان جائین گے
۲۱

پوچھتا جا مری مرقد پہ گذرنے والے
مرحبا اے دل دین لیکے گھر جانے والے

کیا گذر لی ہے مری جان پہ مرنے والے
ہاتھ رکھا نون پہ مرے ناز سے مرنے والے

دیکھنا چاہا ادھر اُو قہر سے ڈرنے والے
نیچی نظریں کئے محشر میں گذرنیوالے

راہ دیکھینگے نہ دنیا سے گذرنیوالے
ہم تو جاتے ہیں ٹھہر جائیں ٹھہرنیوالے

قلزم عشق سے اے خضر ہمیں خوف نہیں
بیٹھ کرتے ہیں اُبھرتے ہیں اُبھرنیوالے

اس گذرگاہ سے پہنچیں تو کہیں منزل تک
جیسی گذریگی گذارینگے گذرنیوالے

منہ نہ پھیرا جگر و دل نے صف مژگان سے
سچ تو یہ ہے وہ بھی بڑے ہیں مرنیوالے

ہو کے لبریز نہ چھلکے کا مرا ساغر دل
میکدے سے ہوں اگر لاکھ ہوں بھرنیوالے

ایک تو حسن بلا اوس پہ بناوٹ آفت
گھر بگاڑینگے ہزاروں کے سنورنیوالے

کیا جہاں گذرا انہیں بھی لگی ہے گذری
مول لیجاتے ہیں غم یاس سے گذرنیوالے

قتل ہونگے ترے ہاتھوں سے خوشی اسکی ہے
آج اترائے ہوئے پھرتے ہیں مرنیوالے

تیرے گیسوے پریشان نہ کریں سودائی
سر نہ ہو جائیں کسی کے یہ بکھرنیوالے

آہ کے ساتھ فلک سے یہ ندائیں آئیں
جل گئے سایۂ طوبیٰ میں ٹھہرنیوالے

حشر میں لطف ہو جب اون سے ہوں دو دو باتیں
وہ کہیں کون ہو تم ہم کہیں مرنیوالے

کشتی نوح سے بھی کود پڑوں طوفاں میں
دیں سہارا جو مجھے پار اوترنیوالے

خوش نوائی نے رکھا ہمکو اسیر الصیاد
ہمسے اچھے رہے صد حیف اوترنیوالے

کیا ترے کاکل شبگوں کی بلائیں لینگے
بو الہوس تیرگی بخت سے ڈرنیوالے

ہے وہی قہر وہی جبر وہی کبر و غرور
بت خدا ہیں مگر انصاف نہ کرنیوالے

غسل میت کی شہیدوں کو ترے حاجت کیا
بے نہائے بھی نکھرتے ہیں نکھرنیوالے

حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے
اور ہونگے تری محفل سے ابھرنیوالے

دل دے تو اس مزاج کا پروردگار دے / جو رنج کی گھڑی بھی خوشی سے گذار دے

کسطرح چین مجھکو دل بیقرار دے / تم اختیار دو نہ خدا اختیار دے

اوترے جو تن سے سر تو زہے سرفرازیاں / ایسا ہو کہ وہ مجھے دلسے اوتار دے

دل اس نگاہ ناز سے ہم نے لڑا دیا / آگے نصیب ہے جسے پروردگار دے

سنتے ہو داستان مری جانتے ہو جھوٹ / ہو بات کا مزہ تو خدا اعتبار دے

دل چاہتا ہے مفت ملے نقد داغ عشق / اس بدچلن کو کوئی نہ کوڑی ادھار دے

لیجاؤں جب بہشت میں اس حور وش کو میں / پہلے فرشتہ دور سے پردہ پکار دے

جنت بغیر حور کے درکار ہے مجھے / دنیا میں دیکھ لوں جو خدا استعار دے

فرقت میں آب و دانہ ہیں یوں حرام / جسطرح منھ کو قفل کوئی روزہ دار دے

خبر بکسی نہیں ہے شب ہجر ہمنشیں / کس سے کہوں کہ کوئی اجل کو پکار دے
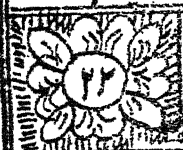
۲۴۹ کیوں ناز اوٹھاؤں داغ کسی پر جفا کے میں
مجھکو اگر مزہ ستم روزگار دے ۲۲

شرکت غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری / غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری

دل یہ کہتا ہے بنے گی یہیں تربت میری / اک زمیں ہو گئے بیٹھے میں کدورت میری

مر گیا میں تو نہ جا تو کہ بلا سے چھوٹے / بندہ پرور یہ محبت ہے محبت میری

دل ہی ٹھنے ہیں کہ اغیار سے میں کہتا ہوں / تحسین اللہ نکالو کوئی صورت میری

میں نہ کہتا تھا کہ دے لیجئے دل گھلتا ہے / دیکھئے آپکی غفلت ہے کہ غفلت میری

دھوم ہے زیر زمیں کشتہ ناز آیا ہے / ہو گئی عید شہیدوں کو زیارت میری

اپنے سائے سے یہ کہتا ہوں کہ تو ہی پاس ہو / کچھ تو بہلے غم ہجران میں طبیعت میری

بیٹھا ہوتے ہین مہمان کہین ایسے بھی
کہ نکالے سے نکلتی نہین حسرت میری

کیا فلک ٹوٹ پڑا بعد فنا بھی مجھپر
بیٹھی جاتی ہے دبی جاتی ہے تربت میری

عمر بھر آئینہ اس غم مین رہا چشم پر آب
کسنے سکتے مین دکھادی اسے صورت میری

آدمیان ہین گر غیر کی الفت ہے تمہین
چھپکے کیون سکتے ہو طرز محبت میری

جور نہ چھوٹا نہ تغافل اون کا
دل یہ دل اور طبیعت یہ طبیعت میری

مجکو وہ نامۂ قرطاس ہو جو کچھہ لکھہ جاؤن
لکھہ چکے کاتب اعمال حقیقت میری

صبح کو آج وہ تیوری ہی چڑھین ہین اونکے
آئینہ دیکھکے دیکھی ہے جو صورت میری

پھر لیے تیر و کمان کوئی چلا آتا ہے
خود چھپے یا کہ چھپائے مجھے تربت میری

یون تو ہر روز نہ پلاؤن نہ پیون اے زاہد
توبہ کرتے ہی بدلجاتی ہے نیت میری

دور بیٹھا ہون چھپائے ہوئے بوتل خاموش
مجلس وعظ مین دیکھے کوئی خلوت میری

گر [illegible] نہین چرخ سہی
اک نہ اک فتنہ لگا رکھتی ہے قسمت میری

[illegible] کچھہ ایسی کہ الٰہی تو یہ
سانس لینے سے بگڑتی ہے طبیعت میری

پیر گردون ہے مگر پیر مغان اے ساقی
نہ سفارش تری منظور نہ منت میری

وہ دبے پاؤن چلین حشر کے ڈر سے توبہ
فکر ہے چال وہ ڈھالے نہ قیامت میری

تا دم مرگ محبت مین دعائین دون گا
واہ کیا شے ہے سلامت رہے قسمت میری

کون سا لب ہے کہ جسپر نہین شکوہ تیرا
کون سا دل ہے کہ جسمین نہین [illegible] میری

اپنی تصویر پہ نازان ہو تمہارا کیا ہے
آنکھہ نرگس کی دہن غنچے کا حیرت میری

۳۵۱ ۱۲

موت آئی ہوئی ٹلجائے یہ آئی نہ رکے
الامان داغ قیامت ہے طبیعت میری
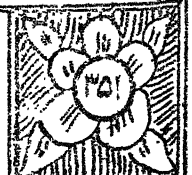
آب بقا نے گرچہ بہت روک تھام کی
پھر بھی چلی نہ خضر علیہ السلام کی

ساقی نہ رسم ترک ہو شرب مدام کی
پہلے چھڑک زمین پہ قاضی کے نام کی

کیا جانے خط مین کیا ہے کہ قاصد ہے یہ چال
پوچھی جو صبح کی تو کہی اوسنے شام کی

جس خط پہ یہ لگائی اوسیکا ملا جواب
اک مہر میرے پاس ہے دشمن کے نام کی

اللہ رے غرور کہ آئینہ دیکھکر
اپنے بھی عکس سے ہے شکایت سلام کی

ہو گرچہ بادشاہ رقیب سیاہ رو
خالق مگر بنائی نہ صورت غلام کی

صبح شب وصال نہ جانے دیا اونھین
فرصت نہ آسمان کو ملی انتقام کی

افسانہ فراق مین گذری شب وصال
جب صبح ہوگئی تو کہانی تمام کی

رکھنا الگ بچا کے تیغ کو اے فلک
آزار میرے حق کا جفا میرے نام کی

تیری ہی یاد ہے انھین تیرا ہی ذکر ہے
دل اپنے کام کا نہ زبان اپنے کام کی

چھیڑو دیکھنا کہ دم شکوۂ فراق
تاثیر [illegible] ہے ہمارے کلام کی

۳۵۲
اے داغ قتل ہو کے [illegible] شہرہ [illegible]
ہوتی ہے اب [illegible] زبان میرے نام کی
۱۱

ہر ایک بے نمود کی اوس سے نمود ہے
[illegible] الوجود ہے

کیا قبر ناتوان کی ترے بے نمود ہے
افسوس فاتحہ ہے نہ جسکی درود ہے

اوس شعلہ رو کے رخ پہ جو خط کی نمود ہے
کیا آتش خلیل کا یارب یہ دود ہے

پوشیدہ اوسکا حسن ہوا کب نقاب سے
پردے مین بھی ہزار طرح کی نمود ہے

روز نخست لین مری آہون نے چٹکیان
رنگ اسلیئے فلک کا ازل سے کبود ہے

کیا دل دیا اگر نہ دیا جو ہو قبول
ایسے بھی ہین کہ جنکو زیان ہو نہ سود ہے

گو ناخن ہلال ٹہراتا رہے فلک
مشکل کسی کی عقدۂ دلکی کشود ہے

اس ہاتھ نے اٹھائے ہیں کس کسطرح گہر
مژگان چشم تر بھی عجب دست جود ہے

توبہ کا ذکر کھلا ہے کر چھپ کے میکشی
اے شیخ یہ طریقہ شرب الیہود ہے

دیکھو نگاہ دو کہ پیار عداوت تھی اب نہیں
ایسے محل میں ہوتے ہیں معنی بود ہے

ہے سر پہ سرفراز جو اے داغ تا بہ زیست
درگاہ ... میں صرف سجود ہے

۱۵

[illegible] آنیکو تھی
وہ چمن ہی لٹ گیا جسمیں بہار آنے کو تھی

موت میرے پاس روز انتظار آنیکو تھی
آگئی تقدیر سے جو بیقرار آنے کو تھی

میرے مرنے کی خبر سنکر کیا مشکل سے ضبط
اونکے ہونٹوں پر ہنسی بے اختیار آنے کو تھی

کچھ مرض میں کردن کیا اب تڑپنے کا علاج
ایکبار آئی اجل بھی ایک بار آنے کو تھی

سنکے آمد اوسکی قبر میں یہ حال ہوتا
عمر رفتہ پھر مری زیر مزار آنے کو تھی

کوہکن کے پاس جاتا ہو نہ مجنوں کا غبار
ایک آندھی آج سوے کوہسار آنے کو تھی

آسمان پھرتا ہے مضطرب وعدے کی رات
کونسی مجھ تک خوشی پروردگار آنے کو تھی

صبر آتا دیکھکر ظالم نے پھر تڑپا دیا
میرے قابو میں طبیعت ایکبار آنے کو تھی

لوگ سمجھانے لگے یہ دن نہیں تکرار کا
گفتگو اونسے مری روز شمار آنے کو تھی

صبر تسکین و تحمل یہ تو سب جانیکو تھے
یاد تیری دل میں اے غفلت شعار آنے کو تھی

نالہ کرنا تو قیامت تھا کہ پہلی آہ میں
آسمان پہ فرشتوں کی پکار آنے کو تھی

غیر کا مذکور کر بیٹھے وہ کچھ یاد آگیا
وصل میں لذت دم بوس و کنار آنے کو تھی

فتنہ محشر نے آکر حشر برپا کر دیا
نیند آنکھوں میں مری زیر مزار آنے کو تھی

اے ماہ چلدیا تو بزم سے تشنہ کام
تیری دعوت کو شراب خوشگوار آنے کو تھی

۲۶
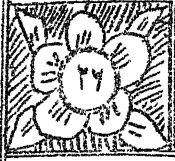
ہے گران جنس وفاہی داغ کیا ہر ایک شے
اب روپے کو بھی نہین ملتی جو چار آنے کو تھی

وہ آئے خندہ پیشانی کہین سے
تبسم ہے عیان چین جبین سے

ملے کیا کوئی اوس پردہ نشین سے
چھپائے منہ جو صورت آفرین سے

شفا ہو عیسی گردون نشین سے
ہماری بندگی پوچھے یہین سے

کسی کا رشک حورون کو آہی
نکلوادے نہ فردوس برین سے

شب وعدہ عدو کرا ے نزاکت
تبسم ٹوٹے نہ میری نازنین سے

اوسے افسانۂ غم ڈرتے ڈرتے
سنایا کچھ کہین سے کچھ کہین سے

وہ آئے کیون کہ طرز بے وفائی
اوڑا کر لیگئے جان حزین سے

مرے لاشے پر اونسے مسکرا کر
ملین آنکھین عدو کی آستین سے

نگاہ کرم کو جب برق جانون
کہ ملجائے اس آہ آتشین سے

اثر تک دسترس کیونکر ہو یا رب
دعا نے ہاتھ باندھے ہین یہین سے

اونہون نے دل لیا ہے مفت وہ بھی
بڑی حجت سے نفرت سی نہین سے

سرا آئین ہمیشہ دست وحشت
گریبان کم نہین ہے آستین سے

بنایا تجکو اور ایسا بنایا
کہے کیا کوئی صورت آفرین سے

فرشتے کیا لکھین اوسکی برائی
اوڑے رہین ہوش زلف عنبرین سے

تمھین بیداد گر اللہ کی شان
جفا کی داد مین چاہون تمھین سے

تمھارے گھر مین ہے اوسکا ٹھکانا
گیا گذرا ہو جو دنیا و دین سے

گئے ہین اور پھر کہتے گئے ہین — بہل جاؤگے اپنے ہمنشین سے

قیامت کا تو وعدہ اور سپہ انکار — کلیجا پک گیا تیری نہین سے

عدو کی بات آپ جانتے ہو — خدا محفوظ رکھے اس یقین سے

مری بربادیون کی مشورت کو — فلک چپ چھپکے ملتا ہے زمین سے

نگاہ دوتیر بھی انکار کے ساتھ — چلے گا کام کیا خالی نہین سے

ڈھلا سارا بدن سانچے مین گویا — ذرا او ترا نہین ظالم کہین سے

پڑا ہجر بتِ پر پیچ لپیٹے سیکڑے مین — حجاب آتا ہے مجکو اہلِ دین سے

یہ جانِ ناتوان لیجئے وہ دیجئے — بدلتی ہین نگاہ شرمگین سے

الٰہی وہ زمانہ پھر دکھا دے — کہ وہ واقف نہون کچھ مہر وکین سے

ٹپکتا ہے عرقِ ان پن کے آنسو — عیان ہے گریۂ قسمت جبین سے

شبِ وعدہ زبان تھک تھک گئی ہے — کہانتک قصہ خوانی ہمنشین سے

نہین آتا تجھے گر اے تمنا — نکلنا سیکھلے جانِ حزین سے

ہمارے سامنے شکوہ عدو کا — ہماری گھات اے ظالم یہین سے

بتاؤن نام اے دربان تجھے کیا — یہ کہدے کوئی آیا ہے کہین سے

مرا احمد ملے محشر مین مجھکو — کرون گا عرض رب العالمین سے

۳۵۵ — ۷

کبھی دیکھا ہے اتنا داغ کو خوش
چلے آتے ہین یہ حضرت وہین سے

وہ جو بولین تو بات جاتی ہے — چپ رہو نین تو رات جاتی ہے

ساتھ حوردن کے ہے شہید ترا — کیا عدم کو برات جاتی ہے

مے کے پینے سی گر زبون توبہ
آرزوی نجات جاتی ہے

دل لگی کا مزا جب آتا ہے
ہستی بے ثبات جاتی ہے

نگہ یار غیر کی جانب
کوئی بے التفات جاتی ہے

خوب آتا ہے لطف آزادی
جب یہ قید حیات جاتی ہے

کیا کرون وار غم وصل مین شکوہ
بات کہتے ہین رات جاتی ہے

دل چرا کر نظر چرائی ہے
لٹ گئے لٹ گئے دہائی ہے

بیکدن کے پیچ پیچ سے
کس قیامت کی یہ جدائی ہے

بے اثر کر نہ [illegible] دعا
مانگنا سخت بے حیائی ہے

مین بیان ہون [illegible] دل میرا
نارسائی عجب رسائی ہے

اس طرح اہل [illegible] کرین
بندگی ہے کہ یہ خدائی ہے

پانی پی پی کے توبہ کرتا ہون
پارسائی سے پارسائی ہے

وعدہ کرنے کا اختیار رہا
بات کرنے مین کیا برائی ہے

کب نکلتا ہے اب جگر سے تیر
یہ بھی کیا تیری آشنائی ہے

داغ اون سے دماغ کرتے ہین
نہین معلوم کیا سمائی ہے

دل کی کلی نہ تجھسے کبھی اے صبا کھلی
چمپا کھلی گلاب کھلا سوتیا کھلی

پہنچو شب وصال عدو مین [illegible] ست ہی
اب [illegible] چاندنی جو کھلی بھی تو کیا کھلی

جام شراب ہاتھ سے ساقی نے رکھدیا
جب غنچہ [illegible] چمن مین ذرا کھلی

ہمتو اسیر دام ہین صیاد ہمکو کیا
گلشن مین اگر بہار بہت خوشنما کھلی

نالون سے شق ہوا نہ جگر پاسبان کا
دیوار قید خانہ مگر بارہا کھلی

نرگس نے اوسکی آنکھ سے شرمائی باغ مین
اللہ ری ڈھٹائی کہ نہ بیجا کھلی

مہتاب پر گمان ہوا آفتاب کا
رنگت جو تیری نشے مین اوسنہ تھا کھلی

رونا نصیب ہو تو ہنسنا ہو کسطرح
تو شکل گل نہ بلبل خونین نوا کھلی

بہر دعا وہ دست حنائی جو اوٹھ گئے
طرفہ شفق زمین پہ روز جزا کھلی

۱۵۱ داغ شگفتہ دل کا ذرا دیکھنا اثر
مانند غنچہ قبر بھی بعد فنا کھلی ۱۳

قبر مین گھر سے ارمان سمانے پائے
تو پہ جا اونکا غریبون نے ٹھکانے پائے

دل بیتاب مرا دہ نہ پھیلانے پائے
دو ہی جھٹکے ہو زلف دوتا نے پائے

پاسبان نے مری رہ مین عدو کو روکا
حکم تھا اونکا وہ آئے یہ نہ آنے پائے

ایسا پالی ہو نہ ہٹانے مین زاہد سے کہین
ہمنے تسبیح کے بکھرے ہوئے دانے پائے

چھیڑ منظور ہے تجھکو تو مژگان تیری
دل بیتاب کو اونگلی نہ لگانے پائے

جل گیا میری آتش قدمی سے جنگل
چارہ گر تجھکو نہین باد صبا نے پائے

سمجھے اپنا دل گم گشتہ نہ پایا کھو کر
دو زبان سمجھے والون نے خزانے پائے

لاش بیدردی سے کھینچے اودھر جو قاتل
حیلہ جو یار اونھین مہندی نہ لگانے پائے

[illegible]
گھر سے جب ہی بلاؤن تو نہ آنے پائے

حور کیواسطے زاہد نے عبادت کی ہے
سیر جب تک جنت مین نہ جانے پائے

شوق سمجھا یگا کیا میرے چلے جانے سے
دل کی تدبیر کرو کچھ نہ یہ آنے پائے

تیرے مجبور کے پہلو ہی مین پاے ہمنے / بستر کبھی تکیے نہ سرہانے پاے

۳۵۹

داغ کی لاش سر راہ گذر ہے پامال
مرتبے خوب تمہارے شہدا نے پاے

۱۱

اونکے خیال مین جو ذرا ہم بہل گئے / کیا رشک ہے وہ اپنے تصور سے جل گئے

سب حسرتون کا یاس نے کھٹکا مٹا دیا / جسنے خلش تھی ولین وہ کانٹے نکل گئے

سچ ہے پرائی آگ مین پڑتا نہین کوئی / ہمراہ کوہ طور کے موسے نہ جل گئے

ہم کیا کہین گذرتی ہے کسطرح زندگی / دو چار بار آئے تو دم بھر بہل گئے

اب تک وہی زمین ہے وہی آسمان ہے / دو چار دن مین وہ نہ رہے تم بدل گئے

تنہا وہ جب ہوئے تو رہے محو آئینہ / ناگاہ کوئی آ جو گیا جھٹ سنبھل گئے

کیا برف ہو گیا ہے دم سرد سے بدن / دیکھی جو نبض ہاتھ طبیبو کے گل گئے

بیزار جس سے تھے یہ وہی دل ہے میری جان / اب کیا ہوا کہ دیکھتے ہی تم مچل گئے

اب کیا ہے گر کسی سے ملاتے نہین نظر / لاکھون ہماری آنکھ سے جلوے نکل گئے

مرتے کے ساتھ کوئی بھی مرتا نہین کبھی / فرقت مین رفتہ رفتہ سب احباب ٹل گئے

۳۶۰

احباب ڈھونڈتے ہین پریشان ہین رفیق
کیا جانے آج داغ کدھر کو نکل گئے

۹

عدم سے دیکھنے نیرنگ ظہور ہم آئے / ملا نہ جسکے لیے اتنی دور ہم آئے

مدینہ چھوڑ کے پھر رامپور ہم آئے / یہ کس بلا مین دل ناصبور ہم آئے

حیا اونکی آنکھ مین ہوئے سی شرم آتی ہے / پکارتے ہین یہ ناز و غرور ہم آئے

کہا تھا خط او نہین مرتے ہین دیکھلو آکر / ملا جواب کہ اب تو ضرور ہم آئے

جان و دل ہے نظر لیکن مجھے وہ راضی تو ہون
پاس میرے کونسی شے اُنکے قابل گھر مین ہے

ہر در و دیوار سے سر پھوڑنے کے واسطے
وہ بیابان مین نہین جو مجھکو حاصل گھر مین ہے

جامۂ صبر و تحمل چاک ہے مثل کتان
گل سے جو مہمان رشک ماہ کامل گھر مین ہے

مضطرب اس فکر مین پھرتا ہے جاؤن یا نہین
روز قاصد کو مرے کو سونکی منزل گھر مین ہے

بعد میرے قتل کے ہنگامہ برپا ہو گیا
باہر انکو وہ خلائق اور قاتل گھر مین ہے

پیٹھ پیچھے بادشہ کو بھی برا کہتے ہین لوگ
سامنے آ کر کہو تقریر باطل گھر مین ہے

در پہ آ کر جاؤ تم سن لو جو ہے میرا سوال
گر لگائی دیر تو جا تو یہ سائل گھر مین ہے

چھوڑ کر وہ جمع اغیار کیون آنے لگے
روز جلسے ہین نئے ہر روز محفل گھر مین ہے

رات پھر آئی ترے گھر سے صدا زنجیر کی
کیا کوئی دیوانہ پابند سلاسل گھر مین ہے

ذکر مجنون سنکے لیلے نے کیا ترک سفر
نجد کے جنگل مین ناقہ اور محمل گھر مین ہے

پھر نظارہ کیا تھا انکے دربانون سے ربط
در کے آگے پردۂ دیوار حائل گھر مین ہے

روز گرتے ہین در و دیوار سیل اشک سے
کیا مری خانہ خرابی مین شامل گھر مین ہے

۳۶۳

پوچھتی ہے آدمی سے داغ کب جب وطن
گو نہین ہون مین مگر ہر دم مرا دل گھر مین ہے

۱۱

افسوس میری قدر نہین آسمان تجھے
ملتے تجھے نصیب تجھے کہان تجھے

ظاہر کے لطف نے یہ جتایا ہے اے بتا
نامہربان بھی ہو کہین مہربان تجھے

عمر دو روزہ عیش دو روزہ نہین ہے تو
مین چھیڑتا ہون کوئی غم جاودان تجھے

چھیڑا کہی ہوئی کہین سے نکالی ہوئی ہنو
پڑتا ہون آج لے شب غم مہربان تجھے

گو داد خواہ ہون نہین محشر کی آرزو
دستور سے کہہ نہ کوئی غم دہان تجھے

تاثیر ہو جو عشق مین تڑپائے مثل برق
تیری فغان رقیب کو میری فغان تجھے

میری ہی وجہ خاص سے پایا ہے مرتبہ
یہ دور کبھی نصیب نہو پاسبان تجھے

بہتر ہے اس سے اے دل آزردہ ادھر کیا
رہ تو وہین قرار ہو اے دل جہان تجھے

دل کو نکال کر مرے سینے سے دیکھ لے
مین خوب جانتا ہون دل بدگمان تجھے

اے بیوفا نہ آئے دوبارہ کسی طرح
کسنے سکھائی چال یہ عمر روان تجھے

۳۶۴ — ۱۱

وحشت مین کوچہ گرد کہان تک رہے گا تو
اے داغ کھا نہ جائے گا تیرا مکان تجھے

دیکھ سکتے نہین اُس بزم مین ناکام مجھے
اپنے حصے کی پلاتے ہین مے آشام مجھے

رشک کسکو ہے نہ دو مفت کا الزام مجھے
تم سے جب کام نہین غیر سے کیا کام مجھے

لوگ جانینگے قصور انکا نہین اسکا ہی
حشر مین آپ نہ دیجائے دشنام مجھے

آج بگڑے ہوئے تیور ہین خدا خیر کرے
کہتے ہو رات پھر آیا نہین آرام مجھے

کسکے نالون نے جگایا ہی تمھین ساری رات
کون تھا اسکا پتا دو تو سہی نام مجھے

آسمان دشمنِ ارباب ہنر ہوتا ہے
شکر صد شکر کہ آتا نہین کچھ کام مجھے

سخت دشوار ہوئی راہ طلب تقدیر
دیکھ گرتا ہون ذرا رہ کہ مجھے تھام مجھے

کوئی صیاد ستمگر کا تغافل دیکھے
کہ پھڑکتے ہوئے دیکھا نہ تہِ دام مجھے

خود فراموش کیا یاد نے تیری ایسا
اُسکا احسان ہے بتا دے جو مرا نام مجھے

پوچھتا ہون یہ نکیرین سے بعد فنا
یاد کرتا ہے کبھی وہ بت گلفام مجھے

۳۶۵ — ۹

داغ یہ بات وہ سن لے تو غضب ہو جائے
کہتے پھرتے ہو بلایا ہے سر شام مجھے

ترے کوچہ میں جو ہم با دیدۂ تر بیٹھے
جوش طوفاں سے زمیں میں سیکڑوں گھر بیٹھے

چارہ گر بھی ہمنشیں تھا راتکو ناصح بھی تھا
ورنہ بیتابی سے ہم کیا جانے کیا کر بیٹھے

ہائے بیتابی شب وعدہ ترے مجبور کی
اکثر اٹھتے ہمنے دیکھا اسکو اکثر بیٹھے

ہو گئی محفل تری کیا بے ادب بیقاعدہ
جو کھڑے رہتے تھے وہ اب یاں ہیں برابر بیٹھے

غیر کے ہمراہ پھرتے ہو خدائی خوار تم
عار آتی ہے ہمارے پاس دم بھر بیٹھے

جب کیا شکوہ کہ محفل میں ہیں ہم بیٹھے دور
اسنے جھنجھلا کر کہا کیا میرے سر پر بیٹھے

گھر سے باہر ہی نہیں آتے وہ خلوت دوست
بیٹھتے چھپکر تو میرے دل کے اندر بیٹھے

جسکی قسمت میں ہو گردش کسطرح بیٹھے کہیں
ہمسے آوارہ ترے کوچے میں کیونکر بیٹھے

داغ تمنے کیوں کیا ہے نام وحشت کا خراب
اس سے تو بہتر یہی تھا چین سے گھر بیٹھے

۲۶۶ — ۱۸

سب سے مقابل مرے داغ جگر آئے
خورشید قیامت کو بھی تاب نظر آئے

کچھ رنج کا مذکور نہ لے نامہ بر آئے
ایسا نہ ہو الزام ادھر کا ادھر آئے

وہ اپنے تصور سے یہاں پیشتر آئے
ارمان مرے دل میں الٰہی اثر آئے

حوروں سے ملا ہیں نہیں کسی شوخ کی صورت
دم بھر کو اگر چرخ سے جنت اتر آئے

کوئی ہو ترا شیفتہ ہو یہ نہ ہو وہ ہو
دل جائے اگر دل کسیطرح سے جگر آئے

عادت ہی ہوئی رنج کی گو مرگ عدو کی
[illegible] سے ہمیں کام کسی کی خبر آئے

حسن آئینہ عشق ہو عشق آئینہ حسن
میں تجکو نظر آؤں مجھے تو نظر آئے

رہ رہ کے وہ پچھتائیں کہ کیوں اسکو ستایا
تھم تھم کے مری آہ میں یارب اثر آئے

وہ کہتے ہیں فرصت نہیں ہمکو سر وعدہ
تم صبر کرو اپنے ہی بلا لو اگر آئے

وصل مین بھی اُس سراپا ناز سے کیونکر بنے
ہر نگہ تلوار جسکی ہر مژہ خنجر بنے

کیا خبر تجھکو ستم کرتا ہے کیا تیرا بگاڑ
اُسکے دلسے پوچھ جس کمبخت کے جی پر بنے

آرزو ہے حشر کے دن کان رکھکر وہ سنین
نامۂ اعمال میرا شوق کا دفتر بنے

خانہ ویرانی مری منظور ہے تو اے فلک
روز بگڑے روز اُسکے دل مین میرا گھر بنے

عارض روشن کی پرتو سے عجب کیا ایکدن
گر چمک کر آئینہ اقبال اسکندر بنے

دشمنون کی جان پر کیونکر گرے یہ برق آہ
کسطرح سے آسمان میرا دل مضطر بنے

روز فردا ہوگی تیری رہ گذر سے فتنہ خیز
ہر زمین کو یہ لیاقت کب ہے جو محشر بنے

دُردِ مے سے منھ بگاڑا تو نے اے زاہد عبث
میکدہ جنت نہین جو بادۂ اطہر بنے

رشک تو دیکھو مصور کے قلم کرتا ہے ہاتھ
اُسکی صورت ہے اگر تصویر بھی بہتر بنے

۳۶۶ — ۹

گو وہ منھ آیا کیے تا دیر بیٹھے تو رہے
داغ اُنکی بزم مین دانستہ ہم اکثر بنے

کیا رات دن ہے فکر کسی تازہ جور کی
کہتے ہین اپنی آپ نہ سنتے ہین اور کی

کیا کیا کہان جفائین تری یاد آگئین
بھولے سے اپنے حال مین جب بیٹھے غور کی

آزردگی جو دل سے ہو تو گلہ نہین
رنجش بھی اک ادا ہے مگر طور طور کی

اُس فتنہ گر کو رحم کیسا ضد آگئی
جب ہمنے آہ کی تو جفا اُسنے اور کی

کیفیت زمانۂ جمشید دیکھ لین
ساقی پلا شراب کُہن اگلے دور کی

کہتے ہین دیکھکر وہ مہ مصر کی شبیہ
اچھی ہے ایک شکل حسین اپنے طور کی

دنیا مین ایک ایک کا معشوق ہے جدا
ہین اُسکا خواستگار طلب اسکو اور کی

پھر عیادت آئے تو وہ کوس کر گئے
اچھا مرا علاج کیا اچھی غور کی

۳۷۰ — ۱۵

معشوق آسمان تو نہیں جس سے لیں عوض
تدبیر داغ خاک کریں اُس کے جور کی
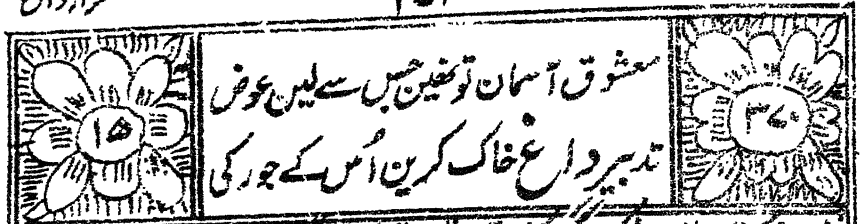
نہیں جم سکتا جو طفل اشک ٹھہر کر نکلتا ہے
الٰہی خیر کرتا ہے وہی جو دور چلتا ہے

مرے زخم جگر کا بوسہ لیکر جب نکلتا ہے
لب سوفار کو غصے سے وہ چٹکی سے ملتا ہے

وہ ظالم غیر کے ہمراہ بن ٹھن کر نکلتا ہے
بن آتی کچھ نہیں کچھ اور اپنا جی بھی جلتا ہے

بلے محشر نہیں گر مجھکو یہ کافی ہے عذاب اسکا
کہ یا رب وہ بت کافر مرے سائے سے جلتا ہے

پڑا ہوں سنگ راہ دوست بنکر کوی دشمن ہیں
سنا ہے آدمی کچھ ٹھوکریں کھا کر سنبھلتا ہے

ادھر ٹھہرے ادھر ٹھہرے اسے دیکھا اُسے دیکھا
تماشاگاہ محشر میں ہمارا دل بہلتا ہے

فقط وعدے پہ دو بوسوں کے دل لیکر وہ کہتے ہیں
ہمارا بھی کچھ آتا ہے تمہارا کیا نکلتا ہے

وہ خلوت دوست ہوں گھبرا گئے تعظیم دیتا ہوں
اگر دشمن بھی اُسکی بزم میں آ کر بدلتا ہے

نہیں ہوتی کسی کو بھی گوارا اپنی ناکامی
جسے تو بخش دیتا ہے جہنم اُس سے جلتا ہے

ترا کوچہ ہے محشر پاک جنت کیا نہیں اسکو
وہ جی اٹھتا ہے جو اس در سے مر کر وہ نکلتا ہے

گرہ سے نقد دل کھوتے ہیں نقد عیش کی خاطر
تمہارے عشق میں کیا کیا ہمارا دل نکلتا ہے

جنوں نے اپنے گھر کو بھی نہ چھوڑا یہ جنوں دیکھو
تپش سے داغ سودا کی دماغ اپنا پگھلتا ہے

یہاں تک تیز رو ہوں اے خضر میں راہ الفت میں
جو مجھکو ضعف ٹھہرا دے تو جیسے کوئی چلتا ہے

جو انداز جفا کل تھا نہ دیکھا آج وہ یا رب
نیا روز اک فلک تجھ سا کچھ بدلتا ہے

۳۷۱ — ۹
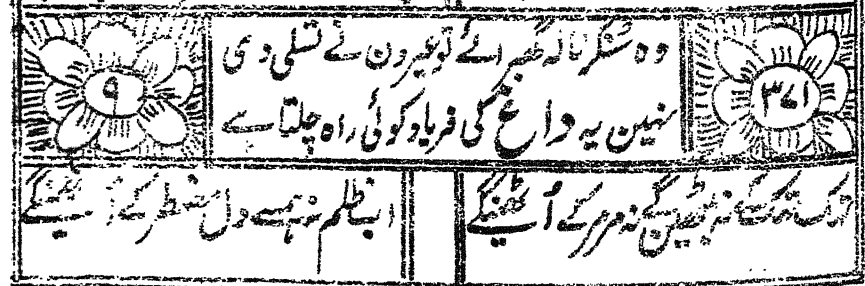
وہ سُنکر نالہ گھبرائے تو غیروں نے تسلی دی
نہیں یہ داغ کی فریاد کوئی راہ چلتا ہے

[illegible] نہ جیتے جی مرے آٹھینگے
اب ظلم نہ ہم سے دل [illegible] سکینگے

افسانۂ غم انکو سناؤن نہ سناؤن
ڈرتا ہون کہ وہ خواب مین ڈر ڈر کے اٹھینگے

چھیڑا ہے اگر تذکرۂ عشق تو سن لو
یہ قصہ تو پورا ہی بیان کر کے اٹھینگے

دنیا ہی مین کر پرسش مظلوم الٰہی
بت حشر مین اٹھینگے تو پتھر کے اٹھینگے

میکش تو چلے جائینگے جنت سے نکلکر
جبتک نہ بھرے بادہ ساغر کے اٹھینگے

بیکار ہے تقلید رہ شوق مین سچ ہے
معلوم نہ تھا پاؤن نہ ٹھہر کے اٹھینگے

دیکھینگے وہ جب ناز سے مین نالہ کرونگا
فتنے یہ برابر سے برابر کے اٹھینگے

قاتل ترے کشتونکا سنبھلنا نہین آسان
وہ روز جزا بعد پہر بھر کے اٹھینگے

۲۶۴
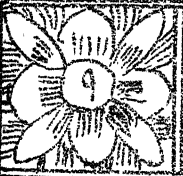
ہم لطف کے بندے ہین خدا کی قسم اے داغ
ایسے نہ کبھی ناز ستمگر کے اٹھینگے

۹
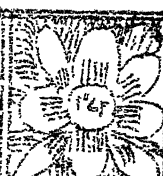
نہ سمجھا پھر کسی کی اس بت خود سر کو سمجھایا
پگھلکر موم ہو جاتا اگر پتھر کو سمجھاتے

ہماری کون سنتا ہے وگرنہ ہم وہ حضرت ہین
ادھر تجھ دلکو سمجھاتے ادھر دلبر کو سمجھاتے

چھلاوا ہے وہ شوخ پھر کر رک رک کے چلتا
جو بس چلتا تو اپنے ہاتھ سے خنجر کو سمجھاتے

تری رفتار کا انداز جسمین ہو وہ سیکھے کیونکر
دبا کر کسطرح ہنگامۂ محشر کو سمجھاتے

نہ سمجھے عالم ہین سمجھا سکے تم لے حضرت ناصح
سمجھکر بندہ پرور ایسے دانشور کو سمجھاتے

یہ ظالم تو ہمارا دن کوئی سمجھے وہ سمجھا ہے
اگر ملتا تو کچھ ہم چرخ بد اختر کو سمجھاتے

خدا جانے کہان بھٹکے راہ الفت مین کہان پہونچے
جو ہوتا ہوش کچھ ہمکو تو ہم رہبر کو سمجھاتے

اگر یہ جانتے دعوی کرینگے بت خدائی کا
تو اول ہی سے ہم کیا جانے کیا کافر کو سمجھاتے
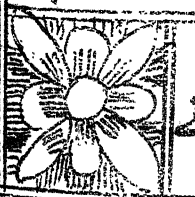
شب فرقت [illegible] داغ کا دل پہلو مین جاتا تا
گذر جاتی ہے ساری رات سارے گھر کو سمجھاتے
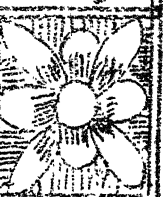
لائی گئی پیچ زلف پریشان نئے نئے
یہ سادگی دکھائیگی سامان نئے نئے

یہ چاہتا ہے شوق خلش دل مین دمبدم
رہجائین ٹوٹ ٹوٹ کے پیکان نئے نئے

سودا ہے زاہدونکو بھی اُس بت کے عشق کا
ہونے لگے ہین چاک گریبان نئے نئے

بیداد کو وہ داد کہین ظلم کو کرم
کیا کیا جتائے جاتے ہین احسان نئے نئے

لاؤن کہانسے مین تجھے اے عالم شباب
آتے ہین یاد ہائے وہ ارمان نئے نئے

اُن بدگمانیونکا مزہ دل سے پوچھیے
مجکو گمان تھے شب ہجران نئے نئے

لطف خزان ہے اور نہ لطف بہار ہے
گلشن نئے نئے ہین بیابان نئے نئے

نام خدا سنبھالے ہین قاتل نے ہاتھ پانو
آئین گے زیر خنجر بُران نئے نئے

گو جھوٹ جانتا ہون مگر یہ بھی لطف ہے
ہوتے ہین روز وعدہ و پیمان نئے نئے

واعظ ہمین تو رنج نہین بلکہ ہے خوشی
دیکھینگے روز حشر ہم انسان نئے نئے

۲۷۴

ہے اُنکو وہم **داغ** سے یہ لوگ مل نہ جائین
ہر روز بدلے جاتے ہین دربان نئے نئے

۹

اوڑتی ہے خاک جبکہ ترے خاکسار کی
مُشت غبار پھر نہین سُنتا سوار کی

یان تو عاشقی مین لٹے ہم کہ بعد مرگ
مٹی بھی اوڑ گئی ہے ہمارے مزار کی

بیچین ہو کے شوخ وہ معشوق ہوگیا
جس پر پڑے نگاہ ترے بیقرار کی

طرز جفا پسند ہے یا شیوۂ وفا
دونون مین تمنے کونسی بات اختیار کی

دشمن کی بات کا بھی تو ہونے لگا یقین
کچھ حد نہین رہی ہے مرے اعتبار کی

ہم کیا گئے جہان سے آزار ہی گیا
وہ بات ہی نہین ستم روزگار کی

شیخ حرم کو چاہیے کچھ تحفہ ہند کا
تصویر بھیجدونگا بت میگسار کی

اس بت پہ احتمال ہے تصویر کا مجھے — عادت گئی نہ وصل مین بھی انتظار کی

۳۷۵ — ۱۴

مجھ سے گناہ گار کو کیا کیا عطا کیا
اے داغ کیا ہی شان ہے پروردگار کی

آشفتگی کسی کی اثر کچھ تو کر گئی — بن بن کے رخنہ زلف تمھاری بکھر گئی

کیا کہیے کس طرح سے جوانی گذر گئی — بدنام کرنے آئی تھی بدنام کر گئی

نخل مراد پھونک دیا آہ گرم نے — آئندہ آفرینش برگ و ثمر گئی

نیرنگ روزگار سے بدلا نہ رنگ عشق — اپنی ہمیشہ ایک طرح پر گذر گئی

صحت خدا کے ہاتھ ہے بیمار عشق کی — اپنی طرف سے تو تو نہ کر چارہ گر گئی

سجدے کو برہمن نے نہ چھوڑی کہین جگہ — کیون بتکدے مین خلق خدا آکے بھر گئی

کیا کیا رہی سحر کو شب وصل کی تلاش — کہتا رہا ابھی تو یہین تھی کدھر گئی

وقت نظارہ کی کشش حسن نے کی — آنکھون کو لیکے ساتھ نہ میری نظر گئی

زاہد شراب ناب کی تاثیر کچھ نہ پوچھ — اکسیر ہے جو حلق کے نیچے اتر گئی

میری شب فراق پہ کعبے مین شور ہے — یارب غضب ہوا کہ نماز سحر گئی

دم بھر مین کچھ بھی یاد نہین اسکو کیا کہون — ناصح نے جو کہی مرے دل سے اتر گئی

رہتی ہے کب بہار جوانی تمام عمر — مانند بوے گل ادھر آئی ادھر گئی

کیونکر پڑے گا صبر الٰہی رقیب پر — گر بعد مرگ میری طبیعت ٹھہر گئی

۳۷۶ — ۱۵

اے داغ کیا کہون شب فرقت کی واردات
جو میرے ہاتھ سے مرے دل پر گذر گئی

[illegible] — آلودہ اُنکی مہر سیاہی مین رہ گئی

تمکین جو اُسکی شوخ نگاہی مین رہ گئی
کچھ وہ بھی میرے دل کی تباہی مین رہ گئی

سیرِ مقامِ عشق تباہی مین رہ گئی
منزل کی آرزو دلِ گمراہی مین رہ گئی

دیکھا جو روزِ حشر کسی بت کو مضطرب
چل کر زبان ستم کی گواہی مین رہ گئی

کیا کر سکے اثر دلِ بسمل کی نیم آہ
تیغ شکستہ دستِ سپاہی مین رہ گئی

آتا ہے رحم توبہ پر اپنی مجھے بہت
کمبخت یہ نہ حفظِ الٰہی مین رہ گئی

رہتا ہے نام صاحبِ سوز و گداز کا
تاثیر شعر اشک کی و آہی مین رہ گئی

ہر آبلے مین خار ہے ہر خار نیشتر
وحشت کی نوک خوب تباہی مین رہ گئی

منہ پھیر دے گا وصفِ مژگانِ یار کا
گر جان اس لیے سیاہی مین رہ گئی

زاہد کو بندگی کا نتیجہ تو مل گیا
گردن خمیدہ یادِ الٰہی مین رہ گئی

تیرے دہن سے چشمۂ حیوان ہے آب آب
پر اُسکی آبرو تو سیاہی مین رہ گئی

پورا ہو کوئی کام مصیبت سے دل نے کیا
جو رہ گئی مراد تباہی مین رہ گئی

ہجرِ صنم مین کیون نہ خدا کو کیا گواہ
یہ چال مجھسے ایسی گواہی مین رہ گئی

شیرین ادائی آپکی میٹھی چھری سہی
چل کر ہمیشہ تلخ نگاہی مین رہ گئی

کیا لکھ رہے تھے دیکھ کے مجھکو جو تھم گئے
کیون نوکِ خامہ غرقِ سیاہی مین رہ گئی

رکتے ہیں ہیچ تاب سے بھی تیز رو کہین
پانی مین کب گرد پہ ماہی مین رہ گئی

اے داغ اہلِ قلعہ کا لکھنا تو درکنار
تنخواہ بھی خزانۂ شاہی مین رہ گئی

۲۷۷ ۹

وصل کی آرزو کیے نہ بنی
[illegible] جستجو کیے نہ بنی

شوق [illegible] ہم کلام کر ہی دیا
آئے بے گفتگو کیے نہ بنی

اُسنے جب شکوہ کر لیا تسلیم / ہم کو بے سر فرو کئے نہ بنی

جب رکا خون بن گئی دم پر / چاک دل کو رفو کئے نہ بنی

ذلت عشق سے وہان عزت / شکوہ آبرو کئے نہ بنی

بدگمان کو گمان بد گذرا / وصف روے نکو کئے نہ بنی

یار ہونا ہے رند کو لازم / میکشی بے وضو کئے نہ بنی

قتل ٹھہرا جو شیوہ معشوق / اسمین دلکو لہو کئے نہ بنی

اُسکی تصویر سے بھی تھا یہ خوف / داغ کو گفتگو کئے نہ بنی

کیا طرز کلام ہو گئی ہے / ہر بات پیام ہو گئی ہے

کچھ زہر نہ تھی شراب انگور / کیا چیز حرام ہو گئی ہے

آگے تو نہین نہین سُنی تھی / اب تکیہ کلام ہو گئی ہے

جاتے جاتے پیام بر کو / ہر صبح سے شام ہو گئی ہے

اب دیکھیے مشق پائمالی / تعریف خرام ہو گئی ہے

پہونچے ہین جب اُسکی بزم مین ہم / مجلس ہی تمام ہو گئی ہے

عالم کو ہے دعوئی محبت / یہ خاص بھی عام ہو گئی ہے

اُس بت کے نہین ہین بندے / مخلوق غلام ہو گئی ہے

برباد نہو گی تیری الفت / تجویز مقام ہو گئی ہے

جاگیر جنون کو قیس کے بعد / اب داغ کے نام ہو گئی ہے

شمع روشن ہے ہماری آہ سے
لو لگائے بیٹھے ہین اللہ سے

چلتے ہین کیسا وہ رستہ کاٹ کر
جب گذرتے ہین ہماری راہ سے

کیون نہ رکھون مین تبرک کی طرح
غم ملا ہے عشق کی درگاہ سے

ایک لو سے پر ہمین ٹالین نہ آپ
کچھ علاوہ دیجئے تنخواہ سے

مانگ کر تجکو بہت نادم ہوا
مانگنا تھا اور کچھ اللہ سے

شادی و غم ہمکو یکسان ہوگئی
آہ سے غمگین نہ خوش ہین آہ سے

خوبصورت ہوکے تم لڑنے لگے
بحث ہے دن رات مہر و ماہ سے

چاہنے والون کی صورت دیکھ لی
موت بہتر ہے تمھاری چاہ سے

قبر پر میری پڑھے کیا فاتحہ
جو نہ ہو آگاہ بسم اللہ سے

آئی تھی جو بات تیرے ذہن مین
کوئی چھپتی ہے دل آگاہ سے

تونے واعظ زندگی دشوار کی
کیون کیا واقف خدا کی راہ سے

۳۸۰ داغ اُس کافر کی نخوت دیکھنا
غیر کیا کم ہے زمردشاہ سے ۱۱

طرز قدسی مین کبھی شیوۂ انسان مین کبھی
ہم بھی اک چیز تھے اس عالم امکان مین کبھی

رنج مین رنج کا راحت مین ہے راحت کا شریک
خاک ساحل مین کبھی موج ہون طوفان مین کبھی

دل مین لطف ہی نہ رہا خار تمنا کی خلش
نوک خنجر نہ رہا ہے کسی مژگان مین کبھی

دم مرا لیگئے ستمگار کرے گا تو کیا
یہ رہے گا نہ ترے خنجر بران مین کبھی

وار کرتے ہی بھرا زخم مین قاتل نے نمک
تیغ پہ ہاتھ کبھی ہے تو نمکدان مین کبھی

دل کے لینے مین تو یہ شوخی و چالاکی ہے
تم سے چستی ہوئی سستی پیمان مین کبھی

بات کیا خاک کرے وصل مین تیرے در سے
جسنے نالہ نہ کیا ہو شب ہجران مین کبھی

دل آشفتہ کے انداز سے معلوم ہوا
رہ گیا ہے یہ تری زلف پریشان مین کبھی

حضرت خضر سے بچ کے کہین جوش جنون کی باتین
ایسے نکلے کہ نہ آئے تجھے بیابان مین کبھی

مجکو انداز تمنا سے یقین ہوتا ہے
دم نکلجائے گا اس حسرت و ارمان مین کبھی

(۲۸۱) اللہ اللہ رے تری شوخ بیانی اے داغ
سست اک شعر نہ دیکھا ترے دیوان مین کبھی (۱۳)

ہوا جو انکی خموشی سے کچھ ملال مجھے
جواب دینے لگی طاقت سوال مجھے

وفا شعار یہ معشوق ہے خدا رکھے
کہ چھوڑتا نہین دم بھر ترا خیال مجھے

غم عدو مین گھرا ؤ ہے یہ دور فلک
کبھی ملال تمھین ہو کبھی ملال مجھے

فلک نے لوٹ کے لٹوا دیا حسینون سے
سمجھ لیا کسی مردے کا اسنے مال مجھے

کسی کے دل سے کسی کی نظر سے گرتا ہون
سنبھالتا ہے تو اے آسمان سنبھال مجھے

امید بوسہ ہے پھر بھی اگرچہ ہے یہ یقین
بہت ذلیل کرے گا مرا سوال مجھے

صدائے نالہ شب وصل بھی نہ دیتی تھی
پکارتی تھی یہ حسرت مری نکال مجھے

خبر نہین کف نازک کا رنگ کیا ہوگا
خرام ناز سے ہوتا ہے پائمال مجھے

پلا دے بزم مین ساقی ایسے شراب اتنی
وہ مست ناز کہے مجھسے تو سنبھال مجھے

جھکا ہون سے محبت کی اور کیا حاصل
کچھ انفعال تمھین ہو کچھ انفعال مجھے

وہ کہتے ہین کہ یہ صورت نہ ہوگی محشر مین
کہا یہ مین نے دکھانا ہے کل یہ حال مجھے

کئے ہین وحشت مین پامال سیکڑون کانٹے
سکھا گئی تری رفتار خوب چال مجھے

(۲۸۲) اسیر حلقۂ کاکل نہین ہوا اے داغ
ترے خدا نے بچایا ہے بال بال تجھے (۲۱)

سبق ایسا پڑھا دیا تونے — دل سے سب کچھ بھلا دیا تونے

ہم نکمے ہوے زمانے کے — کام ایسا سکھا دیا تونے

کچھ تعلق رہا نہ دنیا سے — شغل ایسا بتا دیا تونے

کس خوشی کی خبر سنا کے مجھے — غم کا پتلا بنا دیا تونے

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے — دل بے مدعا دیا تونے

کیا بتاؤن کہ کیا لیا مین نے — کیا کہون مین کہ کیا دیا تونے

بے طلب جو ملا ملا مجھکو — بے غرض جو دیا دیا تونے

عمر جاوید خضر کو بخشی — آب حیوان پلا دیا تونے

نار نمرود کو کیا گلزار — دوست کو یون بچا دیا تونے

دست موسیٰ مین فیض بخشش سے — نور لوح و عصا دیا تونے

صبح موج نسیم گلشن کو — نفس جانفزا دیا تونے

شب تیرہ مین شمع روشن کو — نور خورشید کا دیا تونے

نغمہ بلبل کو رنگ و بو گل کو — دلکش و خوشنما دیا تونے

کہین مشتاق سے حجاب ہوا — کہین پردہ اوٹھا دیا تونے

تھا مرا منہ نہ قابل لبیک — کعبہ مجکو دکھا دیا تونے

جسقدر مین نے تجھسے خواہش کی — اوس سے مجکو سوا دیا تونے

رہبر خضر و ہادی الیاس — مجکو وہ رہنما دیا تونے

مٹ گئے دل سے نقش باطل سب — نقش اپنا جما دیا تونے

ہے یہی راہ منزل مقصود — خوب رستے لگا دیا تونے

مجھ گنہگار کو جو بخش دیا — تو جہنم کو کیا دیا تو نے

۳۸۳ — **۱۳**

داغ کو کون دینے والا تھا
جو دیا اے خدا دیا تو نے

جور کے بعد ہے کیون لطف یہ عادت کیا ہے — تم تلافی جو کرو اس کی ضرورت کیا ہے

ایک دن مان ہی جاؤگے ہمارا کہنا — تم کہے جاؤ یہی تیری حقیقت کیا ہے

وعدۂ وصل سے انکار ہے تو قتل کرو — تم سے ہم پوچھتے ہین اسمین قباحت کیا ہے

آدمی کو ہے یہی گوشۂ راحت کافی — گھر کرے دل مین جو انسان تو جنت کیا ہے

جان تک دیتے ہین عشاق تو دولت کیسی — گنج قارون بھی محبت مین حقیقت کیا ہے

پوچھ لیتے ہین یہ دستور ہے جلادون کا — مجھسے قاتل نے نہ پوچھا تری حسرت کیا ہے

اے ستمگار اسے روز جزا کہتے ہین — ابھی سمجھا ہی نہین تو کہ قیامت کیا ہے

رحمت عام کا اظہار ہے اس پردے مین — ورنہ پھر بندہ نوازی کی ضرورت کیا ہے

بوسہ مانگا تو کہا اُسنے بدل کر چیتون — آپ کو یہ بھی خبر ہے مری عادت کیا ہے

اُسپہ آئی ہے کہ جو لاکھ مین ایک اچھا ہو — مجکو ہے ناز کہ میری بھی طبیعت کیا ہے

ہائے کیا تھا وہ زمانہ کہ تم آگاہ نہ تھے — شکر کس چیز کو کہتے ہین شکایت کیا ہے

حشر تک وہ تو نہ آئین گے کبھی وعدے پہ — کہین آئی جو قیامت تو یہ آفت کیا ہے

۳۸۴ — **۱۴**

کیا کہون کس سے کہون دل کی حقیقت ای داغ
سب یہی پوچھتے ہین کہیے تو حضرت کیا ہے

تڑپنے سے دل بیتاب کوئی غم نکلتا ہے — ٹھہر جا صبر کر مضطر نہو کیون دم نکلتا ہے

وہ گھبراتے نہین کیا جب ہمارا دم نکلتا ہے — گمان یہ ہے کہ دم کے ساتھ اسکا غم نکلتا ہے

جو آئے نامہ بر رشک عدو کا ذکر کہہ دینا | یہ کینہ صاحب غیرت کے دل سے کم نکلتا ہے
ہزاروں حسرتیں سر پٹکتی ہیں خانۂ دل میں | الٰہی دیکھیے اس گھر سے کب ماتم نکلتا ہے
نظر کر دیدۂ مشتاق پر یاد دیکھ آئینے | تجھے بھی کچھ خبر ہے تجھ میں کیا عالم نکلتا ہے
نہیں ہے رنگ خوں غصے سے رنگت سرخ ہے اسکی | مرے سینے سے پیکاں بھی ترا برہم نکلتا ہے
کوئی کیا نبض دیکھے دستگیری کیا کرے قسمت | ترے بیمار غم کا ہاتھ پکڑے دم نکلتا ہے
امید فاتحہ کیا کشتۂ تیغ تغافل کو | کہ میری قبر سے منہ پھیر کر عالم نکلتا ہے
نہیں لیتا خدا کا نام تیرے عہد میں کوئی | گلہ تیرا زبان خلق سے پیہم نکلتا ہے
نکلتا خلد سے روتا ہوا گر آدمی ہوتا | رقیب اسکی گلی سے کیوں خوش و خرم نکلتا ہے
کبھی ان گیسوؤں کی دست شانہ کیا نکالیگا | کہیں یہ بڑھ جاتی ہے کہیں یہ خم نکلتا ہے
وہ میرا ذکر کیوں کرتے ہیں غیروں کے جلانے کو | اگر ڈھونڈھو تو ایسا آدمی بھی کم نکلتا ہے

۸۵

تلون اسقدر اے داغ پھر یہ صبر کے دعوے
گھڑی میں توبہ کرتے ہو گھڑی میں دم نکلتا ہے

۱۳

فسردہ دل کبھی خلوت نہ انجمن میں رہے | بہار ہو کے رہے ہم تو جس چمن میں رہے
شریک آہ و فغاں بھی سخن سخن میں رہے | جو میں رہوں تو بڑی دھوم انجمن میں رہے
مقابلہ ہے رقیبوں سے روز محشر بھی | چھپا ہوا کوئی خنجر مرے کفن میں رہے
مجھے یہ ڈر ہے کہ ایسا نہ آئیں لوگ | خدا کرے غلطی کچھ مرے سخن میں رہے
ملی جو چوٹی میں ذرا بھی آسائش | قفس چاک عدو میں گھر کہن میں رہے
ترا وہ حسن ہے اے شعلہ رو جو چاہے | بھڑک شمع کے پروانہ انجمن میں رہے
مرا ایک فتنہ [illegible] قیامت کیا | نگہ رہی جو تری چشم سحر فن میں رہے

جنون سے کیا ہمین خجلی ہین شرمساری ہے / کہ پیرہن سے جو نکلے تو ہم کفن مین رہے

رہا نہ دامن یوسف مین داغ عصیان کا / اگرچہ خون کے دھبے تو پیرہن مین رہے

زبان دے نہ عدو کو کہ یہ تو وہ شئ ہے / ترے دہن مین ہے یا مرے دہن مین رہے

رہے علحدہ شیرین تو اے فلک افسوس / نفاق خسرو پرویز و کوہکن مین رہے

ملا دے اس مین لعاب دہن کچھ اے ساقی / کہ تازگی بھی ذرا سی مے کہن مین رہے

۳۸۶ — ۱۴

مسافری مین جب آرام پاؤ گے اے داغ / کہ تم سفر مین رہو آسمان وطن مین رہے

زمانہ ہے خفا مجھسے کہ تم سے / گلے یہ رہے گا مجھسے کہ تم سے

ستم سے باز آؤ ورنہ اکدن / یہ پوچھیگا خدا مجھسے کہ تم سے

مجھے معلوم تھا یا تمکو معلوم / وہ راز افشا ہوا مجھسے کہ تم سے

نہ کہنا پھر کہ ہم قاتل نہین ہین / ہوا خون حنا مجھسے کہ تم سے

رقیبون سے یہ کہتا ہون سر بزم / وہ بیٹھے ہین خفا مجھسے کہ تم سے

چھپا کیون چاند بدلی مین شب وصل / اسے آئی حیا مجھسے کہ تم سے

خدا جانے محبت کو سر حشر / پڑے گا واسطا مجھسے کہ تم سے

۳۸۷ — ۹

مرا کہنا نہ مانا داغ تم نے / انھون نے کی دغا مجھسے کہ تم سے

ذکر میرا اگر آجاتا ہے / سن کے وہ صاف اوڑ جاتا ہے

غم ترا حصہ ہے میرا لیکن / دل چرا کر اسے کھا جاتا ہے

تھک گیا درد بھی اٹھتے اٹھتے / اب کلیجے مین رہا جاتا ہے

کیا نزاکت ہے کہ آئینے میں
عکس کے ساتھ کھنچا جاتا ہے

تار سے کھینچ نہ مجھپر تلوار
غیر مشتاق ہوا جاتا ہے

ایک ہے تیری نگہ میری آہ
ہمیں ایسوں سے رہا جاتا ہے

حسرتیں دل کی لٹی جاتی ہیں
قافلہ ہے کہ لٹا جاتا ہے

راہ میں گر نہ پڑے خط یارب
نامہ بر شل ہوا جاتا ہے

۳۸۹

داغ کو دیکھ کے بولے یہ شخص
آپ ہی آپ جلا جاتا ہے

۱۳

تلوار تری رواں بہت ہے
تھوڑا بھی تو امتحان بہت ہے

اے داور حشر کل کہوں گا
دن کم ہے یہ داستان بہت ہے

کچھ آہ کے حوصلے نکلتے
نیچا مگر آسمان بہت ہے

بگڑا ہے مرے مزاج کا رنگ
بیتاب مزاجدان بہت ہے

اے نامہ بر آنہ جائے آفت
چالاک تری زبان بہت ہے

دامن پہ ترے لگی رہے خاک
اتنا ہی مرا نشان بہت ہے

دل تنگ سہی پر اے تمنا
رہنے کو یہ مکان بہت ہے

جنت میں کہیں گے تیرے عاشق
تکلیف ہمیں یہاں بہت ہے

کونین کے لطف کس سے اٹھیں
مجھکو غم دو جہان بہت ہے

انکار رقیب سے بھی ہوگا
یہ فقرہ انھیں رواں بہت ہے

اک کوہ گراں ہے عشق لیکن
اسکو دل ناتوان بہت ہے

الفت میں نہیں ہے صبر نایاب
یہ چیز مگر گراں بہت ہے

۳۸۹ باطن کی خبر خدا کو ہے داغ ۱۶
ظاہر مین وہ مہربان بہت ہے

کعبے کی ہے ہوس کبھی کوئے بتان کی ہے
مجھکو خبر نہین مری مٹی کہان کی ہے

سنکر مرا فسانہ اُنھین لطف آگیا
سُنتا ہون اب کہ روز طلب قصہ خوان کی ہے

پیغامبر کی بات پر آپس مین رنج کیا
میری زبان کی ہے نہ تمھاری زبان کی ہے

کچھ تازگی ہو لذت آزار کے لیے
ہردم مجھے تلاش نئے آسمان کی ہے

جان بر بھی ہوگئے ہین بہت مجھسے نیم جان
کیا غم ہے اے طبیب جو پوری وہان کی ہے

حسرت برس رہی ہمارے مزار پر
کہتے ہین سب یہ قبر کسی نوجوان کی ہے

وقت خرام ناز دکھادو جُدا جُدا
یہ چال حشر کی یہ روش آسمان کی ہے

فرصت کہان کہ ہمسے کسیوقت تو ملے
دن غیر کا ہے رات ترے پاسبان کی ہے

قاصد کی گفتگو سے تسلی ہو کس طرح
چھپتی نہین وہ بات جو تیری زبان کی ہے

جور رقیب ظلم فلک کا نہین خیال
تشویش ایک خاطر نامہربان کی ہے

سنکر مرا فسانۂ غم اُس نے یہ کہا
ہوجائے جھوٹ سچ یہی خوبی بیان کی ہے

دامن سنبھال باندھ کمر آستین چڑھا
خنجر نکال دل مین اگر امتحان کی ہے

ہر ہر نفس مین دل سے نکلنے لگا غبار
کیا جانے گرد راہ یہ کس کاروان کی ہے

کیونکر نہ آتے خلد سے آدم زمین پر
موزون وہین وہ خوب ہے جو شے جہان کی ہے

تقدیر سے یہ پوچھ رہا ہون کہ عشق مین
تدبیر کوئی بھی ستم ناگہان کی ہے

۳۹ اُردو ہے جسکا نام ہمین جانتے ہین داغ ۶
ہندوستان مین دھوم ہماری زبان کی ہے

غم اُٹھانے کے واسطے دم ہے
زندگی ہے اگر تو کیا غم ہے

آگئے ہیں وہ رقیب کے گھر سے
اک خوشی ہے تو ایک ماتم ہے

کہتے ہو کچھ کہو کہوں کیا خاک
جانتا ہوں مزاج برہم ہے

گریۂ بے اثر کی کچھ حد بھی
ہم ہیں اور آج چشم پُرنم ہے

کیا نئے دوستوں سے بگڑے آج
دشمنوں کا کچھ اور عالم ہے

مجھکو دیکھا تو غیر سے یہ کہا
عمر اس نوجوان کی کم ہے

گر خوشی ہے تو وصل کی ہے خوشی
غم اگر ہے تو ہجر کا غم ہے

اک جہان مہرباں ہوا تو کیا
مہربانی تری مقدم ہے

سنتے ہیں داغ کل وہ آئے تھے
بارے اب تو سلوک باہم ہے

رُباعیات

لبریز ہے حسرتوں سے میرا سینا
ہر روز مجھے ہے خونِ جگر کا پینا
کرتا ہوں دعا کہ یا الٰہی اب تو
منظور نہیں ہے اس طرح کا جینا

ولہ

بیگانہ یہاں ہر اک یگانہ دیکھا
اپنے مطلب کا سب زمانہ دیکھا
جسکو دیکھا غرض کا اپنے
دُنیا کا عجیب کارخانہ دیکھا

ولہ

دُنیا میں کب انسان کی حاجت نکلی
حسرت ہی رہی کوئی نہ حسرت نکلی
جیسے تھے قیامت کی توقع پر ہم
وہ وقت کی محتاج قیامت نکلی

ولہ

مین رطب کو دیکھون تو وہ یابس ہوجائے
پرکھون زر خالص کو اگر مس ہوجائے
ہاتھون مین مرے آکے درم داغ بنے
قارون بھی مرے سائے مفلس ہوجائے

ولہ

کہتے تھے نہ عشق بت خود کام کرو
پہلے ہی سے اندیشۂ انجام کرو
بیتابی دل کی ہے شکایت ناحق
اے داغ بس اب قبر مین آرام کرو

ولہ

کیا جانے کوئی زاہدون کی گھاتون کو
تمیز ذرا چاہیئے ان باتون کو
دن کیون نہ پڑے رات نہ کیونکر کم ہو
روزون کے عوض کھاتے ہین یہ راتون کو

ولہ

نواب نے کی جو قدردانی میری
اے داغ گذر گئی جوانی میری
لیکن یہ خبر نہ تھی کہ وقت پیری
مر مر کے کٹے گی زندگانی میری

خــتــمــت

العبد

لالہ نور احمد مالک مطبع محمد تیغ بہادر لکھنؤ محلہ سبحان نگر

خمسہ بر غزل نواب والا خطاب جناب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر فردوس مکان۔

کہتے تھے وہ بشر کو جو دل دے بشر غلط
شامت جو آئے انکا بیان جان کر غلط
دیوانہ ہو کسی کا کوئی سر بسر غلط
مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط

ہوتے ہین ایک بات کی ترہین ہزار جھوٹھ
اور پھر ڈرائین بول کے بے اعتبار جھوٹھ
تصدیق کیجیے تو بس انجام کار جھوٹھ
تاثیر آہ وزاری شبہاے تار جھوٹھ
آوازۂ قبول دعاے سحر غلط

یا لب پہ کوئی قطرۂ مے جم کے رہگیا
یا جھوٹھ بولنے کی خدا نے یہ دی سزا
یا کچھ عیان ہوا اثر گرمی غذا
سوز جگر سے ہونٹ پہ تبخالہ افترا
شور فغان فغان سے ہے جنبش دیوار و در غلط

ہان سچ نہین حکایت حال زبون دروغ
ہان سر بسر دماغ مین جوش جنون دروغ
ہان شکوہ و شکایت صبر و سکون دروغ
ہان سینے سے نمائش داغ درون دروغ
ہان آنکھ سے تراوش خون جگر غلط

ہان بے بسی مین جرم و خطا کچھ نہ کیجیے
ظاہر سواے مہر و وفا کچھ نہ کیجیے
تسلیم و عاجزی کے سوا کچھ نہ کیجیے
آجائے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے
عشق مجاز و چشم حقیقت نگر غلط

کہتے تھے زمانہ مین جواب فریب ہین
ایمان و دین و ملت و مذہب فریب ہین

مرنے کی اپنی روز اڑانی خبر غلط

کیونکر برابر آنکھ کے نرگس کو مانیے — کس طرح بڑھ کے خلد سے مجلس کو مانیے
سارے بیان ہیں یہ غلطی کس کو مانیے — آیت نہیں حدیث نہیں جس کو مانیے

ہے نظم نثر اہل سخن سر بسر غلط

جو عرض کی تھی داغ نے آخر وہی ہوا — کوئی خفا ہو آپ کو ہے چھیڑ کا مزا
دیکھا نہ آخر آج وہ بدخو برس پڑا — یہ کچھ سنا جواب میں ناظم ستم کیا

یہ کیوں کہا کہ دعوے الفت مگر غلط

خمسہ دیگر

مدعی کون وہاں دخل کسی کا کیسا — اپنے سایے سے بھی بچتا تھا وہ کیسا کیسا
دیکھتے دیکھتے پلٹا ہے زمانا کیسا — جلد جم جاتا ہے ہر نقش کا نقشا کیسا

سادہ دل ہے وہ بت آئینہ سما کیسا ہے

طعن کرتے ہیں زلیخا یہ نہ تھی اسکو نظر — اور فرہاد تھا مزدور کہ ڈھوئے پتھر
میری شامت ہو دکھادوں جو انھیں داغ جگر — میں تو کس گنتی میں ہوں قیس کا قصہ سنکر

کہتے ہیں یہ بھی اک انداز ہے سودا کیسا

لوگ ہمسائے کے سب جمع پریشاں خاطر — لاش پر روتے ہیں ہوتا نہیں قاتل ظاہر
انکی سنیے تو حقیقت ہے نہایت نادر — کرکے خون ایک کا جا بیٹھے گھر میں اور پھر

پوچھتے ہیں کہ مرے در پہ ہے غوغا کیسا

یوں تو چیزیں ہیں جہاں میں بہت ایسی ویسی — دیکھیے چشم حقیقت سے یہ شئے ہے جیسی
کس نے دیکھی ہے بجز اسکے تجلی ایسی — جلوۂ حسن بتاں کی ہے نمائش کیسی

اے دل اس باغ کا ہوگا چمن آرا کیسا

جو دکھانا ہے دکھا کل کی عوض آج شتاب — میں نہیں وہ کہ جو موسیٰ کی طرح لاؤں نہ تاب
مجھسے دیدار طلب ہونگے جہاں میں کمیاب — ذوق دیدار میں بیخود ہوں مگر مجھسے حجاب

اٹھ گیا بیچ سے جب میں ہی تو پردا کیسا

قیس صحرائی و فرہاد تھا کوہستانی — پاس ننگوں کے دھرا کیا تھا بجز عریانی
بے سامان ہوں تو کس چیز کی ہو حیرانی — تپش و زاری و تنہائی و سرگردانی

گھر میں سب کچھ ہمیں موجود ہے صحرا کیسا

جوشش عشق نہانی ابھی دیکھی کیا ہے — شدت اشک فشانی ابھی دیکھی کیا ہے
ہے تمھیں سیر دکھانی ابھی دیکھی کیا ہے — میرے اشکوں کی روانی ابھی دیکھی کیا ہے

گفتگو نوح کے طوفان میں ہے دریا کیسا

تھا میں اک بندۂ آسائش و صد عیش طلب — مجھکو کیا غم سے غرض اور الم سے مطلب
آسماں ٹوٹ پڑا ہائے ستم وائے غضب — اور دکھ درد اگر ہوں تو بھگتوں یارب

مجھکو بخشا ہے غم حوصلہ فرسا کیسا

جسمیں انصاف ہو ضد ہو نہ طبیعت میں ذرا — لوگ دکھ درد بیاں کرتے ہیں اس سے اپنا
لطف کیا اے دل ناداں اسے سمجھانے کا — جو ستمگار نہ ہو معتقد مہر و وفا

کیا وہ سمجھے کہ غم عشق ہے ہوتا کیسا

بھول ہی جاتے ہیں قیس کے مرجانے کو — جان دیتے نہیں دیکھا کسی دیوانے کو
خیر سے کھیل سمجھتے ہیں وہ مرجانے کو — شمع پر دیکھلے گرتے ہوئے پروانے

جو سمجھتے ہیں کہ یہ ہوتا ہے تماشا کیسا

داغ کیا عرض کرینگے یونہین سارے خدام
ہے تعجب نہ رہی آپ کو فکر انجام
نقد دل بخشدیا جبکہ بطور انعام
طلب بوسہ مین کیا چاہیئے ناظم ابرام
دے چکے دل ہی تو پھر اُس سے تقاضا کیسا

مخمس بر غزل جناب مستطاب ہلال رکاب انجم خدم نواب کلب علی خانصاحب بہادر دام ملکہم و اقبالہم

رہی ہے برق عالم سوز آہ آتشین برسون
اُٹھا طوفان جوش چشم تر سے آستین برسون
مری فریاد سے گھبرائے ہین گردون نشین برسون
ہلے کیونکر نہ تیری رہگذر کی سرزمین برسون
اگر نالون سے میرے کانپا کیا عرش برین برسون

بسر کی عمر جسنے رات دن عیش مخلد مین
گذرتی تھی پریزادون کی بھی جسکی خوشامد مین
وہ عاشق اسطرح سے مبتلا ہو رنج بیحد مین
بھلا کیا خاک سوئے چین سے وہ کنج مرقد مین
رہا ہو جسکے سر کا تکیہ دوش نازنین برسون

سراپا نور ہے تو رنگ ہے تجھ مین تجلی کا
یہ ہے تصویر کی خوبی کہ سایہ ہو بہت اچھا
مصور خود ہو محو حسن کیونکر کھینچ سکے سایا
تری صورت کا نقشہ جب کبھی کھینچ جائیگا پورا
تو صنعت پر کرے گا ناز صورت آفرین برسون

وفور صنعت سے ہے عرض مطلب مین زبان قاصر
اشارون سے مجھے کرنا پڑا احوال دل ظاہر
مزہ اس تیر آخر کا اُٹھائے گا وہی کافر
عجب حسرت سے دیکھا ہے سوجانان دم آخر
رہے گی یاد اُسکو بھی نگاہ واپسین برسون

کسی مجبور کو معشوق کی فرقت کا رونا ہے
کسی کو آبرو کا رنج ہے عزت کا بنا ہے

مجھے تقدیر کا رونا مجھے قسمت کا رونا ہے
نہ ہنسے میرے رونے پر یہ وہ آفت کا رونا ہے
کہ جسکو دیکھ کر رویا کیے روح الامین برسون

چھپایا راز دل کس کس طرح ہمنے محبت مین
مگر کیا کیجیے بدنامیان تھین اپنی قسمت مین
یہی تھا ایک رسوائی کا پردہ اس مصیبت مین
اوڑائین دھجیان ہاتھون نے اسکی جوش وحشت مین
رہی تھی دیدۂ خونبار پر جو آستین برسون

پتا میرا کہین بھی صورت عنقا نہ پائین گے
کرینگے لاکھ میری جستجو اصلا نہ پائین گے
نہ پائینگے نہ پائینگے مجھے حاشا نہ پائین گے
کیا عشق کر کے بے نشان ایسا نہ پائین گے
عدم مین بھی اگر ڈھونڈھین گے مجھکو ہمنشین برسون

جراحت وہ جراحت ہی کہ جو ہو تازہ و گلگون
لہو جاری رہے اس سے برنگ دیدۂ پرخون
بھرون تلوار دم اور قاتل کو دعائین دون
رفاقت لذت زخم جگر تیری مین جب جانون
کہ مرقد مین بھی میرے منہ سے نکلے آفرین برسون

حیا نے اسکو دی ہی رخصت گفتار بھی شاید
کبھی خوش ہو گئے ہون اس سے کچھ اغیار بھی شاید
کیے ہون جھوٹے سچے وعدۂ دیدار بھی شاید
ہوے ہونگے کسی سے وصل کے اقرار بھی شاید
رہی ہم سے تو اس بے رحم کافر کی نہین برسون

وہ شان مغفرت جبتک نہ رنگ اپنا دکھائے گی
عبادت کام آئے گی نہ طاعت کام آئے گی
کوئی یہ جبہہ سائی میرے لکھے کو مٹائے گی
نصیبون مین جو لکھی ہی برائی وہ نہ جائے گی
اگر رگڑون گا در پر کعبے کی نقش جبین برسون

ڈرایا یون انھین دیوانہ بنکر عین جلوت سے
نہین ہے کھیل پھندے مین پھنسانا اب شرارت سے
تلافی مین کرونگا تم ہو واقف میری عادت سے
اسیر دام گیسو دل ہوا تو یون بھی وحشت سے

نہ چھوڑوں گا کبھی ہاتھوں سے زلف عنبریں برسوں

بٹھایا ہے ہیمن تقدیر نے بیٹھے ہیں ہم تھک کر
قیامت تک نہ اٹھیں گے اگر برپا ہوں شور محشر

یہی چوکھٹ یہی سر ہے یہی کوچہ یہی بستر
اسی امید پر شاید کسی دن آؤ تم باہر

نہ جائیں گے تمھارے در سے دم بھر کو کہیں برسوں

قضا سو پر ہمارے وقت کی ہے منتظر ہر دم
نکلتا ہی نہیں تیری تمنا میں ہمارا دم

نہ مرتے ہیں نہ جیتے ہیں پڑے ہیں کس بلا میں ہم
ترے کوچے میں یہ مدت سے ہے اپنی نزع کا عالم

گھڑی ساعت کا نقشہ ہمنے دیکھا ہی نہیں برسوں

کرے گا داغ کے مانند آداب کوئی بھی
وہی عاجز ہوا تو سکے گا تاب کوئی بھی

گلا رکھے گا زیر خنجر پر آپ کوئی بھی
جفا سے اسکی ٹھہرے گا نہ اے نواب کوئی بھی

رہیں گے دیکھ لینا کوئے جاناں میں ہمیں برسوں

مخمسہ بر غزل خاقانی ہند سلطان الشعرا شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی استاد مصنف

آزاد مثل سرو تھے بستانیوں میں ہم
افتادہ شکل خاک بیابانیوں میں ہم

وارستہ ہو کے پھنس گئے نادانیوں میں ہم
پابند جوں دخان ہیں پریشانیوں میں ہم

یارب ہیں کسکی زلف کے زندانیوں میں ہم

الجھاؤ ہیں تصور خاطر نشستہ میں
سو پیچ ایک تار رگ جان خستہ میں

بند تر شکست کی ہے دل فکر بستہ میں
ہوتی نہ یاد زلف تو خط شکستہ میں

لکھتے الف خطوں کی نہ پیشانیوں میں ہم

ہے وہ نظر فریب ترا حسن مہ لقا
صل علی پکارا اٹھیں شیخ و پارسا

ایمان کی یہ ہے نہو ایمان ہی بجا | ہو وہ عزیز سورۂ یوسف سے بھی سوا
رکھدین تری شبیہ جو کنعانیون مین ہم

ہے امتحان سوز محبت تمھین فضول | چودہ طبق جو ہون کرۂ نار کیا حصول
خورشید اس چراغ کا ادنی ہی ایک پھول | دوزخ بھی جائے نعرۂ ہل من مزید بھول
لائین جو آہ کو شرر افشانیون مین ہم

بھاگے دوائے عشق سے تاثیر کی طرح | تدبیر سے خلاف ہین تقدیر کی طرح
حلقے مین کب کسی کے رہے تیر کی طرح | زنجیر مین بھی نالۂ زنجیر کی طرح
جوش جنون سے رہتے ہین جولانیون مین ہم

بیتاب و خوفناک و سراسیمہ و تباہ | کیا کیا پھرے کہان سے کہان تک گئے ہم آہ
دار الامان ہمارے لیے ہوگی دادخواہ | پائی نہ تیغ عشق سے ہم نے کہین پناہ
قرب حرم مین بھی تو ہین قربانیون مین ہم

تیغ جفا کے دل پہ نہین ہین نشان کہ ہین | کیا جانین چارہ گر نہین انکو گمان کہ ہین
اور ہین جو چاک سینہ کے ظاہر ہین یان کہ ہین | سینے کی چاک سینے کی فرصت کہان کہ ہین
مصروف زخم دل کی نمکس رانیون مین ہم

آنکھین اگر ہون خشک کلیجا تو تر رہے | اس اوس ہی سے پیاس بجھے یہ اگر رہے
اب کیا رہے کہ مثل چراغ سحر رہے | غم بھی نہین جگر مین رہا اسقدر رہے
سرگرم روز عشق کی مہمانیون مین ہم

شارع کا قول کچھ ہے تو استاد کچھ حکیم | سچ یہ کہ ایک کی بھی نہین رائے مستقیم
سچ جو پوچھیے تو خدا اسکا ہے علیم | کیا جانین ہم زمانہ کو حادث ہے یا قدیم

کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہین فانیون مین ہم

ملتی جو موت چاہتے پروردگار سے — افسوس سے کہ وقت گیا اختیار سے
ہے ہے نہ مر گئے قلق انتظار سے — کیون جی کے ہجر مین ہو شرمندہ یار سے

اب مر رہے ہین اسکی پشیمانیون مین ہم

پھر دوڑے ہاتھ جیب و گریبان کو ہو لذیذ — پھر نکلے پانون خار مغیلان کو ہو لذیذ
کہسار کو خوشی ہو بیابان کو ہو لذیذ — پاکوبیون کو مژدہ ہو زندان کو لذیذ

پھر ہین جنون کے سلسلہ جنبانیون مین ہم

زاہد کا خوف ہو نہ خطر خوش ہین رات دن — بیٹھے ہین چھپکے شام و سحر خوش ہین رات دن
ساغر کش خیال خوش ہین رات دن — پوشیدہ اُن نگاہون مین سرخوش رات دن

شرب لہو و کرتے ہین نصرانیون مین ہم

سر خفی جو خاک کے پتلے مین بھر دیا — کیا جانین اسکو جن و ملک ہے یہ بھید کیا
یان اہل معرفت کو بھی ملتا نہین پتا — مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا

جون خط سرنوشت ہین پیشانیون مین ہم

ہمکو ملی ہے قسمت تصویر آئینہ — حیرت ہی اپنی حیرت تصویر آئینہ
پھر بولے کب ہے طاقت تصویر آئینہ — ہین آئینہ مین صورت تصویر آئینہ

آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم

کیا مشت پر کی باد صبا راہ بر نہ ہو — کیا یون وصال گلشن دگر نہ ہو
پر حکم ہے جدا کوئی بازو سے پر نہ ہو — بیم کدورت دل صیاد گر نہ ہو

کیا کیا اُڑائین خاک پر افشانیون مین ہم

گر فرق صبح شام ہو ظلمت کو نور سے
ہو جائے رات درد دل ناصبور سے
دونون کا ہے ظہور ہمارے ظہور سے
دکھلائین روز حشر کو ہین اسطور سے

اپنے سیاہ نامہ کی طولانیون مین ہم

کیا خاک ہو داغ کے مانند راہ شوق
زنجیر پائون مین نہ گردن مین اپنے طوق
سارے جہان کے تیز روون بڑھا اسکو ذوق
جا سکتے ضعف سے کوچے مین اسکے ذوق

بہ جائین کاش گریہ کے طغیانیون مین ہم

خمسۂ مصنف بر غزل خود

تھی پریشان انتظار سے آنکھ
شکر ہے ہو گئی قرار سے آنکھ
نہین ملتی تھی ایک یار سے آنکھ
لڑ گئی یار گلعذار سے آنکھ

اب نہین جھپتی ہزار سے آنکھ

توبہ کیا اور اتقا کیسا
یہ نظر بازیان ہین سخت بلا
تاکنا جھانکنا ہمیشہ رہا
دید کا بھی ہے کیا برا لپکا

نہین رہتی ذرا قرار سے آنکھ

ٹپکی پڑتی ہے اک محبت سے
صاف ہے آئینہ کی صورت سے
خود بخود چھا رہی ہے الفت سے
کچھ وہ حیرت سے کچھ وہ حسرت ہے

خوب بنتی ہے انتظار سے آنکھ

جب مری قبر پر گذر کیجیے
کام جو کیجیے دیکھ کر کیجیے
پھر تغافل نہ اس قدر کیجیے
تو دو ناوک نظر کیجیے

کیون چرائی مرے مزار سے آنکھ

یار ہے زود خشم و تیز مزاج
جس کے غصے سے ہو جہان تاراج
نظر آتا نہین کچھ اس کا علاج
اسکو دیکھا ہے جو مکدر آج
بھر گئی سرمہ غبار سے آنکھ

چار آنسو بھی جب بہائے ہین
دل کے ٹکڑے مژہ پر آئے ہین
عشق نے رنگ کیا دکھائے ہین
اشک خونین نے گل کھلائے ہین
آج آئی ہے کس بہار سے آنکھ

نگہ یار ہے غضب قاتل
اس بلا سے نجات ہے مشکل
جس کو دیکھا وہ ہوگیا بسمل
کیا بچے ناوک نظر سے دل
چوکتی ہے نہین شکار سے آنکھ

بزم مین کوئی انجمن آرا
مہربان ہو اگر تو کیا کہنا
دے وہ بھر بھر کے ساغر صہبا
دو بدو یون ہے میکشی کا مزا
جام سے لب ملے تو یار سے آنکھ

اللہ اللہ رے نازکی دماغ
گل ہی گل سونگھتے ہین باغ ہی باغ
ہوگیا عیش جاودان سے فراغ
نشہ تیرا اوتر گیا اے داغ
کھل گئی غفلت خمار سے آنکھ

مخمس بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مغفور لکھنوی

پہلے تھا دخل یہ دشوار ترے کوچے مین
کہ صبا کو بھی نہ تھا بار ترے کوچے مین
اب تو ہے مجمع اغیار ترے کوچے مین
روز ہے گرمی بازار ترے کوچے مین
جمع ہین تیرے خریدار ترے کوچے مین

تو نے غرفے سے جو کچھ ہمکو دکھایا جھلکا
اب کہان جائین کدھر جائین ترے در کے سوا

ہو گئے بیخود و بیہوش ہم اے ہوش ربا
دیکھکر تجھکو قدم اٹھ نہین سکتا میرا

بن گئے صورتِ دیوار ترے کوچے مین

ہے محبت بھی تری قہر خدا سخت تیری
کفر و اسلام ہوا دونون گھر ہین نایاب

کردیا ایک زمانے کو اسی نے بیتاب
دیر ویران ہے ترے عہد مین کعبہ ہے خراب

جمع ہین کافر و دیندار ترے کوچے مین

کیا خبر ہے تجھے کس حال مین ہین کیسا ہون
آسمان ٹوٹ پڑے مجھ پہ جو اُٹھنا چاہون

جادۂ راہ کہین نقش قدم ہون کیا ہون
پانُون پھیلائے زمین پر مین پڑا رہتا ہون

صورتِ سایۂ دیوار ترے کوچے مین

خاک سے کتنے ہم آغوش پڑے رہتے ہین
صورتِ میکش و بیہوش پڑے رہتے ہین

بیخود و غافل و بیہوش پڑے رہتے ہین
روز یان سیکڑون بیہوش پڑے رہتے ہین

ہے مگر خانۂ خمار ترے کوچے مین

آرزو ہے دل بیتاب کی فریاد سُنے
پر جو اندیشہ ہے یہ بھی کوئی پہچان نہ لے

کہ ترے کان تک آواز ہماری پہونچے
پاسبانون کی طرح رات کو بیتابی سے

نالے ہم کرتے ہین اے یار ترے کوچے مین

تھی نہ اُمید ہمین ایسی فسون سازی کی
ہائے کمبخت نے کیسی خلل اندازی کی

اسنے تو چھوٹتے ہی ہم سے دغابازی کی
روز ہی روز ہی عشق نے یہ تفرقہ پردازی کی

ہم ہین زندان مین دل زار ترے کوچے مین

مثل فرہاد جنون پیشہ و مثل مجنون

خاک برباد کرے میری نہ چرخ واژون

دست اجازت تو رہون تا بقیامت ممنون | آرزو ہے جو مرون بھی تو یہین دفن بھی ہون
ہے جگہ تھوڑی سی درکار ترے کوچے مین

دوست دشمن ہین سبھی تیری ادا پر مائل | خنجر رشک سے ہر ایک ہوا ہے بسمل
تمکو پروا نہین غمگین ہو کوئی خوش دل | گر یہی ہین ترے ابرو کے اشارے قاتل
آج کل چلتی ہے تلوار ترے کوچے مین

بے کسے اور ستنے کیا ہو وفا کا اظہار | عارض نے سے تجھے ہر اُسے کہنا دشوار
داغ نے آج یہ دیکھا ہے کہ ہو کر ناچار | حال دل کہنے کی ناصح جو نہین پاتا بار
پھینک آتا ہے وہ اشعار ترے کوچے مین

شہر آشوب

فلک جناب و ملائک جناب تھی دلی | بہشت و خلد سے بھی انتخاب تھی دلی
جواب کا ہے کو تھا لاجواب تھی دلی | مگر خیال سے دیکھا تو خواب تھی دلی
پڑی ہین آنکھین وہان جو جگہ تھی نرگس کی
خبر نہین کہ اسے کھا گئی نظر کس کی

یہ شہر وہ ہے کہ انسان و جان کا دل تھا | یہ شہر وہ ہے کہ ہر قدردان کا دل تھا
یہ شہر وہ ہے کہ ہندوستان کا دل تھا | یہ شہر وہ ہے کہ سارے جہان کا دل تھا
رہی نہ آدھی یہان سنگ و خشت کی صورت
بنی ہوئی تھی جو ساری بہشت کی صورت

یہان کی شام تھی مانند صبح نورانی | یہان کے ذرے مین بھی مہر کی درخشانی
یہان کے سنگ سے تھا ترہ لعل رمانی | یہان کی خاک سے ہوتا تھا آئینہ پانی

یہ شہر وہ ہے کہ سایا بھی نور تھا جس کا
چراغ رشک تجلی طور تھا اس کا

فلک تھا خوبی و حسن و جمال کا دشمن
عدوے اہل کمال اور کمال کا دشمن
صباح عشرت و شام وصال کا دشمن
غضب ہے اب تو ہوا جان و مال کا دشمن

یہ مفت بر جو تلاشی ہے نقد جان کے لیے
خضر بھی روئین گے اب عمر جاودان کے لیے

خدا پرستون کا شیوہ جفا پرستی ہے
بجاے ابر کرم مفلسی برستی ہے
جو مال مست تھے اب انکو فاقہ مستی ہے
بتنگ جینے سے ہین ایسی تنگدستی ہے

غضب ہین آئی رعیت بلا ہین شہر آیا
یہ پڑ رہے نہین آئے خدا کا قہر آیا

زبان سے کہتے ہوا کے دین دین لعین
وہ جانتے ہی نہ تھے چیز کیا ہے دین مبین
جو مانتا دین تھا کوئی تو کوئی گنگا دین
کیے ہین قتل زن اور بچے کیسے کیسے حسین

روا نہ تھا کسی مذہب ہین جو وہ کام کیا
غرض وہ کام کیا کام ہی تمام کیا

عجیب شکل گل و گلستان نظر آئی
جب اٹھ کے تا مژہ خونچکان نظر آئی
پڑین جدھر کو نگاہین خزان نظر آئی
تو کوئی عیش کی صورت نہ یان نظر آئی

وہ گل رخان سمن بر کے قہقہے نہ رہے
وہ بلبلان خوش الحان کے چہچہے نہ رہے

فلک نے قہر و غضب تاک تاک کر ڈالا
تمام پردۂ ناموس چاک کر ڈالا

یکایک اک جہان کو ہلاک کر ڈالا ‏ غرض کہ لاکھ کا گھر اُسنے خاک کر ڈالا

جلیں ہیں دھوپ میں شکلیں جو ماہتاب کی تھیں
کھنچیں ہیں کانٹوں میں جو پتیاں گلاب کی تھیں

کھلایا زہر ستمگر نے پان کے بدلے ‏ پلایا خون جگر پیچوان کے بدلے
نصیب دار ہوئی ہے نشان کے بدلے ‏ ملا نہ گور گڑھا بھی مکان کے بدلے

یہ دعوت فلک کینہ ساز تو دیکھو
پھر اُس پہ اُس ستم آرا کے ناز تو دیکھو

زمین کے حال پہ اب آسمان روتا ہے ‏ ہر اک فراق مکین میں مکان روتا ہے
گدا و شاہ ضعیف اور جوان روتا ہے ‏ غرض یہاں کے لیے اک جہان روتا ہے

جو کہیے جوشش طوفان نہیں کہی جاتی
یہاں تو نوح کی کشتی بھی ڈوب ہی جاتی

لہو کے چشمے ہیں چشم پر آب کی صورت ‏ شکستہ کاسۂ سر ہیں حباب کی صورت
لیے ہیں گھر دل خانہ خراب کی صورت ‏ کہاں یہ حشر میں تو یہ عذاب کی صورت

زبان تیغ سے پرسش ہے داد خواہوں کی
رسن ہے طوق ہے گردن ہے بیگناہوں کی

یہ وہ جگہ ہے کہ عبرت پہ عبرت آتی ہے ‏ یہ وہ جگہ ہے کہ حسرت پہ حسرت آتی ہے
یہ وہ جگہ ہے کہ آفت پہ آفت آتی ہے ‏ یہ وہ جگہ ہے کہ شامت پہ شامت آتی ہے

یہ وہ جگہ ہے جہاں عیسیٰ بھی ڈر ڈر جائے
یہ وہ جگہ ہے اجل خوف کھائے مر مر جائے

برنگ بوے گل اہل چمن چمن سے چلے ۔ غریب چھوڑ کے اپنا وطن وطن سے چلے
نہ پوچھو زندوں کو بیچارے جس چلن سے چلے ۔ قیامت آئی کہ مُردے نکل کفن سے چلے
مقام امن بھی ڈھونڈھا تو راہ بھی نہ ملی
یہ قہر تھا کہ خدا سے پناہ بھی نہ ملی

جو تھی تو افعی کاکل کے زہر کی گرمی ۔ جو تھی تو شعلہ عذاران شہر کی گرمی
نہ دیکھی جو نگہ خشم و قہر کی گرمی ۔ اُٹھائیں ہائے وہ جلتی دوپہر کی گرمی
تپش سے ریگِ بیابان بھی آفتاب ہوئی
زمین مگر کرۂ نار کا جواب ہوئی

جگہ جگہ تھے زمیندار دار کی صورت ۔ چڑھے ہی آتے تھے سر پر بخار کی صورت
بلا سے کم نہ تھی ہر اک گنوار کی صورت ۔ چھپی نہ اُن سے پر اہل دیار کی صورت
کسی جگہ جو کوئی ہو کے بیقرار آیا
تو اہل شہر یہ بولے کہ لو شکار آیا

زبان جو بدلیں تو صورت بدل نہیں آتی ۔ ملیں جو خاک بھی منھ پر تو مل نہیں آتی
کسی طرح کسی پہلو سے کل نہیں آتی ۔ پکارتے ہیں اجل کو اجل نہیں آتی
جو سر کو پھوڑیں تو پتھر پڑے سرکتے ہیں
جو لوٹیں کانٹوں پہ کانٹے الگ کھٹکتے ہیں
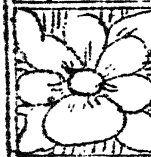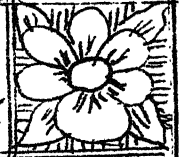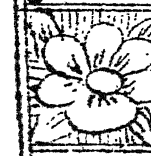
پیادہ پا ہوں رواں شہسوار صد افسوس ۔ لہو کے گھونٹ پئیں بادہ خوار صد افسوس
ذلیل و خوار ہوں اہل وقار صد افسوس ۔ ہزار حیف دل بیقرار صد افسوس
چھپے ہیں یار الم سے ستے ہوئے کیسے

بگڑ گئے ہین یکایک بنے ہوے کیسے

بنا ہے خال سیہ رنگ مہ جمالون کا
دوتا ہوا ہے قد راست نونہالون کا
جو زور آہون کا لب پر تو سور نالون کا
عجیب حال دگرگون ہے دلی والون کا

کوئی مراد جو چاہی حصول ہی نہ ہوئی
دعاے مرگ جو مانگی قبول ہی نہ ہوئی

غضب ہے بخت بد ایسے ہمارے ہو جائین
کہ لین جو لعل و گہر سنگ پارے ہو جائین
جو دانہ چاہین تو خرمن شرارے ہو جائین
جو مانگین پانی تو دریا کنارے ہو جائین

پیین جو آب بقا بھی تو زہر ہو جائے
جو چاہین رحمت باری تو قہر ہو جائے

جہاز ایسا تباہی مین آگیا اپنا
ملا نہ بخت تری تک کہین پتا اپنا
رہا نہ آہ زمانے مین آشنا اپنا
بجز خدا کے نہین کوئی ناخدا اپنا

کسی سے دوبے ہوئے ایسے کب نکلتے ہین
یہان سے حضرت الیاس بچ کے چلتے ہین

پے محاسبہ پرسش ہے نکتہ دانون کی
تلاش پھر سیاست ہے خوش زبانون کی
جو نوکری ہے تو اب یہ ہے نوجوانون کی
کہ حکم عام ہے بھرتی ہے قید خانون کی

یہ اہل سیف و قلم کا ہو جبکہ حال تباہ
کمال کیون نہ پھرے دربدر کمال تباہ

کہانتک آہ لکھون اسکا ل بربادی
کہانتک آہ کہون آسمان کی جلادی
کسی کو قید محن سے نہین ہے آزادی
کہ داغ داغ ہے دل ہر کوئی ہے فریادی

الٰہی پھر اسے آباد و شاد دیکھیں ہم
الٰہی پھر اسے حسب مراد دیکھیں ہم

قصائد در مدح حضرت ظل سبحانی خلیفہ رحمانی خادم حضرت ختمی پناہی حاجی حرمین شریفین مشیر قیصر ہند جناب ہلال رکاب نواب کلب علی خان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ رئیس اعظم طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند دام ملکہم و اقبالہم

کہاں وہ عقدۂ لاحل کہاں وہ سخت دشواری
ہوئی پابند آزادی سے اب میری گرفتاری

ترقی پر مرا طالع بلندی پر مرا اختر
ہوئی معدوم میرے بخت واژونہ کی نگونساری

تلافی ہو گئی حسرت کی عشرت آ گئی زہے قسمت
مبدل ہو گئی آسانیوں سے میری دشواری

نہ آشفتہ دماغی ہے نہ وہ برہم مزاجی ہے
گئی میری پریشانی مٹی آشفتگی ساری

نہ وہ سر میں مرا سودا نہ وہ دل میں مری وحشت
نہ وہ ٹکڑے سے کھنچے نہ وہ مژگاں کی خونباری

شگفتہ دل مرا اتنا کہ جتنا تنگ دل غنچہ
نہ مجھے وہ خواب راحت جسقدر نرگس کو بیداری

طبیعت میں مری ایسی نزاکت ہے لطافت ہے
کہ مضمون بیان یار بھی زنجیر ہے بھاری

زمانے نے یکایک چھوڑ دی سب ظلم کی عادت
فلک نے یک قلم موقوف کر دی اپنی ستمگاری

تہی دست ستم ہو کر فلک کا حال ایسا ہے
کہ جیسے خسرو محتاج کو ہو سخت ناچاری

ہنرمندوں کو ہے اپنے ہنر سے بہرہ وافی
طبیعت اہل ہمت کی کسی فن میں نہیں عاری

سخنکاروں کا دل بھی ہے مثال مہر نورانی
کہ داغ تیرگی دھوتا ہے آب رحمت باری

دل عشاق کو معشوق ارمانونسے لیتے ہین
وہ ہے الفت کے سودے کی جہاتین گرم بازاری

سرور بادۂ عشرت سے میکش مست و بیخود ہین
اٹھا کر طاق پر رندون نے اپنی رکھدی ہشیاری

کرے گر میکشی کو منع وہ اس دور عشرت مین
کرم سے شیخ کو دینی پڑے اولٹی گنہگاری

جراحت کے عوض راحت ہوئی اس دور مین پیدا
بنا مرہم دل افگاران غم کا چرخ زنگاری

زمانے کا جو بدلا رنگ تو اسکا یہ باعث ہے
ہوا ہے مسند آرا آج وہ فخر جہانداری

امیر المسلمین کلب علیخان خسرو دوران
وہ فیاض زمان جسسے ہے چشمہ فیض کا جاری

مہ اقبال و دولت آفتاب ثروت و شوکت
جہان جود و ہمت آفتاب عدل و دینداری

فریدون فر و رستم رزم و جم بزم و فلاطون عقل
سکندر جاہ و حاتم بذل و دارائے سپہداری

لکھون اک مطلع دلچسپ ایسا مدح حاضر مین
کہین احسنت سنکر جسکو سب اشخاص دربادی

مطلع

ترے ابر کرم نے کی جو عالم مین گہرباری
تو آب گوہر خوش آب سے دریا ہوا جاری

بنا ہے سکہ سیم و زر یہ آج وہ دن ہے
حریم دل مین مفلس کے نہ بیٹھا داغ ناداری

زلال لطف کی تاثیر سے مٹجائے شور ایسا
یقین ہے اب نکلے حشر تک کوئی کنوان کھاری

ترا دل بادۂ پندار سے خالی نظر آیا
جو ہے تو نشہ عرفان ہے چشم شوق مین طاری

ہوا ہے خواب و بیداری کا عالم ایک صورت پر
تری شب کو سحر کہیے تری غفلت کو ہشیاری

جو وہ تھے ماہ کنعان تو ہے مہر عالم امکان
ہوا ہے تجھمین اور یوسف مین فرق خواب و بیداری

وہ تیرا عہد ہے علم و عمل سے شاد رہتے ہین
فقیہ و مفتی و صوفی و شیخ و حافظ و قاری

جہان مین امن کیا ہے کیا تری ظل حمایت ہے
کہ اک عالم ہے امین اللہ اللہ ری نگہداری

کسی کا دل تو کیسا آنکھ بھی دکھنے نہین آتی
مٹائی عدل نے تیرے یہانتک مردم آزاری

تر غنچہ اڑا دے تو صبا اڑکر کہاں جائے
تری تحقیق سے ہے شمع کا بھی جو رفراری

نہ کیوں ہو تیرے دستور العمل سے شادماں عالم
کرم کرنا تری عادت بجا ہے تجھکو بیزاری

بگولا بھی ہوا بر شکل گنبد بن کے قائم ہو
یہاں تک کم ہوئی خانہ خرابی خانہ سماری

ملی دزد حنا کو اندلون خدمت ایسی کی
دل عشاق کی کرنی پڑی کسکو خبرداری

مقابل مین ترے خواہان ہزیمت ہو اگر دشمن
کرے زخمون سے تیری تیغ اسکے تن پہ گلکاری

ترے ڈر سے عدو کے روسیہ کے یون بہے آنسو
کہ چھوٹے جسطرح سے خون سودا کی پچکاری

سمندر مین سمندر ہون صدف مین ہون شرر پیدا
جو چمکے آتش قہر و غضب کی تیرے چنگاری

تری محفل کا جو ساماں ہے ثانی نہین رکھتا
کھلین جمشید کی آنکھین اگر دیکھے یہ تیاری

تری بزم طرب انگیز و عشرت خیز ایسی ہے
تمنا جسکی کرتے ہین پری رویان فرخاری

یہ وہ سرکار عالی ہے کہ جس سے فیض پاتے ہین
بدخشانی و طرازی و شیرازی و بلغاری

یہ وہ درگاہ والا جاہ ہے جسکی سلامی ہین
حجازی و عراقی رومی و چینی و تاتاری

سخن فہم و سخن گستر سخندان و سخن پرور
تجھی سے حسن کو رونق تجھی سے حسن نثاری

زبان کھولے نہ مثل شمع جلکر خاک ہو جائے
سنے سحبان وائل بھی اگر یہ تیز گفتاری

ترے پیل فلک رفعت کی شوکت پر یہ لازم ہے
مشابہ کیجیے کہسار سے اسکی گرانباری

گرانباری ہے ایسی وہ سبک رفتار ہے ایسا
نفس کو جسطرح سینے مین حاصل ہو سبکساری

ترے اسپ پری پیکر کی چالاکی کا کیا کہنا
نہین آتی تصور مین بھی جسکی تیز رفتاری

وہ پہونچے اسطرح اک جست مین مشرق سے مغرب تک
کہ جیسے آہ عاشق ہو رسا تا چرخ زنگاری

مرا کیا منہ جو تیری مدح پوری ہو سکے مجھسے
کہ تیرا وصف بیحد اور میری طبع ہے عاری

ہنر آیا نہ مجھکو کوئی اور آیا تو یہ آیا
مرا ہے کام ناکامی مرا ہے کام مکاری

ترے الطاف بے پایان سے ہون مین منفعل دل مین
نہین ہوتا ادا مجھسے ترا حق نمک خواری

مگر ہان اس سہارے پر گذر جاے گذر جاے
ترا شیوہ کرم کرنا مری خصلت وفاداری

سراپا وصف ہو تو وصف تیرا داغ کیا لکھے
دعا پر ختم کرتا ہے قصیدہ کو بناچاری

رہین جبتک الٰہی مہر و ماہ و کوکب و اختر
رہے جبتک الٰہی اس زمین پہ چرخ زنگاری

میسر خیر خواہون کو تو عیش جاودانی ہو
ترے بدخواہ کو حاصل ہمیشہ ذلت خواری

پیے تلوار تیری ہر گھڑی خون دل اعدا
ترا خنجر کرے دائم ترے دشمن کی خونخواری

دعا آٹھون پہر ہے ہفت اقلیم آئے قبضے مین
ترے قلعے کی ٹھہرے ربع مسکون چاردیواری

ایضاً

ہے روز جشن کیون نہ کرے روزگار عیش
ایک ایک غم کے بدلے ہین سو سو ہزار عیش

رنگین نشاط سے ہے سپید و سیاہ دہر
ہے ابلق زمانہ یہ گویا سوار عیش

اس غمکدہ کو چرخ نے عشرت کدہ کیا
اب دیکھیے دکھائیگا کیا کیا بہار عیش

سارے اسیر درد و الم غم سے چھٹ گئے
طوق گلو کے بدلے گلے کا ہے ہار عیش

اہل زمین کو زیر فلک جوشش نشاط
آسودگان خاک کو زیر مزار عیش

اللہ رے ایکی گرمی ہنگامہ سرور
کیا کیا نکالتا ہے دلون کا بخار عیش

رحمت سے حق کے دور نہین جنتی کی طرح
گر آج دوزخی کو ملین بیشمار عیش

لکھا کسی نے بھول کے گر کوئی حرف غم
نکلا زبان خار سے بے اختیار عیش

لائے لگا نہال محبت گل مراد
بنتا ہے نخل غم کے لیے برگ و بار عیش

ہر مردہ دل کے واسطے آب حیات ہے
دھوتا ہے دل سے تیرہ دلونکے غبار عیش

دام خوشی مین سب کو گرفتار کرلیا
کرتا ہے غمزدون کے دلونکا شکار عیش

جوش نشاط و فرط خوشی سے عجب نہین
آخر کو غمزدون کے دلون پر ہو بار عیش

دیکھا جو مین نے حال مانیکا اسطرح
یعنی کہ اک جہان کا ہے کاروبار عیش

حیران ہوا کہ بار خدا ماجرا ہے کیا
دیتا ہے کس کو یہ فلک کینہ کار عیش

مجھسے کہا یہ دل نے کہ حیران کسلیے
دنیا مین ہین ہزار طرح کے ہزار عیش

یہ بھی کوئی گھڑی تھی خوشی کی جو آگئی
غم اڑ گیا جہان سے ہوا غمگسار عیش

تو غمزدہ ہے آپ سے نادان کسلیے
کر تو بھی خوب عیش جو ہو سازگار عیش

گذرے جو دم خوشی سے تو غافل گذار دے
ہوتا ہے کس کے واسطے یان بار بار عیش

گر عیش ہو نصیب تو بندہ ہو عیش کا
خصلت تری نشاط ہو تیرا شعار عیش

گر بس چلے تو ہاتھ سے مینائے مے نہ رکھ
جی بھر کے خوب پی لے کہ ہو خوشگوار عیش

ٹھہرے جو کوئی دم تو نصیحت اسے سمجھ
عاشق کے دل کیطرح سے ہی بیقرار عیش

ڈر انقلاب دہر سے کر غم سے اجتناب
غم دل سے دور پھینک کے کر استوار عیش

یہ دوستی کرے تو اسی کی ہے دوستی
گر دوستدار ہے [illegible] دوستدار عیش

لیکن بشر کو چاہیے انجام کا خیال
اسپر رہے نظر کہ ہے ناپائدار عیش

غم بھی خوشی کیساتھ ہے انسانکے واسطے
اسپر نہ بھول تو کہ ہوا خوب یار عیش

معشوق و بادہ سیر چمن بزم دوستان
دنیا مین چار دن کے لیے ہین یہ چار عیش

تکیہ نہ کر تو اسپر کہ دائم نہ ہونگا شاد
یہ عیش چار دن کا ہے بے اعتبار عیش

تدبیر کوئی چاہیے عیش دوام کی
تقدیر سے نصیب ہون تجھکو ہزار عیش

کر مدح اُس رئیس [illegible] کی
جسکی ثنا سے ہو تجھے اب سازگار عیش

جمشید عصر کلب علیخان فلک جناب
ہوتا ہے جسکی ذات سے صاحب وقار عیش

مطلع وہ لکھ کہ جسمین بندھے سربسر سرور
ٹپکے ہر ایک لفظ سے بے اختیار عیش

مطلع
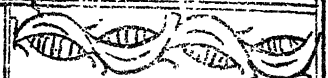
ہین دست بستہ واسطے تیرے ہزار عیش
تیری خوشی مطیع تو خدمت گذار عیش

اللہ ری تیری نشہ کی سرشاری سرور
جسکا او تار عیش ہے جسکا خمار عیش

ٹھہرا ازل سے تا بہ ابد تیرے واسطے
کرتا ہے ورنہ چار گھڑی کب قرار عیش

مرہم پذیر عہد مین تیرے ہوا تمام
جمشید کے زمانہ مین تھا دلفگار عیش

دیکھا جو آنکھ کھول کے آئی نظر خوشی
ہے تیرے روئے صاف کا آئینہ دار عیش

ہے روشنی جہان مین نشاط و سرور کی
چمکا ہے تیرے عہد مین خورشید وار عیش

آکر ترے زمانہ مین اسکے کھلے نصیب
مدت سے کھینچتا تھا بڑا انتظار عیش

کیا خانقاہ و میکدہ عشرت کدے ہین سب
صوفی کرین خوشی تو کرین بادہ خوار عیش

ہے رنگ رنگ عیش مگر تیرے عہد مین
ہے زند گر کہین کہین پرہیزگار عیش

تیری زبان ہلی کہ جہان ہو گیا نہال
رہتا ہے تیرے حلم کا امیدوار عیش

اسکا کہین نشان تو کیا نام ہی نہ تھا
تو نے کیا ظہور ہوا آشکار عیش

پوری پڑے نہ محفل جمشید مین کبھی
جبتک نہ تیرے بزم سے لے مستعار عیش

رہنا بہشتیون کو ہو جنت مین اک عذاب
گر خلد سے ہو بزم کا تیری دوچار عیش

مست شراب عیش ہین سب تیری بزم مین
اک ہوشیار ہے تو بہت ہوشیار عیش

جز عیش کسکو بار تری بارگہ مین ہے
ہے عیش ہی کے واسطے لوٹی بہار عیش

شمع جمال پر ترے پروانہ ہے خوشی
جام نشاط ہی سے بس بادہ خوار عیش

آہو ہے شیر عہد مین تیرے پلنگ پر
صحرائی وحشیون کو ہے تا کوہسار عیش

جمشید کی جبین پہ یہ خط ہو کے مٹ گیا | یان قصر خوش نگار کا نقش و نگار عیش
تو تلخ بھی سنائے تو یون جی کو لطف آئے | جیسے شراب تلخ سے ہو خوشگوار عیش
کیا تیرے بزم عیش کی کیفیتین لکھون | جس جا ہو بیحساب خوشی بیشمار عیش
گر ہے خوشی رفیق تو ہمدم ترا نشاط | گر دوست خرمی ہے تو یار دلکا یار عیش
دن عیش رات عیش سحر عیش شام عیش | گہے دوستدار عیش گہے غمگسار عیش
ہے لاکھ لاکھ جان سے صدقے تری خوشی | ہے لاکھ لاکھ جان سے تجھپر نثار عیش
آرام کیون رہے نہ رعیت کو بے شمار | سرکار مین حضور کے ہے اہلکار عیش
کرتا ہون اب دعا پہ قصیدے کو ختم مین | شاید کہ اس دعا سے ہو میرا بھی بار عیش
چھولین جھیلین نہ عیش مین بھی تیرے مدعی | ہو تیرے دشمنونکے کلیجے مین خار عیش
جلتے رہین ترے عیش آر بس بہت حسود | بنتا ہے انکی جان پہ برق و شرار عیش
پھٹکے نہ پاس جیسے ترے دوستونکے رنج | یون تیرے دشمنون سے کرے زینہار عیش
جبتک رہے جہان مین یہ خوشی کی دھوم | جبتک خوشی کے ساتھ رہے نامدار عیش
جبتک رہے زمانہ الٰہی پئے نشاط | جبتک ہو روزگار رہے روزگار عیش
جبتک ہے آسمان کے لیے گردشِ سعید | جبتک اس آسمان کا کرین اختیار عیش
جبتک رہے یہ باغ جہان اک بہار پر | جبتک کرے ہزار چمن مین ہزار عیش
یا رب رہے ہمیشہ ہم آغوش عیش سے | تو ہمکنار عیش ترا ہمکنار عیش
یہ داغ مدح خوان ہے گلزار و جان نثار | ہون اسکو اک نگاہ سے تیری ہزار عیش

قطعہ تاریخ تشریف آوری جناب سلطان نواب محمد یوسف علیخان صاحب

بہادر فردوس مکان تاریخ ورود از کلکتہ

کیا ولیعہد اور نواب آئے آج | برج حشمت کے دو کوکب یہ آئے
دو مسیحا آئے بھر در بہر | خاطر طالب کے دو مطلب یہ آئے
دو قمر اکبار آئے ہیں نظر | تھا زبانوں پہ یہی جب شب یہ آئے
قمر وہ اس آمد کا ہے سامان زیست | جان میں جان آ گئی گویا جب یہ آئے
بہر استقبال میں پہونچا مگر | کون جانے کون آئے کب یہ آئے
گوش بر آواز لب پر یہ دعا | مجھکو سنوا دے کہیں یا رب یہ آئے
دیکھکر گرد سواری یک بیک | منتظر بول اٹھے سب یہ آئے
ایک کی تھی ایک سے تکرار یہ | میرا جذب شوق لایا جب یہ آئے
داغ نے بھی پیشکش تاریخ کی | شان و شوکت جاہ و اقبال اب یہ آئے

تعریف جشن زیبا جاہ دام ملکہ
تہنیت جشن نایاب

بھر کر شراب صاف پلا آج جام میں | ساقی ہے انجمن کی زبان پر [illegible] آج
رنگین بدل زمانہ تعجب نہیں گر آپ | شادی کا [illegible] رنگ [illegible] شادی آج
پریوں کا جمگھٹ اور حسینوں کا جلسہ ہے | کیا ایک رنگ پر ہے [illegible] جشن [illegible] آج
فانوس جھاڑ آئینے تصویر لیمپ بھی | چمکا ہے بزم جشن [illegible] آج
سارا ہے جلوہ کلب علیخان کے دم سے آج | عہد [illegible] آج [illegible] جشن [illegible] آج
آفاق کیا تھا کرم سے کیا بحال | [illegible] کا کیا [illegible] جہان [illegible] آج

یہ سخن وری کہ داد و دہش اسقدر کہ بس	کیا کیا دیا ہے دولت و مال و خزانہ آج ۱۲۸۲ھ
پیدا کمان ہے لعل خوش آب آج کوہ مین ۱۲۸۲ھ	یکتا رہا صدف مین نہ گوہر کا دانہ آج ۱۲۸۲ھ
پیہم ہے سجدہ ریز نہان فرق فرقدان ۱۲۸۲ھ	کیا کیا ہوا بلند ترا آستانہ آج ۱۲۸۲ھ
کچھ سہم کے نہیب سے تھرائے شکل بید ۱۲۸۲ھ	نکلے جو مدعی پہ ترا تازیانہ آج ۱۲۸۲ھ
موج عطا سے پاس ہوا خواہ شادمان ۱۲۸۲ھ	حاسد کا دم بھی تن سے ہو بیشک روانہ آج ۱۲۸۲ھ

قطعۂ تاریخ چکیدہ کلک گہر سلک تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علیخان بہادر بہادر جنگ متخلص بہ اسیر لکھنوی ۔

باغ ابراہیم ہے دیوان داغ	خار اعدا کو دیا اس باغ نے
مصرعۂ تاریخ یہ لکھا اسیر	کیا جلایا حاسدون کو داغ نے

قطعۂ تاریخ ریختۂ فکر آسمان پیمائے نظیری نظیر منشی سید اسمعیل حسین صاحب متخلص بہ منیر سلمہ القدیر

هست مانند قمر نور فشان این دیوان	کہ نذیرست نظیرش بجہان چشم نجوم
جلوہ گر گشت چو این شمع شبستان جمال	کرد نظارہ چو پروانہ ز ہر سمت ہجوم
وصف دیوان تاریخ رقم کرد منیر	اوج عرش سخن و گوہر پاک منظوم ۱۲۹۹ھ ۱۲۹۹ھ

ایضاً

ہے یہ دیوان کہ گلدستۂ الہام منیر	باغ فردوس سے ہم رنگ ہے سراپا نظم
گلفشان ہو گئے یون عیسوی و ہجری سال	خلد روح افزا مضمون و چمن پیرا نظم ۱۸۶۹ھ ۱۲۹۱ھ

ایضاً

ہوا مطبوع دیوان جناب داغ ان روزوں — ستارہ کیوں نہ چمکے پایہ والا ہے مطبع کا
منیر آج اسکے لکھنے کی کہی تاریخ نورانی — یہ بیتیا ہے الحاصل یہی ہوسا ہے مطبع کا

ایضاً

مبارک ہو اہل سخن کو یہ عید — چھپا ہے خوش اسلوب دیوان داغ
دل وجان سے ارباب انصاف کو — زیادہ ہے محبوب دیوان داغ
یہی ہے منیر اسکی تاریخ طبع — کہ مطبوع و مطلوب دیوان داغ

قطعۂ تاریخ رنجیتہ طبع شاعر نازک خیال سید ضامن علی صاحب جلال ۱۲۹۶ھ

باغ دیوان داغ کا پھولا پھلا — تازہ مژدہ صبا یہ لائی آج
طبع کے حسن جلال نے لکھے — بوئے گلزار داغ آئی آج

قطعۂ تاریخ از سخنور سراپا کمال سید کاظم علی صاحب مشال

دیوان کو کر چکے مرتب — جب حضرت داغ [illegible] افروز
کیا خوب لکھی مشال تاریخ — ہے جملہ کلام داغ دل سوز

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع سراپا لطافت محمد عظمت علیخان صاحب متخلص بہ عظمت

دیوان ہے یا ہے نسخۂ اعجاز عیسوی — معنی ہیں تازہ تازہ مضامین عجب عجب
عظمت جو یہ کلام ہوا زیب گوش خلق — تاریخ اسکی میں نے کہی در منتخب

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر سلیم منشی شیخ امیر اللہ صاحب تسلیم دام فیضہ

حضرت داغ کا چھپا دیوان — سو تکلف کا ہے بیان سلیس
فکر تاریخ ہے تو اے تسلیم — جلد کہدے کلام داغ نفیس

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع رسای سخنور یکتا منشی صابر حسین صاحب صبا

خوشا نظم داغ سخن سنج یکتا
کہ فرد است در عالم بے مثالی

بتاریخ طبعش صبا خوش رقم زد
کہ گنج معانی مضامین عالی

۱۲۹۶ھ

ایضاً

شد از جلوۂ طبع مطبوع عالم
کلام دل افسرو زداغ سخن کو

صبا گفت تاریخ در سال طبعش
کہ گنج معانی مضامین نیکو

۱۲۹۶ھ

ایضاً

کلام نواب میرزا خاں کیوں ہو مطبوع دہر کیونکر
مزا معانی میں سحر کا ہے مذاق جادو بھرا ہوا ہے

مجال کسکی صبا جو ایسی بنائے تاریخ بے تکلف
بیان ہے سوز و ساز عاشق زبان معشوق باداہے

۱۲۹۶ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع رسای سخنور بے ہمتا منشی گوبند لعل صاحب صبا

ریخت از باد نفس گنج سخن در گوش خلق
کرد دیوانی مرتب طبع گردون گرد داغ

از پے ترتیب طبعش چون نمودم فکر سال
از سروش آمد بگوشم گنج یاد آورد داغ

۱۲۹۶ھ

قطعۂ تاریخ جواہر نجم در فن شعر مشتاق منشی بہاری لعل صاحب مشتاق

زہے شاعر نغز گفتار داغ
کہ در شاعری سے کند ساحری

پے طبع دیوانش جستیم سال
چکیدہ از قلم نسخۂ شاعری

۱۲۹۶ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع وقاد صاحبزادہ محمد عطا اللہ خاں صاحب عطا تخلص ساکن مصطفی آباد

زد رقم دل سال تاریخ طبعش ‖ برآمد درِّ شاہوار فصاحت

قطعۂ تاریخ ریختۂ قلم بلاغت سید جمیل صاحب خواہر زادۂ سید جلیل احمد سہسوانی

چھپا جب داغ کا دیوان رنگین ‖ کہ لعل بے بہا دُرِّ عدن ہے

لئے تاریخ شاخ کلک تر سے ‖ کھلا غنچہ گلستان سخن ہے

قطعۂ تاریخ طراوش فکر رسای محمد شاہ خان صاحب کاوش

غزلہا سے رنگین ضد دیوان داغ ‖ فرح بخش دلہا ست چون باغہا

دم فکر کاوش چہ تاریخ طبع ‖ نمودہ رقم مرہم داغہا

قطعۂ تاریخ نتیجہ طبع وقاد جامع محاسن صوری و معنوی منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی

کیا شگفتہ ہے طبع حضرت داغ ‖ داغ کھائے ہین باغ نے کیسے

تو بھی تاریخ امیر لکھ رنگین ‖ گل کھلائے یہ داغ نے کیسے

قطعۂ تاریخ نتیجہ طبع پاکیزہ گوہر منشی محمد احمد صاحب قمر سلمہ اللہ الاکبر

ماشاء اللہ طرفہ دیوان چھپا ‖ سب شعر ہین ارباب سخن کو مقبول

تاریخ کہی طبع کی ہین نے یہ قمر ‖ دیوان ہین داغ کا کھلے ہین یا پھول

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع جوہر قابل فدا علی خان صاحب عاقل

حضرت نواب مرزا خان داغ ‖ میر و سودا سے بھی جو غالب ہین اب

واہ کیا دیوان چھپا سہل سے ‖ ہین بلا کی بندشین مضمون غضب

اسکی عاقل نے لکھی تاریخ یون ‖ روزمرہ خاص دہلی کا ہے سب

حق تصنیف و طبع و انتخاب اسکا ممنوع ہے۔ نور احمد مالک مطبع محمدی بہادر محلہ سبحان نگر لکھنؤ